امیر المجاہدین نمبر

مدیر اعلی

عبدالمصطفی سعدی ازہری

مدیر معاون

مولانا نازش مدنی مرادآبادی



Darut Tahqiqat International

Mangal Pura Sarai Tarin Sambhal 244303

Uttar pradesh India

daruttahqiqatinternational@gmail.com

+918868869786

+923101871226

+201021468409

امیر المجاہدین نمبر

دار التحقیقات انٹرنیشنل

daruttahqiqatinternational@gmail.com

+918868869786, +923101871226, +201021468409

فہرست

علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ
۱۹۶۶_۲۰۲۰

تشکر نامہ

امیر المجاہدین محافظ ختم نبوت حضرت علامہ خادم حسین رضوی قدس سرہ العزیز عالم اسلام کی ایک ہر دل عزیز اور ہر دل پزیر شخصیت تھی آپ کا وصال یقیناً ایک ناقابل برداشت سانحہ ہے جس کا غم نا صرف علمی طبقہ بلکہ ہر خاص و عام محسوس کر رہا ہے آپ کے وصال کے بعد ضرورت تھی کہ آپ کے شبانہ روز تدریسی تصنیفی، علمی و روحانی کارناموں و دیگر گوناگوں خدمات کو قوم کے سامنے تحریری صورت میں پیش کیا جائے اسی مقصد کے پیش نظر اہلسنت وجماعت کی عظیم تحریک "تنظیم دار التحقیقات انٹرنیشنل "کی جانب سے قبلہ امیر المجاہدین نور اللہ مرقدہ کے حوالہ خصوصی شمارہ بنام " امیر المجاہدین نمبر "نکالا جا رہا ہے جس میں مختلف نوعیت سے قبلہ امیر المجاہدین کی

سوانح مبارکہ اور خدمات دینیہ کو بیان کیا گیا ہے اس سلسلہ میں جن ارباب علم و دانش اور اصحاب قلم نے اپنے گراں قدر مضامین تنظیم کو پیش کیے بندہ ناچیز اپنے ان تمام کرم فرماؤں کا تہ دل سے ممنون و مشکور ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ جل شانہ آپ تمام کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے اور دارین میں اس کا بہتر صلہ عطا فرمائے آمین بجاہ طہ ویس.

محمد گلفام رضا برکاتی سعدی نعیمی
امیر تنظیم دار التحقیقات انٹرنیشنل

ظبة الصفيحة في كبد ساب سيد البرية

علامہ خادم حسین رضوی اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ عبد المصطفی سعدی ازہری

(جامعہ انیس المدارس پاکستان، جامعہ الازہر شریف مصر)

الحمد لله المنتصر لأوليائه، المنتقم من أعدائه، المعبود في أرضه وسمائه، المقدس بصفاته وأسمائه، المنفرد بعظمته وكبريائه، القاهر بجبروته وعلائه، الواحد الأحد الذي لا أول لأزليته ولا آخر لبقائه، الرب الصمد الذي لم يلد ولم يولد ولم يشركه أحد في قضائه، الحي وقد حكم على كل أحد بفنائه، العالم فلا يعزب عنه مثقال ذرة في الأرض ولا في السماء في حالتي ظهوره وخفائه، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله خاتم أنبيائه، وصفوة رسله وأمنائه، نبي الرحمة، وشفيع الأمة، وكاشف الكرب والغمة، المخرج بإذن الله إلى النور من الظلمة، المبتعث بالهدى والحكمة، والمؤيد بما بشر به من الكفاية والعصمة، شرف الله قدره على سائر الخلائق، وأخذ من الأنبياء على نصرته العهود والمواثق، حبيب الله وخليله، وأمينه على وحيه ورسوله، أكرم الخلق على ربه، والموعود النصر لحزبه، لولاه ما خلقت شمس ولا قمر، ولا كان للدنيا عين ولا أثر، والواجب تعظيمه والصلاة عليه على جميع الألسنة، من وجبت نبوته وآدم بين الروح والجسد، وكان اسمه مكتوبًا على العرش مع الفرد الصمد، ورفع الله

ذكره، فلا يذكر إلا ذكر معه، وجعل شريعته ناسخة لجميع الشرائع، فلو كان موسى وعيسى حيين لاقتدى به كل منهما وتبعه، المنصور بالرعب مسيرة شهر، والباقي كتابه بقاء الدهر، المخصوص بالدعوة العامة وكان النبي يبعث إلى قومه، وصاحب الشفاعة العظمى حين يذهل كل أحد عن والده ووالده وأمه اما بعد:

امم سابقہ پر نظر ڈالی جائے تو انکے گناہوں نافرمانیوں کے سبب اللہ کریم نے ان پر بے شمار عذاب نازل فرمائے ان میں سے کئی ایک کو چند ہی لمحوں میں نیست و نابود کر کے رکھ دیا، اس امت پر نظر ڈالی جائے تو نافرمانیوں بے باکیوں میں یہ بھی پچھلی سے کم نہیں لیکن اللہ کریم اپنے فضل و احسان سے اپنے محبوب کی اس امت پر عذاب نازل نہیں کر رہا اور فرمایا:[**وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ**][1]. اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔ لیکن گاہے بگاہے اس امت کو آفات و بلیلات نے اپنے گھرے میں لئے رکھا طرح طرح کی آفات اس امت پر آتی رہیں اور اسے ہر دور میں کئی کئی امتحانات کا سامنا کرنا پڑا انہیں سلسلہ مصائب کی ایک کڑی ہے علم و علماء کی اس دنیا سے رخصتی۔

[1] سورة الأنفال ۳۳.

وہ علماء جن کی شان میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:][يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ][1]۔ اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور انکے جنہیں علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔[إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ][2]۔ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں ۔[أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ][3]۔ کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت سے آس لگائے کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان۔[فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ][4]۔ تو اے لوگوں علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ اللہ کریم اپنے بندوں میں سے خاص کر کے علماء کی شان میں آیات نازل فرمارہا ہے کہیں فرمارہا ہے کہ بندوں میں سے علماء مجھ سے ڈرتے ہیں کہیں امت کو انکی طرف بھیج رہا ہے کہ تمہیں

---

[1] سورة المجادلة ١١.

[2] سورة فاطر ٢٨.

[3] سورة الزمر ٩.

[4] سورة النحل ٤٣.

نہیں معلوم تو علماء سے رابطہ کروں وہ تمہاری مشکل کا حل دینگے خالق حقیقی اپنے بندوں کی مشکلات اپنے خاص بندوں (علماء) سے حل کروا رہا ہے انہیں مرجع الخلائق بنا رہا ہے۔ اور کئی ایک ایسی آیات مبارکہ ہیں جن سے علماء کی قدر منزلت اللہ کریم واضح فرما رہا ہے۔ احادیث مبارکہ میں جا بجا علماء کے فضائل آئے چند ایک کا ذکر کروں گا۔

اللہ کریم کے محبوب اعظم ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں:

- **"من سلك طريقا يطلب فيه علما سلك الله عز وجل به طريقا من طرق الجنة، وإن الملائكة لتضع أجنحتها رضا لطالب العلم، وإن العالم ليستغفر له من في السماوات ومن في الأرض والحيتان في جوف الماء، وإن فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب، وإن العلماء ورثة الأنبياء، وإن الأنبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما، ورثوا العلم، فمن أخذه أخذ بحظ وافر"[1]۔**

"جو شخص طلب علم کے لیے راستہ طے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اسے جنت کی راہ چلاتا ہے اور فرشتے طالب علم کی بخشش کی دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں دعائیں کرتی ہیں، اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے چودھویں رات کی

[1] رواه احمد وأبو داود، والترمذي، وأصله في "الصحيحين"-

تمام ستاروں پر، اور علماء انبیاء کے وارث ہیں، اور نبیوں نے اپنا وارث درہم و دینار کا نہیں بنایا بلکہ علم کا وارث بنایا تو جس نے علم حاصل کیا اس نے ایک وافر حصہ لیا"۔

- **"فَضْلُ العَالِمِ عَلَى العَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ"۔**

"عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ایک عام آدمی پر ہے"۔

"ما الفخر إلا لأهل العلم إنهم على الهدى لمن استهدى أدلاّء
وقدر كلّ امرئ ما كان يحسنه والجاهلون لأهل العلم أعداء
ففز بعلم تعش حياً به أبداً الناس موتى وأهل العلم أحياء"[1]

- **"مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ"۔[2]**

اللہ کریم جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔
بے شمار آحادیث شریفہ علماء فضائل و درجات میں واقع ہیں جن کی اکثریت پر عام و خاص مطلع ہے۔

العِلْمُ يَجْلُو الْعَمَى عَنْ قَلْبِ صاحِبِهِ ... كَما يُجْلِي سَوَادَ الظُّلْمَةِ القَمَرُ

---

[1] زهر الأكم في الأمثال و الحكم ١٠٩/١-
[2] صحيح البخاري ٣١١٦.

فَلَولا العِلْمُ ما سَعِدَتْ نُفُوسٌ .. .. وَلا عُرِفَ الحَلالُ وَلا الحَرامُ
فبِالعِلْمِ النَّجاُة مِنَ المَخَازِي .. .. وَبِالجَهْلِ المَذَلَّةُ وَالرُّغامُ

وقال الإمام أحمد بن حنبل رحمه الله: "الناس أحوج إلى العلم منهم إلى الطعام والشراب؛ لأن الطعام والشراب يحتاج إليه في اليوم مرتين أو ثلاثاً، والعلم يحتاج إليه في كل وقت".

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگ علماء کی جانب علم میں کھانے اور پینے کی نسبت زیادہ محتاج ہیں۔ کیوں کو کھانے پینے کی ضرورت دن میں دو یا تین بار پیش آتی ہے جبکہ علم کا ہر وقت محتاج رہتا ہے۔

فمن لم يذق مر التعلم ساعة ... ... تجرع ذل الجهل طول حياته
ومن فاته التعليم حال شبابه ... ... فكبر عليه أربعا لوفاته

ان نصوص سے علما کا وجود اس امت پر نعمت ہے واضح ہے لیکن ان کی وفات ۔؟؟

انکی وفات اس امت پر مصیبت ہے جیسا کے آحادیث میں آیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "إِنَّ اللَّهَ لاَ يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ العِبَادِ، وَلَكِنْ

يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا"۔[۱]

اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے۔ بلکہ وہ علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا۔ حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے سوالات کیے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔ اس لیے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

امام ابن حجر رضی اللہ عنہ فتح الباری میں اس حدیث کی تشریح میں ارشاد فرماتے ہیں:

فدل هذا على أن ذهاب العلم يكون بذهاب العلماء۔[۲]

تو یہ حدیث اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ علم کا اس دنیا سے اٹھنے کا مطلب اہل علم کا وصال کر جانا ہے۔

جب جناب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **من سَرَّه أن ينظر كيف ذهاب العلم فهكذا ذهابه۔**

جو علم کو اس دنیا سے اٹھتا ہوا دیکھنا چاہتا ہے تو اس طرح علم اس دنیا سے اٹھتا ہے۔

---

۱ صحيح البخاري ۱۰۰.

۲ فتح الباري شرح صحيح البخاري ج۱ ص۲۳٤.

جناب عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **عليكم بالعلم قبل أن يقبض ، وقبضه ذهاب أهله۔**

علم کو مضبوطی سے تھام لو اس کے اٹھائے جانے سے پہلے اور اس کے اٹھنے کا مطلب علماء وصال فرما جانا ہے۔

ایسے کئی ایک اقوال صحابہ کرام سے، تابعین سے علما سے منقول ملتے ہیں جن کی واضح ترین دلالت ہے کے عالم کی وفات علم کا اس دنیا سے اٹھنا ہے اور جیسے حدیث پاک میں ذکر ہوا کے علم کے اٹھنے کے بعد صرف گمراہیت باقی رہ جائے گی اور وہ خالص مصیبت ہے۔

ایسا ہی چند عرصہ قبل دیکھنے کو ملا ایک مرد مجاہد جنہیں سفیر حبیب کبریا کہا جائے امیر المجاہدین کہا جائے امام العاشقین کہا جائے غرض کے رسول اللہ ﷺ کی محبت کے درجات میں سے سب سے بلند درجہ کو جس لفظ سے تعبیر کیا جائے وہ اس شخصیت پر صادق ہے۔

ہم میں سے ہر ایک نے **فداك أبي وأمي ونفسي يارسول الله** ﷺ نعرہ بے شمار بار سنا اور لگایا ہو گا لیکن اس حقیقی مصداق عصر حاضر میں پورے عالم نے دیکھا تو وہ علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کی ذات تھی۔

جن کا اوڑھنا بچھونا اگر تھا تو **لبیک لبیک لبیک یا رسول اللہ** صلی اللہ علیہ وسلم تھا جس نے اپنا سب کچھ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہرا داری پر قربان کر کے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کی معذوری کے باوجود عالم اسلام کو ہی نہی ملت کفر کو بھی دکھایا کے مرد مومن بظاہر جسم سے تو معذور ہو سکتا ہے لیکن قوت ایمانی کے آگے یہ معذوری ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہے۔ دین وملت کی خدمت کس قدر کی یہ اس مجلہ میں موجود تحریرات سے بخوب واضح ہیں آپکا علمی مرتبہ آپکی تصانیف سے آپکی تقریرات سے بخوب معلوم ہوتا ہے وہ دوران تقریر قرآن عظیم الشان یا حدیث مبارک کے کسی بھی صیغہ کو لیکر اس کی پوری گردان پڑھ دینا اس ناچیز کے آگے ایسے کوئی مثال نہیں عجم میں ہیں نہیں بلکہ عرب میں بھی لغہ عربیہ پر اس قدر مہارت ناپید ہے۔

مجھے یاد ہے ایک مرتبہ میرے ایک عرب کے دوست سماجی رابطہ کی ویب سائٹ کا ایک لنک بھیجا اور مجھ سے پوچھا:

أنت تعرف هذا الشيخ...؟؟ کیا تم اسے شخص کو جانتے ہو۔۔؟

میں نے اس لنک کو کھولا تو سامنے قبلہ امیر المجاہدین علم العاشقین جناب علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کی ویڈیو کا ایک مقطع تھا جس میں آپ الحمد شریف پڑھ کر اس کی پوری گردان پڑھ رہے تھے۔ اسے اپلوڈ کرنے والا شخص سعودی تھا اور اس نے

ویڈیو کے ساتھ لکھا ہوا تھا: **انظروا البريلوي كيف يصرف.....** اس بریلوی کو دیکھو کیسے گردان پڑھ رہا ہے۔ یو تو وہ اپلوڈ کرنے ولا شخص حیرت زدہ تھا کہ قرآن عظیم کے کسی بھی صیغے کو لیکر کیسے بلا جستہ یہ شخص گردان پڑھ سکتا ہے کیا اس قدر بھی عربی گرامر پر کسی غیر عربی کو مہارت ہو سکتی ہے۔ بلا شبہ وہ حیرت زدہ ہی تھا کیوں کہ اہل عرب اگرچہ عربی انکی زبان صحیح لیکن مہارت کے لئے انہیں بھی اپنی زندگی کے کئی سال تک محنت کرنی پڑتی ہے تب جا کر وہ لغہ عربیہ فصحہ پر مہارت حاصل کر پاتے ہیں الا ماشاء اللہ تعالی۔

آپ علیہ الرحمہ کی لکھی کتاب ''تیسیر ابواب الصرف'' اب تک لاکھوں علماء طلباء نے پڑھی اور اس سے مستفید ہوئے بلا شبہ انکا یہ کام دین اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے کیوں کہ وہ کتاب عربی زبان میں موجود صیغ سے متعلق ہے اس کو پڑھنے سے معلوم ہو جاتا ہے قرآن عظیم الشان میں یہ صیغہ ہے تو کونسا ہے حدیث مبارک میں میں یہ کونسا ہے اور جب تک صیغہ معلوم نہ ہو تا کلام کو سمجھنا ناممکن ہے اور جب کلام اللہ و کلام رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نہ سمجھ سکے گا تو دین اسلام کی تبلیغ کیسے کرے گا اس کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد سے اب تک لاکھوں لوگوں نے اس سے استفادہ کیا اور دین اسلام کو صحیح سمجھنے میں کامیاب رہے۔ اگر یہ کہا جائے کے دور حاضر میں موجود علماء و

طلباء جنہوں نے اس کتاب کو پڑھا ان پر قبلہ امیر المجاھدین علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کا بہت بڑا احسان ہے تو یہ کسی طور غلط نہ ہو گا۔

کل تک صرف اور صرف کی گردانوں کو صرف علما یا طلبا جانتے تھے آج پورا عالم جانتا ہے کہ علم صرف جیسی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔

حدیث پاک کو اس قدر روانی سے پڑھنا اور اسکی تشریح کرنا منہ بولتا آپ کی محدثانہ صلاحیتوں کا ثبوت ہے۔

کلام رضا، کلام اقبال، کلام اکبر الہ بادی وغیرہ پر اس قدر دسترست کہ بر موقع علامہ اقبال کا شعر پڑھتے اور کہتے اعلی حضرت نے اسے عشق کا یوں رنگ، دیا موجودہ گمراہ فرقوں کو للکارتے تو بطور استناد قران عظیم کی آیت یا حدیث شریف کو لاتے اور پھر اس سے اس طرح استدلال کرتے کے مجمع میں موجود بڑے سے بڑا عالم دنگ رہ جاتا۔

اللہ کریم بھی آپکو محبوب رکھتا تھا اور اس بات پر دلیل کی کوئی حاجت نہیں کیوں کہ قبلہ امیر المجاھدین رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا مقصد اللہ کریم کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا تحفظ رہا تو وہ کریم کیوں نہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے پہرادار سے محبت فرمائے لیکن پھر بھی اگر آحادیث پر نظر ڈالی جائے تو بے شمار ایسی آحادیث مل جائیں گی جو

دلالت کرتیں ہوں کے فلاں صفت اللہ کریم کے ہاں بہت پسندیدہ ہے اور وہ صفت قبلہ میں موجود تھی میں ایک ایسی حدیث ذکر کرتا ہوں جو صرف صفت پر نہیں بلکہ اس حدیث کا مصداق آپ کی ذات تھی اور وہ پوری دنیا نے دیکھا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ العَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلاَنًا فَأَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلاَنًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ القَبُولُ فِي الأَرْضِ "۔[1]

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے۔ تم بھی اس سے محبت رکھو، چنانچہ جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام تمام اہل آسمان کو پکار دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے۔ اس لیے تم سب لوگ اس سے محبت رکھو، چنانچہ تمام آسمان والے اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں۔ اس کے بعد زمین والوں میں بھی اس کو مقبولیت عطا فرمادیتا ہے ۔

---

[1] متفق عليه.

تو اس حدیث سے واضح ہے کہ اللہ کریم جس سے محبت فرماتا ہے سیدنا جبرائیل علیہ السلام بھی اسے محبت کرتے ہیں آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور زمین والوں میں اسے مقبولیت دی جاتی ہے۔ ایسا ہی کچھ منظر آپ کے انتقال کے بعد دیکھنے کو ملا آپکے جنازہ میں انسانوں کے جس سمندر نے شرکت کی یہ ہر بینا پر واضح ہے آپکی مفارقت میں ہر آنکھ اشک بار، ہر کلیجہ زخمی، ہر دل بجھا ہوا حتی کے چہروں سے اس قدر غم جھلک رہا تھا کہ اللہ کریم نے ان سے کتنی بڑی نعمت کو اٹھالیا ہو اور ان کے جانے سے جیسے اب ان کے لئے کوئی امید باقی نہ ہو۔ اپنے تو اپنے پرایوں کا غم بھی قابل دید رہا جو قبلہ امیر المجاہدین علیہ الرحمہ نظری و فکری اختلاف رکھتے تھے وہ تو تھے ہی عقیدوں میں اختلاف کرنے والے بھی آنسوں سے روتے نظر آئے کوئی کہتا دکھا کہ ہمارے مکتبہ فکر والے سروں کو جھکائے نظریں شرمندگی سے نیچے کرے بیٹھے تھے جس گستاخی والا معاملہ ہوا نظر آیا تو بس ایک مرد مجاھد میدان میں اترا نظر آیا۔ کوئی کہتا دکھا کہ جس وقت گستاخیوں کے معاملات ہوئے ہم ابھی اس شش و پنج میں تھے کہ کیا کریں خبر آتی ہے خادم حسین ہزاروں لاکھوں کا لشکر لئے سخت سردی میں سڑک پر نکل آیا ہے اور حکمران وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گستاخ کی

عبرت ناک سزا کا مطالبہ کر رہا ہے۔ غرض کے اپنوں اور غیروں کے درمیان قبلہ امیر المجاھدین علیہ الرحمہ کی مقبولیت واضح ترین ثبوت ہے اللہ کریم کی انسے محبت کا۔

بحر حال اس مجلہ میں آپکے کمالات آپکی خدمات کو ذکر کیا گیا ہے میں طوالت سے اجتناب کرتے ہوئے آپ کی ذکر کردہ ایک حدیث پر کچھ کلام کرتا ہوں جس کا ورد آپ نے اپنے آخری لمحات تک رکھا اور بچے بچے کو ایک شرعی قانون بتادیا:

من سب نبیا فاقتلوه

جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے قتل کر دو۔

اس حدیث پاک کے پورے الفاظ اور مکمل سند کچھ یوں ہے:

"حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُزَاحِمُ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ الْبَصْرِيُّ ، ثنا الْحُسَيْنُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ الرَّبِيعِ اللَّخْمِيُّ ، حَدَّثَنِي عَبْدُ السَّلامِ بْنُ صَالِحٍ الْهَرَوِيُّ ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الرِّضَا ، حَدَّثَنِي أَبِي مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ أَبِيهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ، عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَلِيٍّ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ :" مَنْ سَبَّ نَبِيًّا مِنَ الأَنْبِيَاءِ فَاقْتُلُوهُ ، وَمَنْ سَبَّ وَاحِدًا مِنْ أَصْحَابِي فَاجْلِدُوهُ "

اس حدیث کے رواۃ کی کچھ تفصیل:

۱. سیدنا علی رضی اللہ عنہ:

مکمل نام مبارک: **علي بن أبي طالب بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصي بن كلاب۔**

رتبہ مبارکہ: صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور چوتھے خلیفاء۔

کنیت مبارک: ابو الحسن، ابو الحسین، ابو تراب۔

ہر مسلمان عام وخاص اپکے بارے میں تفصیلی معلومات سے آگاہ ہے۔

آپ کی وفات ۴۰ ہجری میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر ۶۳ برس تھی۔

۲. سیدنا حسین رضی اللہ عنہ:

مکمل نام مبارک: **حسين بن علي بن أبي طالب بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف۔**

رتبہ مبارکہ: صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ونواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

کنیت مبارک: ابو عبد اللہ

اپکی شہادت عراق میں ہوئی ۶۱ ہجری کو ہوئی۔

۳. سیدنا علی زین العابدین رضی اللہ عنہ:

مکمل نام: **على بن حسين بن علي بن أبي طالب بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف-**

رتبہ: ثقہ

اپکا انتقال مدینہ منورہ میں ۹۳ ہجری میں ہوا۔

۴. سیدنا محمد باقر رضی اللہ عنہ:

مکمل نام: **محمد بن على بن حسين بن علي بن أبي طالب بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف-**

رتبہ: ثقہ

کنیت: ابو جعفر

اپکی وفات مدینہ منورہ میں ۱۱۸ ہجری میں ہوئی۔

۵. سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ:

مکمل نام: **جعفر بن محمد بن على بن حسين بن علي بن أبي طالب بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف-**

رتبہ: صدوق فقیہ امام۔

کنیت ابو عبد اللہ۔

٦. سیدنا موسی بن جعفر کاظم رضی اللہ عنہ:

مکمل نام: **موسى بن جعفر بن محمد بن على بن حسين بن علي بن أبي طالب بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف۔**

رتبہ: صدوق حسن الحدیث۔

کنیت: ابو الحسن۔

آپکی وفات بغداد میں ۱۸۳ ہجری میں ہوئی۔

۷. سیدنا علی رضا رضی اللہ عنہ:

مکمل نام: **على بن موسى بن جعفر بن محمد بن على بن حسين بن علي بن أبي طالب بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف۔**

رتبہ: صدوق حسن الحدیث۔

کنیت: ابو الحسن۔

آپکی فات طوس میں ۲۰۳ ہجری میں ہوئی۔

۸. عبد السلام بن صالح ہروی:[1]

مکمل نام:عبد السلام بن صالح بْن سُلَيْمان بْن أيوب بْن ميسرة القرشي الهروي۔

رتبہ: ثقہ صدوق۔[2]

کنیت: ابو الصلت

وظیفہ: جناب علی بن موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی خدمت۔ وفات:۲۳۶ہجری۔

تفصیل:

---

[1] انظر ترجمته: ابن الجنيد: ٢٥، ٣٢، وابن محرز: الترجمة ٢٤١، وأحوال الرجال للجوزجاني: الترجمة ٣٧٩، والمعرفة والتاريخ: ٣ / ٧٧، وضعفاء العقيلي، الورقة ١٢٩، والجرح والتعديل: ٦ / الترجمة ٢٥٧، والمجروحين لابن حبان: ٢ / ١٥١، والكامل لابن عدي: ٢ / الورقة ٣١٥، وسنن الدَّارَقُطنِيّ: ١ / ١١٠، والضعفاء لابي نعيم الأصبهاني: الترجمة ١٤٠، وتاريخ بغداد: ١١ / ٤٦ - ٥١، والسابق واللاحق: ٨٥، وضعفاء ابن الجوزي: الورقة ٩٧، وسير أعلام النبلاء: ١١ / ٤٤٦، والكاشف: ٢ / الترجمة ٣٤١٣، وديوان الضعفاء: الترجمة ٢٥٢٧، والمغني: ٢ / الترجمة ٣٦٩٤، وميزان الاعتدال: ٢ / الترجمة ٥٠٥١، وتذهيب التهذيب: ٢ / الورقة ٢٣٧، وتاريخ الاسلام، الورقة ٥١ (أحمد الثالث: ٢٩١٧ / ٧) ، ورجال ابن ماجة، الورقة ١٥، ٥١، ونهاية السول، الورقة ٢١٤، والكشف الحثيث: الترجمة ٤٤٠، وتهذيب التهذيب: ٦ / ٣١٩ - ٣٢٢، والتقريب: ١ / ٥٠٦، وخلاصة الخزرجي: ٢ / الترجمة ٤٣٢١.

[2] قَال عُمَر بن الحسن بْن عَلِيّ بْن مالك، عَن أَبِيهِ: سألت يحيى بن مَعِين عَن أبي الصلت الهروي، فقال: ثقة صدوق إلا أنه يتشيع. تهذيب الكمال في أسماء الرجال ج١٨ ص٧٧، تاريخ بغداد ج١١ ص ٤٨.

آپ سے بے شمار آحادیث مروی ہیں۔ آپ نے جن سے حدیث روایت کی: إسماعيل بن عياش، وجرير بن عبد الحميد، وجعفر بْن سُلَيْمان الضبعي، وحماد بْن زَيْد، وخلف بْن خليفة، وزافر بْن سُلَيْمان، وسفيان بْن عُيَيْنَة، وسلم بن أَبي سلم الخياط، وسُلَيْمان بن حيان أبي خالد الأحمر، وشَرِيك بن عَبد الله النخعي، وأبي صالح شعيب بن الضحاك المدائني، وعباد بن العوام، وعبد الله بْن إدريس، وعبد الله بْن نمير، وعبد الرزاق بْن همام، وعبد السلام بْن حرب، وعبد الوارث بْن سَعِيد، وعطاء بْن مسلم الخفاف، وعلي بْن حكيم الأَوْدِيّ وهو من أقرانه، وعلي بن موسى الرضى، وعلي بْن هاشم بْن البريد، وفضيل بن عياض، ومالك بن أنس، ومحمد بن خازم أبي معاوية الضرير، وأبي خداش مخلد بن خداش الكوفي، ومعتمر بْن سُلَيْمان، وهشيم بْن بشير، ويحيى بْن يمان، ويوسف بْن عطية الصفار.

آپ سے جنہوں نے آحادیث روایت کی: إبراهيم بْن إِسْحَاق السراج، وأَبُو بَكْر أَحْمَد بْن أَبي خيثمة، وأحمد بن سيار المروزي، وأبو جعفر أحمد بن عَبد الله الطبرستاني الغزاء، وأحمد بن منصور الرمادي، وإسحاق بْن الْحَسَن الحربي، وجعفر بن طرخان، والحسن بن حباب البغدادي المقرئ، والحسن بن العباس الرازي، والحسن بن علوية

القطان، والحسن بن علي التميمي الطبري، وأبو العباس الحسن بن عيسى بن حمران البسطامي أخو الحسين بن عيسى، والحسين بن إسحاق التستري، والحسين بن حميد بن الربيع اللخمي، وأبو الهيثم خالد بن أَحْمَدَ أمير همذان، وسهل بن أَبي سهل وهو ابن زنجلة الرازي، والعباس بن سهل المذكر، وعباس بن محمد الدوري، وعبد الله بْن أَحْمَد بْن حَنْبَلٍ، وأَبُو يَحْيَى عَبد اللَّهِ بْن أَحْمَدَ بْن أَبي مسرة المكي، وعبد اللَّه بْن مُحَمَّد بْن أَبي الدنيا، وعبد الله بْن مُحَمَّد بْن شيرويه، وعلي بْن أَحْمَدَ بْنِ النضر الأزدي، وعلي بن حرب الموصلي، وعلي بن الحسن السلمي، وعلي بْن الحسين بْن الجنيد الرازي، وعمار بن رجاء الحرجاني، والقاسم بن سلمة، والقاسم بن عبد الرحمن الأَنْبارِيّ، ومحمد بن إسماعيل الأحمسي ، ومحمد بْن أيوب بْن يحيى بْن الضريس الرازي، وأَبُو بَكْر مُحَمَّد بن داود بن يزيد الرازي، ومحمد بْن رافع النيسابوري، ومحمد بْن عَبد اللَّهِ بْن سُلَيْمان الحضرمي، وأبو جعفر مُحَمَّد بْن عبد الرحمن القرشي، وابنه أبو جعفر محمد بن عبد السلام بن صالح الهروي، ومحمد بن عَلِيّ المديني فستقة، ومحمد بْن عُمَر بن الوليد الكندي، ومحمد بن هشام بن عجلان الرازي، ومذكور بن

سُلَيْمان، ومعاذ بن المثنى بن معاذ العنبري، وأبو السري منصور بن مُحَمَّد بن عَبد الله الأسدي الرازي، وموسى بن عُمَر وغيره.

آپکے اساتذہ اور تلامذہ کے اسماذ کر کرنے کا مقصد تنبیہ ہے اس بات پر کے ان ناموں میں کبار محدثین اور ان کے اساتذہ بھی موجود ہیں۔

آپنے مشہور حدیث "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وعَلِيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَأْتِ بَابَهُ" کے بھی راوی ہیں۔

٩. حسین بن حمید:

مکمل نام: حسين بن حميد بن الربيع بن حميد بن مالك بن سحيم بن مالك بن عائذ الله بن عوذ بن معاوية۔

رتبہ: متكلم فيه۔

کنیت: ابو عبید اللہ، ابو الحسن۔

وظیفہ: ریشم فروش، ریشم کے کپڑوں کا کاروبار۔

١٠. مزاحم بن عبد الرحمن:

مکمل نام: مزاحم بن عبد الوارث بن إسماعيل بن عباد.

رتبہ: مجهول الحال۔

کنیت: ابو الحسن

وظیفہ: عطار

تفصیل:

اس حدیث کے آخری دو راویوں میں کئی علما نے کلام کی ہے۔[1]

شرع سے لیکر روایوں کے ساتھویں درجہ تک جو سلسلہ ہے وہ اہل بیت اطہار کا چلہ آرہا ہے انکے بعد ۳ راوی مزید ہیں کن میں سے ایک کا مرتبہ ثقہ صدوق ہے اور متکلم فیہ ہے اور ایک مجھول حال۔ اس حساب سے یہ حدیث شروط صحیح پر مکمل نہیں اترتی۔

لیکن اس حدیث کے صحیح نہ ہونے سے معنی حدیث پر کوئی فرق نہیں پڑے گا وہ اس لئے کہ کئی ایک آحادیث صیحہ مختلف الفاظ کے ساتھ اس کہ ہم معنی ہیں مثلا:

١. عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَغْلَظَ رَجُلٌ لِأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ أَلَا أَقْتُلُهُ؟ فَقَالَ: «لَيْسَ هَذَا إِلَّا لِمَنْ شَتَمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»[2]۔

---

[1] تاريخ دمشق ج٥٧ ص٣٧٣.

[2] المستدرك على الصحيحين ٨٠٤٦.

جناب ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سخت کلامی کی تو میں نے کہا کہ کیا میں اسے قتل کر دوں؟ تو آپ نے مجھے جھڑ کا اور کہا: یہ سزا صرف رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی ہے۔

٢. عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: أَغْلَظَ رَجُلٌ لِأَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَقُلْتُ: أَقْتُلُهُ، فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ: «لَيْسَ هَذَا لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» [1]

جناب ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سخت کلامی کی تو میں نے کہا کہ کیا میں اسے قتل کر دوں؟ تو آپ نے مجھے جھڑ کا اور کہا: یہ مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا نہیں ہے .

٣. حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ أَعْمَى كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ، وَكَانَ لَهُ مِنْهَا ابْنَانِ، وَكَانَتْ تُكْثِرُ الْوَقِيعَةَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَسُبُّهُ، فَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، وَيَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ذَكَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَتْ فِيهِ، فَلَمْ أَصْبِرْ أَنْ قُمْتُ إِلَى الْمِغْوَلِ، فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا، فَاتَّكَأْتُ عَلَيْهِ فَقَتَلْتُهَا، فَأَصْبَحَتْ قَتِيلًا، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

[1] سنن النسائي ٤٠٧١، مسند الإمام أحمد بن حنبل ٥٤، مسند البزار ج١ ص١٩٧،

وَسَلَّمَ، فَجَمَعَ النَّاسَ وَقَالَ: «أَنْشُدُ اللَّهَ رَجُلًا لِي عَلَيْهِ حَقٌّ، فَعَلَ مَا فَعَلَ إِلَّا قَامَ» فَأَقْبَلَ الْأَعْمَى يَتَدَلْدَلُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا صَاحِبُهَا كَانَتْ أُمَّ وَلَدِي، وَكَانَتْ بِي لَطِيفَةً رَفِيقَةً، وَلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ، وَلَكِنَّهَا كَانَتْ تُكْثِرُ الْوَقِيعَةَ فِيكَ وَتَشْتُمُكَ، فَأَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِي، وَأَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ، فَلَمَّا كَانَتِ الْبَارِحَةُ ذَكَرَتْكَ فَوَقَعَتْ فِيكَ، فَقُمْتُ إِلَى الْمِغْوَلِ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا، فَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَلَا اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ»[1]

جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ ایک نابینا شخص کے پاس ایک ام ولد تھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور آپ کی ہجو کیا کرتی تھی، وہ نابینا اسے روکتا تھا لیکن وہ نہیں رکتی تھی، وہ اسے جھڑکتا تھا لیکن وہ کسی طرح باز نہیں آتی تھی حسب معمول ایک رات اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو شروع کی، اور آپ کو گالیاں دینے لگی، تو اس)اندھے (نے ایک چھری لی اور اسے اس کے پیٹ پر رکھ کر خوب زور سے دبا کر اسے ہلاک کر دیا، اس کے دونوں پاؤں کے

---

[1] رواه أبو داود (٤٣٦١)، والنسائي (١٠٧/٧)، والحاكم (٣٩٤/٤). والحديث سكت عنه أبو داود. وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه. ووافقه الذهبي. وقال ابن حجر في ((بلوغ المرام)) (٣٦٣): رواته ثقات.

درمیان اس کے پیٹ سے ایک بچہ گرا جس نے اس جگہ کو جہاں وہ تھی خون سے لت پت کر دیا، جب صبح ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حادثہ کا ذکر کیا گیا، آپ نے لوگوں کو اکٹھا کیا، اور فرمایا" : جس نے یہ کیا ہے میں اس سے اللہ کا اور اپنے حق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے "تو وہ اندھا کھڑا ہو گیا اور لوگوں کی گردنیں پھاندتے اور ہانپتے کانپتے آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا، اور عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول میں اس کا مولی ہوں، وہ آپ کو گالیاں دیتی اور آپ کی ہجو کیا کرتی تھی، میں اسے منع کرتا تھا لیکن وہ نہیں رکتی تھی، میں اسے جھڑکتا تھا لیکن وہ کسی صورت سے باز نہیں آتی تھی، میرے اس سے موتیوں کے مانند دو بچے ہیں، وہ مجھے بڑی محبوب تھی تو جب کل رات آئی حسب معمول وہ آپ کو گالیاں دینے لگی، اور ہجو کرنی شروع کی، میں نے ایک چھری اٹھائی اور اسے اس کے پیٹ پر رکھ کر خوب زور سے دبا دیا، وہ اس کے پیٹ میں گھس گئی یہاں تک کہ میں نے اسے مار ہی ڈالا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :لوگو! سنو تم گواہ رہنا کہ اس کا خون لغو ہے"۔

٤ . عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَامَ الفَتْحِ، وَعَلَى رَأْسِهِ المِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الكَعْبَةِ فَقَالَ «اقْتُلُوهُ»[١].

جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔ جس وقت آپ نے اتارا تو ایک شخص نے خبر دی کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹک رہا ہے آپ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو۔

٥ . حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، «أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ، فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا»[٢]

---

[١] متفق عليه.

[٢] رواه أبو داود (٤٣٦٢)، والبيهقي (٦٠/٧). والحديث سكت عنه أبو داود. وحسنه ابن حجر في ((هداية الرواة)) (٤٠٩/٣) -كما ذكر ذلك في المقدمة -، وقال الشوكاني في ((نيل الوطار)) (٣٨٠/٧): رجاله رجال الصحيح. وقال الألباني في ((إرواء الغليل)) (٩١/٥): إسناده صحيح على شرط الشيخين.

جناب علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور آپ کی ہجو کیا کرتی تھی، تو ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا، یہاں تک کہ وہ مر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون باطل ٹھہرا دیا۔

٦. عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَّا أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَسَمَّاهُمْ. – وَابْنُ أَبِي سَرْحٍ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ – قَالَ: وَأَمَّا ابْنُ أَبِي سَرْحٍ فَإِنَّهُ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ جَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ بَايِعْ عَبْدَ اللَّهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يَأْبَى فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: «أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ؟» فَقَالُوا: مَا نَدْرِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا فِي نَفْسِكَ أَلَا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ. قَالَ: «إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ الْأَعْيُنِ»[١]

---

[١] رواه أبو داود (٢٦٨٣)، والحاكم (٤٧/٣). والحديث سكت عنه أبو داود. وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه. ووافقه الذهبي. وصحح إسناده عبد الحق الإشبيلي في ((الأحكام الصغرى)) (٥٤٩) –كما أشار لذلك في مقدمته– وقال ابن الملقن في ((البدر المنير)) (٤٥٠/٧): صحيح..

جناب سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مردوں اور دو عورتوں کے سوا سب کو امان دے دی، انہوں نے ان کا اور ابن ابی السرح کا نام لیا، رہا ابن ابی سرح تو وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا تو جناب عثمان نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کھڑا کیا، اور کہا: اللہ کے نبی! عبداللہ سے بیعت لیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور اس کی جانب دیکھا، تین بار ایسا ہی کیا، ہر بار آپ انکار کرتے رہے، تین بار کے بعد پھر اس سے بیعت لے لی، پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا" : کیا تم میں کوئی بھی عقلمند آدمی نہیں تھا کہ جس وقت میں نے اپنا ہاتھ اس کی بیعت سے روک رکھا تھا، اٹھتا اور اسے قتل کر دیتا؟ "لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں آپ کے دل کا حال نہیں معلوم تھا، آپ نے ہمیں آنکھ سے اشارہ کیوں نہیں کر دیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : کسی نبی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ کنکھیوں سے اشارے کرے"۔

۷. عن عروة بن محمد عن رجل بن بلقين قال:كان رجل يشتم النبي صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم: «من

يكفيني عدواً لي؟ فقال خالد بن الوليد: أنا. فبعثه النبي صلى الله عليه وسلم فقتله»[١]

ابن بلقین سے مروی ہے کے کہتے ہیں کے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کو میری طرف سے میرے دشمن کو جواب دے گا۔۔؟ جناب خالد بن ولید نے عرض کی: میں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسکی طرف بھجا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

٨. عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ، جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ذِي الخُوَيْصِرَةِ التَّمِيمِيُّ، فَقَالَ: اعْدِلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ: «وَيْلَكَ، وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ» قَالَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ: دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ: " دَعْهُ، فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا، يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلاَتَهُ مَعَ صَلاَتِهِ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ فِي قُذَذِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَصْلِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ فِي رِصَافِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَضِيِّهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الفَرْثَ وَالدَّمَ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ، أَوْقَالَ: ثَدْيَيْهِ،

---

[١] رواه عبد الرزاق في ((المصنف)) (٢٣٧/٥) عن عكرمة مولى ابن عباس رضي الله عنهما مرسلاً. وصححه ابن حزم في ((المحلى))) ٤١٣/١١.

مِثْلُ ثَدْيِ المَرْأَةِ، أَوْقَالَ: مِثْلُ البَضْعَةِ تَدَرْدَرُ، يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ " قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَشْهَدُ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا، قَتَلَهُمْ، وَأَنَا مَعَهُ، جِيءَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَنَزَلَتْ فِيهِ: {وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ} [التوبة: ٥٨].[1]

جناب ابو سعید رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرما رہے تھے کہ عبد اللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی آیا اور کہا یا رسول اللہ! انصاف کیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا۔ اس پر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئیے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اس کے کچھ ایسے ساتھی ہوں گے کہ ان کی نماز اور روزے کے سامنے تم اپنی نماز اور روزے کو حقیر سمجھو گے لیکن وہ دین سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جس طرح تیر جانور میں سے باہر نکل جاتا ہے۔ تیر کے پر کو دیکھا جائے لیکن اس پر کوئی نشان نہیں پھر اس پیکان کو دیکھا جائے اور وہاں بھی کوئی نشان نہیں پھر اس کے باڑ کو دیکھا جائے اور یہاں

[1] رواه البخاري (٦٩٣٣)، ومسلم (١٠٦٤). من حديث أبي سعيد الخدري رضي الله عنه.

بھی کوئی نشان نہیں پھر اس کی لکڑی کو دیکھا جائے اور وہاں بھی کوئی نشان نہیں کیونکہ وہ (جانور کے جسم سے تیر چلایا گیا تھا) لید گوبر اور خون سب سے آگے (بے داغ) نکل گیا (اسی طرح وہ لوگ اسلام سے صاف نکل جائیں گے) ان کی نشانی ایک مرد ہو گا جس کا ایک ہاتھ عورت کی چھاتی کی طرح یایوں فرمایا کہ گوشت کے تھل تھل کرتے لو تھڑے کی طرح ہو گا۔ یہ لوگ مسلمانوں میں پھوٹ کے زمانہ میں پیدا ہوں گے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہروان میں ان سے جنگ کی تھی اور میں اس جنگ میں ان کے ساتھ تھا اور ان کے پاس ان لوگوں کے ایک شخص کو قیدی بنا کر لایا گیا تو اس میں وہی تمام چیزیں تھیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ " ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ کے صدقات کی تقسیم میں عیب پکڑتے ہیں"۔

٩.　سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ»، فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟

قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: فَأْذَنْ لِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا، قَالَ: «قُلْ»، فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً، وَإِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ، قَالَ: وَأَيْضًا وَاللَّهِ لَتَمَلُّنَّهُ، قَالَ: إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ، فَلاَ نُحِبُّ أَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ، وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ – وحَدَّثَنَا عَمْرٌو غَيْرَ مَرَّةٍ فَلَمْ يَذْكُرْ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ أَوْ: فَقُلْتُ لَهُ: فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ؟ فَقَالَ: أُرَى فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ – فَقَالَ: نَعَمِ، ارْهَنُونِي، قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ تُرِيدُ؟ قَالَ: ارْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ العَرَبِ، قَالَ: فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَنَا، فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ، فَيُقَالُ: رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ، هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا، وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ – قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي السِّلاَحَ – فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَجَاءَهُ لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ، وَهُوَ أَخُو كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَدَعَاهُمْ إِلَى الحِصْنِ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: أَيْنَ تَخْرُجُ هَذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَأَخِي أَبُو نَائِلَةَ، وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو، قَالَتْ: أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ، قَالَ: إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيعِي أَبُو نَائِلَةَ إِنَّ الكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَأَجَابَ، قَالَ: وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ – قِيلَ لِسُفْيَانَ:

سَمَّاهُمْ عَمْرٌو؟ قَالَ: سَمَّى بَعْضَهُمْ – قَالَ عَمْرٌو: جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ، وَقَالَ: غَيْرُ عَمْرٍو: أَبُو عَبْسِ بْنُ جَبْرٍ، وَالحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ، وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ عَمْرٌو: جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ، فَقَالَ: إِذَا مَا جَاءَ فَإِنِّي قَائِلٌ بِشَعَرِهِ فَأَشَمُّهُ، فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ، فَدُونَكُمْ فَاضْرِبُوهُ، وَقَالَ مَرَّةً: ثُمَّ أُشِمُّكُمْ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَاليَوْمِ رِيحًا، أَيْ أَطْيَبَ، وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو: قَالَ: عِنْدِي أَعْطَرُ نِسَاءِ العَرَبِ وَأَكْمَلُ العَرَبِ، قَالَ عَمْرٌو: فَقَالَ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشُمَّ رَأْسَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَشَمَّهُ ثُمَّ أَشَمَّ أَصْحَابَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَتَأْذَنُ لِي؟ قَالَ: نعَمْ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ، قَالَ: دُونَكُمْ، فَقَتَلُوهُ، ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ.[1]

جناب جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا؟ وہ اللہ اور اس کے رسول کو بہت ستا رہا ہے۔“ اس پر محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ اجازت دیں گے کہ

[1] رواه البخاري (٤٠٣٧)، ومسلم (١٨٠١)۔

میں اسے قتل کر آؤں؟ آپ نے فرمایا ”ہاں مجھ کو یہ پسند ہے۔ “انہوں نے عرض کیا، پھر آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں کہ میں اس سے کچھ باتیں کہوں آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ اب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور اس سے کہا، یہ شخص)اشارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تھا (ہم سے صدقہ مانگتا رہتا ہے اور اس نے ہمیں تھکا مارا ہے۔ اس لیے میں تم سے قرض لینے آیا ہوں۔ اس پر کعب نے کہا، ابھی آگے دیکھنا، خدا کی قسم! بالکل اکتا جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا، چونکہ ہم نے بھی اب ان کی اتباع کرلی ہے۔ اس لیے جب تک یہ نہ کھل جائے کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے، انہیں چھوڑنا بھی مناسب نہیں۔ تم سے ایک وسق یا)راوی نے بیان کیا کہ (دو وسق غلہ قرض لینے آیا ہوں۔ اور ہم سے عمرو بن دینار نے یہ حدیث کئی دفعہ بیان کی لیکن ایک وسق یا دو وسق غلے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ حدیث میں ایک یا دو وسق کا ذکر ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرا بھی خیال ہے کہ حدیث میں ایک یا دو وسق کا ذکر آیا ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا، ہاں، میرے پاس کچھ گروی رکھ دو۔ انہوں نے پوچھا، گروی میں تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا، اپنی عورتوں کو رکھ دو۔ انہوں نے کہا کہ تم عرب کے بہت خوبصورت مرد ہو۔ ہم تمہارے پاس اپنی عورتیں کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں۔ اس نے کہا، پھر اپنے بچوں کو

گروی رکھ دو۔ انہوں نے کہا، ہم بچوں کو کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں۔ کل انہیں اسی پر گالیاں دی جائیں گی کہ ایک یا دو وسق غلے پر اسے رہن رکھ دیا گیا تھا، یہ تو بڑی بے غیرتی ہو گی۔ البتہ ہم تمہارے پاس اپنے » اللأمۃ « گروی رکھ سکتے ہیں۔ سفیان نے کہا کہ مراد اس سے ہتھیار تھے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا اور رات کے وقت اس کے یہاں آئے۔ ان کے ساتھ ابو نائلہ بھی موجود تھے وہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ پھر اس کے قلعہ کے پاس جا کر انہوں نے آواز دی۔ وہ باہر آنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا کہ اس وقت) اتنی رات گئے (کہاں باہر جا رہے ہو؟ اس نے کہا، وہ تو محمد بن مسلمہ اور میرا بھائی ابو نائلہ ہے۔ عمرو کے سوا) دوسرے راوی (نے بیان کیا کہ اس کی بیوی نے اس سے کہا تھا کہ مجھے تو یہ آواز ایسی لگتی ہے جیسے اس سے خون ٹپک رہا ہو۔ کعب نے جواب دیا کہ میرے بھائی محمد بن مسلمہ اور میرے رضاعی بھائی ابو نائلہ ہیں۔ شریف کو اگر رات میں بھی نیزہ بازی کے لیے بلایا جائے تو وہ نکل پڑتا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب محمد بن مسلمہ اندر گئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ سفیان سے پوچھا گیا کہ کیا عمرو بن دینار نے ان کے نام بھی لیے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ بعض کا نام لیا تھا۔ عمرو نے بیان کیا کہ وہ آئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے اور عمرو بن دینار کے سوا) راوی نے (ابو عبس بن جبر،

حارث بن اوس اور عباد بن بشر نام بتائے تھے۔ عمرو نے بیان کیا کہ وہ اپنے ساتھ دو آدمیوں کو لائے تھے اور انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ جب کعب آئے تو میں اس کے)سر کے (بال ہاتھ میں لے لوں گا اور اسے سونگھنے لگوں گا۔ جب تمہیں اندازہ ہو جائے کہ میں نے اس کا سر پوری طرح اپنے قبضہ میں لے لیا ہے تو پھر تم تیار ہو جانا اور اسے قتل کر ڈالنا۔ عمرو نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ پھر میں اس کا سر سونگھوں گا۔ آخر کعب چادر لپیٹے ہوئے باہر آیا۔ اس کے جسم سے خوشبو پھوٹی پڑتی تھی۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا، آج سے زیادہ عمدہ خوشبو میں نے کبھی نہیں سونگھی تھی۔ عمرو کے سوا)دوسرے راوی (نے بیان کیا کہ کعب اس پر بولا، میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو ہر وقت عطر میں بسی رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی اس کی کوئی نظیر نہیں۔ عمرو نے بیان کیا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا، کیا تمہارے سر کو سونگھنے کی مجھے اجازت ہے؟ اس نے کہا، سونگھ سکتے ہو۔ راوی نے بیان کیا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کا سر سونگھا اور ان کے بعد ان کے ساتھیوں نے بھی سونگھا۔ پھر انہوں نے کہا، کیا دوبارہ سونگھنے کی اجازت ہے؟ اس نے اس مرتبہ بھی اجازت دے دی۔ پھر جب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے پوری طرح اپنے قابو

میں کر لیا تو اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی۔

یہ تمام آحادیث اور انکے علاوہ بے شمار روایات موجود ہیں جو " من سب نبیا فاقتلوہ" والی حدیث سے لفظوں میں تو مشابہ نہیں لیکن معنوی اعتبار سے ایک ہیں

۔جناب صدیق اکبر وفات:٢٣٦ ہجری۔

کا قول لیجئے تو آپ سے عرض کی جا رہی ہے کہ یہ آپ کی شان میں گستاخی کر رہا ہے حکم دیجے میں اس کی گردن اس کے جسم سے الگ کر دیتا ہوں آپ فرمارہے ہیں کہ نہیں یہ شان رسول اللہ ﷺ کے بعد اس امت میں اور کسی کی نہیں کہا سکی شان میں گستاخی کرنے والے کو قتل کیا جائے۔بقیہ آحادیث کو دیکھا جائے تو کہیں گستاخ رسول ﷺ کو کوئی صحابی قتل کر رہا ہے تو کہیں جناب رسول اللہ ﷺ بذات خود حکم فرمارہے ہیں۔ کعب بن اشرف، ابن خطل، عبد اللہ بن ابی سرح وغیرہ ان سب کو حکم دے کر قتل کروایا۔

بلکہ ابن خطل ملعون کو عام معافی کے دن جس دن بڑے سے بڑے دشمن کو معاف کیا گیا بلکہ اس دن کو رحمت کا دن بھی کہا گیا لیکن اس بد بخت کو کعبہ شریف کے پردوں سے نکال کر قتل کیا گیا جس دن کفار و مشرقین میں سے کئی لوگوں کے گھروں کو

دار الامان بنا دیا گیا اس دن ابن خطل جیسے گستاخ کو کعبہ شریف کے پردوں میں آمان نہ ملی وہ اس لئے کے دیگر صرف دشمن دین تھے کافر تھے یا مشرک تھے لیکن ابن خطل ملعون گستاخ رسول تھا۔

شان رسالت میں گستاخی اور اسکی سزا

گستاخی کو ایذا اسے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

- اس بات کا علم اس دور میں مسلمان کے بچے بچے پر لازم ہے اسے معلوم ہو کے گستاخی ہے کیا اور اس کی سزا کیا ہے۔
- اسلام ہی نے سب سے پہلے حقوق انسانیت پر بات کی اور اسے اسلامی قوانین میں رائج کیا۔

اس موضوع پر لکھی جانے ولی چند کتب:

١. المحلّى ، لابن حزم الظاهري المتوفى (٤٥٦هـ)

٢. الشفا بتعريف حقوق المصطفى ، للقاضي عياض المتوفى سنة(٥٤٤هـ).

٣. الإعلام بقواطع الإسلام ، لابن حجر الهيثمي المكي

المتوفى(٩٧٤هـ) [١].

٤. الصارم المسلول على شاتم الرسول. للشيخ تقي الدين: أحمد بن عبد الحليم بن تيمية الحنبلي المتوفى: سنة (٧٢٨) هـ ألفه في وقعة عساق النصراني حين سبّ النبي ﷺ سنة (٦٩٣) هـ [٢].

٥. رسالة في سبّ النبي ﷺ وأحكامه. للمولى حسام الدين حسين بن عبد الرحمن المتوفى:سنة (٩٢٦)هـ [٣].

وجعلها على ثلاثة أقسام: الأول: فيما يكون سبًا ،وما لا (يكون سبًا). والثاني: في حكم الساب. والثالث: في حكمه من الكافرين [٤].

٦. رسالة فيمن سب النبي ﷺ. لشيخ المالكية ، وفقيه المغرب محمد بن سحنون – ذكر ذلك ابن فرحون في الديباج المذهب.

٧. السيف المسلول على من سب الرسول. للقاضي: تقي الدين علي بن عبد الكافي السبكي الشافعي ، مطبوع في مجلد واحد ، حققه: إياد أحمد الغوج – دار الفتح بالأردن.

---

[١] –مقدمة تحقيق الصارم المسلول لابن تيمية ، ومقدمة محقق السيف المسلول للسبكي.

[٢] –كشف الظنون١ / ١٠٦٩، البداية والنهايةلابن كثير،١/ ٣٣٦.ط / دار المعارف.

[٣] –كشف الظنون١/ ٨٧١.

[٤] – كشف الظنون١/ ٨٧١معجم المطبوعات١/ ٥٨.

٨. السيف المشهور على الزنديق وشاتم الرسول. للشيخ محيي الدين محمد قاسم الرومي الحنفي ، المعروف بأخوين (ت: ٩٠٤هـ)، منه نسختان بظاهرية دمشق تحت الرقمين (٢٦٨٨، ٨١٨٥) ومنه نسخ أخرى في تركيا.

٩. تنزيه الأنبياء عن تسفيه الأغبياء. للحافظ جلال الدين السيوطي ، مطبوع ضمن الحاوي للفتاوى (١/٢٣٢-٢٤٣).

١٠. السيف المسلول في سب الرسول ﷺ ، لشمس الدين أحمد بن سليمان المعروف بابن كمال الدين باشا الحنفي ، المتوفى سنة ٩٤٠هـ.

١١. رسالة تنبيه الولاة والحكام على أحكام شاتم خير الأنام أو أحد أصحابه الكرام – عليه وعليهم الصلاة والسلام لابن عابدين الحنفي ، المتوفى سنة (١٢٥٢هـ) وهي مطبوعة ضمن رسائله.–الرسالة الخامسة عشرة ج١ص ٣١٢، وتكلم على هذه المسألة في حاشيته ٤/٢٥١–٢٥٥، وفي كتابه: العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية١/١٠١–١٠٥.

١٢. رشق السهام في أضلاع من سب النبي عليه السلام لشمس الدين

بن طولون الحنفي (ت:٩٥٣هـ).

اس مسئلہ پر لاتعداد کتب ورسائل تحریر ہوئے ان میں سے چند کے نام ذکر ہوئے جن میں سے ۳،۲،۱ خاص اس مسئلہ کے لئے نہیں لکھی گئی مسائل کے ضمن میں اس مسئلہ پر تفصیل سے گفتگو کی گئی باقی تمام کتب خاص اس مسئلہ کے لئے تحریر کی گئیں۔

اس امت اور اس عالم پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق حقوق اللہ کریم کی جانب سے واجب کردہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق:

پہلا حق:

❖ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت پر لبیک کہنا:

تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کے ہر مکلف (عاقل بالغ) پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا واجب ہے اور یہ حق تمام مکلفین پر ہے چاہے وہ انس ہو یا جن عرب ہو یا عجم قیامت تک سب پر واجب ہے۔[1] جس میں چند باتوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] جامع البيان في تأويل القرآن ، لمحمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري، المتوفى ٣١٠ هـ تحقيق:أحمد محمد شاكر،الناشر: مؤسسة الرسالة،الطبعة: الأولى، ١٤٢٠ هـ -٢٠٠٠ م ١٣/ ١٧٠.، روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني ، لمحمود الألوسي أبو الفضل ، ط/ دار إحياء التراث العربي - بيروت ، ٩ /٨٠،صحيح البخاري ١ / ٤٨ باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد ﷺ إلى جميع الناس.ط/ =

کی طاعت، محبت، توقیر، اتباع، سنت وغیرہ پر مضبوطی سے تھامنا لازم ہے تاکہ یہ امت اللہ کریم کے قول[خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ]کا مصداق بن سکے۔ صرف اللہ کریم پر ایمان لانا کافی نہیں بلکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا بھی واجب ہے تب جا کر ایمان مکمل ہو گا۔[1]

١. اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:[إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ]۔[2] ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں۔

= دار ابن كثير، اليمامة – بيروت،الطبعة الثالثة، ١٤٠٧ – ١٩٨٧م ، تفسير أبي السعودج ٣ ص ٢٨٠ ط: دار إحياء التراث العربي – بيروت ،روح المعاني ٩ / ٧٩ – ط دار إحياء التراث العربي – بيروت.

[1] الشفا للقاضي عياض٢/٥٤٢ ، تحقيقمحمد علي البجاويط بيروت، حاشية العدوي ٢ /٤١٢ ، روضة الطالبين ج١٠/ص٦٤.

[2] سورة الحجرات ١٥.

۲. فرمایا:[إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ يَذْهَبُوا حَتَّى يَسْتَأْذِنُوهُ]۔[1] ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور جب کسی ایسے کام پر رسول کے ساتھ ہوں جو انہیں (رسولُ اللہ کی بارگاہ میں) جمع کرنے والا ہو تو اس وقت تک نہ جائیں جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں۔

۳. فرمایا:[وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا]۔[2] اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو بیشک ہم نے کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

۴. فرمایا:[فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ]۔[3] تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر جو ہم نے اتارا اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبر دار ہے۔

---

[1] سورة النور ٦٢.

[2] سورة الفتح ١٣.

[3] سورة التغابن ٨.

۵. فرمایا:[آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ]۔[۱] اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور (اس کی راہ میں) اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں دوسروں کا جانشین بنایا ہے تو تم میں جو ایمان لائے اور انہوں نے خرچ کیا ان کے لیے بڑا ثواب ہے۔

٦. فرمایا:[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا]۔[۲] اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے نازل کی (ان سب پر ہمیشہ) ایمان رکھو اور جو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کو نہ مانے تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

---

[۱] سورة الحديد ۷.

[۲] سورة النساء ۱۳٦.

ما قبل آیات میں لفظ رسول سے مراد سید عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات عالیہ ہے اس میں کسی قسم کا کوئی خلاف نہیں۔ جناب قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : نبی کریم ﷺ پر ایمان لانا بالتعین واجب ہے اس کے سوا ایمان تام نہیں نہ ہی اسلام اس کے بغیر صحیح ہے۔[1]

آحادیث مبارکہ:

١. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا مِنَ الأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلهُ آمَنَ عَلَيْهِ البَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ القِيَامَةِ».[2]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کو ایسے ایسے معجزات عطا کئے گئے کہ)انہیں دیکھ کر لوگ (ان پر ایمان لائے)بعد کے زمانے میں ان کا کوئی اثر نہیں رہا (اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی)قرآن (ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کی ہے۔ (اس کا اثر قیامت تک باقی

---

[1] الشفا٢ / ٢ ط دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع.بيروت لبنان۔

[2] أخرجه البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب كيف نزل الوحي وأول ما نزل ...، رقم (٤٦٩٦) ١٩٠٥/٤، وأخرجه مسلم في الإيمان باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد ﷺ ونسخ الملل بملته. رقم (١٥٢)، ١/ ١٣٤.

رہے گا) اس لیے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے تابع فرمان لوگ دوسرے پیغمبروں کے تابع فرمانوں سے زیادہ ہوں گے۔

٢. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ، وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ»[1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اس زمانے کا یعنی (میرے وقت اور میرے بعد قیامت تک) کوئی یہودی یا نصرانی (یا اور کوئی دین والا) میرا حال سنے پھر ایمان نہ لائے اس پر جس کو میں دے کر بھیجا گیا ہوں۔ (یعنی قرآن)تو جہنم میں جائے گا۔"

٣. عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ،

---

[1] أخرجه مسلمكتاب الإيمان باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد ﷺ إلى جميع الناس ونسخ الملل بملة ، رقم (١٥٣)١ / ١٣٤.

وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الإِسْلاَمِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ»[۱]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں اس وقت تک کہ وہ اس بات کا اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز ادا کرنے لگیں اور زکوٰۃ دیں، جس وقت وہ یہ کرنے لگیں گے تو مجھ سے اپنے جان ومال کو محفوظ کرلیں گے، سوائے اسلام کے حق کے۔ (رہا ان کے دل کا حال تو) ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔

وجہ دلالت: امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان: آپ کی نبوت اور اللہ کریم کی طرف سے آپ کے لئے رسالت کی تصدیق ہے اور اللہ کریم نے آپ کو جس جس چیز کے ساتھ بھیجا اس سب کی تصدیق ہے اور اس تمام تصدیق میں دل کی مطابقت اور

---

[۱] أخرجهالبخاري كتاب الإيمان باب { فإن تابوا وأقاموا الصلاة وآتوا الزكاة فخلوا سبيلهم } التوبة ، رقم (٢٥) ١/ ١٧، وأخرجه مسلم في ك الإيمان باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله،رقم (٢٢) ١/ ٥١.

اقرار لسان لازمی ہے بایں طور کے دل اور زبان سے ایک ساتھ کہہ رہاہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اس طرح اپ پر ایمان اور آپ کی تصدیق مکمل ہو جائے گی۔[1]

- آپ ﷺ کی کسی امر میں مخالفت نہ کرنا:

جس شخص نے نبی کریم ﷺ کا انکار کیا کہ وہ نبی نہیں تو وہ کافر ہے اور جس نے رسول اللہ ﷺ کو جھوٹا کہا (معاذاللہ) اس نے اللہ کریم کو جھٹلایا(معاذ اللہ) آپ ﷺ کو ایذا دینا، دشمنی ظاہر کرنا، وغیرہ(معاذ اللہ من ذلک)ایسا کرنے والا دردناک عذاب کا مستحق ہے اور محروم شفاعت ہے اللہ کریم کے غضب سے وہ کسی طور نہیں بچ سکتا۔اسی وجہ سے گستاخی رسول ﷺ جرائم میں سے سب سے بڑا جرم ہے جس کی سزا دنیامیں تو مقرر ہی ہے آخرت میں اللہ کریم اسے ملعونوں میں شمار فرمائے گا اور اس کے لئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اسی بات کی طرف کئی علماء نے تنبیہ اور فرمایا گستاخی رسول جرائم میں سے سب سے قبیح اور بڑا جرم ہے اس سے برا اور بڑا کوئی جرم نہیں کیوں کہ جو نبی کی شان میں گستاخی کی اس نے اللہ کریم کی شان والا میں گستاخی کی اور جس نے اللہ کریم کی شان میں گستاخی کی وہ اللہ کریم کے غضب ولعن کا مستحق ہوا اسے اللہ کریم اپنے رحمت سے محروم کر دیتا

---

[1] الشفا للقاضي عياض ۲/۳.

ہے اور وہ ان لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: [**إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا**]۔[۱] بیشک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمادی ہے اور اللہ نے ان کے لیے رسوا کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۷. اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتا اور آپ کی دعوت پر لبیک نہیں کہتا وہ جہنمی ہے اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:[**وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا**]۔[۲] اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو بیشک ہم نے کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

اللہ کریم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالیہ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنایا آپکی رحمت کو مومنین کے ساتھ خاص نہ فرمایا بلکہ کفار و مشرکین کو بھی اس سے فیض یاب فرمایا اس کے باوجود دور حاضر میں یہود و نصاری و دیگر اسلام دشمن تنظیمات کی نظر ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے اور ان کے حواری جو بظاہر مسلمان ہیں یا مسلمان تو نہیں

---

[۱] سورة الأحزاب ۵۷.

[۲] سورة الفتح ۱۳.

لیکن اسلامی مملکت کے باشندے ہیں انکی پوری کوشش سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالیہ پر حملہ ہے جو بلاشبہ تمام مظالم میں سب سے بڑا اور سب سے قبیح ظلم ہے ان کے لئے اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ]۔[1] اے ایمان والو! اگر تم اہلِ کتاب میں سے کسی گروہ کی اطاعت کرو تو وہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد کفر کی حالت میں لوٹا دیں گے۔ وہ ذات جس کی رحمت سے اس امت پر عذاب نازل نہ ہو وہ ذات جس کی رحمت نے صرف انسانوں کو نہیں بلکہ جانورں کو بھی فائدہ دیا کاش کاش کے یہ بدبخت لوگ انکی رحمت کو جان جاتے۔ وہ ذات تو وہ ہے جس نے کفار مشرکین کی طرف سے تکالیف و مظالم کے باوجود ان کے لئے بددعا نہ فرمائی بلکہ ہمیشہ انکی ہدایت کی دعا کی انکو راہ حق پر لانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی کاش کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم رحمت و شفقت کو جان پاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کفر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اللہ کریم کی تکذیب ہے۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:[قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا

[1] سورة آل عمران ١٠٠.

فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ]۔[1] تم فرمادو کہ اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

فرمایا:[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ]۔[2] اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو اور سن کر اس سے منہ نہ پھیرو۔

یہ آیات صریح دلالت کررہی ہیں جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا اس نے اللہ کریم کا انکار۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الإِسْلاَمِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ»[3]

---

[1] آل عمران: ٣٢.

[2] الأنفال: ٢٠.

[3] أخرجهالبخاري كتاب الإيمان باب { فإن تابوا وأقاموا الصلاة وآتوا الزكاة فخلوا سبيلهم } التوبة ، رقم (٢٥) ١/ ١٧، وأخرجه مسلم في ك الإيمان باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله،رقم (٢٢) ١/ ٥١.

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں اس وقت تک کہ وہ اس بات کا اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز ادا کرنے لگیں اور زکوٰۃ دیں، جس وقت وہ یہ کرنے لگیں گے تو مجھ سے اپنے جان ومال کو محفوظ کرلیں گے، سوائے اسلام کے حق کے۔ (رہا ان کے دل کا حال تو) ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔

دوسرا حق: حرمت ایذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

- تمام علماء اس امر پر متفق ہیں کہ اللہ رب العالمین ہر قسم کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہر قسم کی اذیت کو حرام فرمادیا ہے۔

فرمایا: [**إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا**]۔[1] بیشک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمادی ہے اور اللہ نے ان کے لیے رسوا کردینے والا عذاب تیار کررکھا ہے۔

[1] سورة الأحزاب ٥٧.

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اذیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد ہر قسم کی اذیت ہے چاہے وہ اقوال کی صورت میں ہوں یا افعال کی۔[1]

یہ آیت مبارکہ مطلق ہے کہ ہر قسم کی ایذا چاہے وہ کافر کی طرف سے ہو یا مسلم کی طرف سے صراحتا ہو یا تعریضا حرام ہے۔

ہر وہ کلام جس میں ہلکہ سا بھی اہانت و گستاخی کا شائبہ ہو حرام ہے جرم ہے کیوں کہ اہانت نبی کفر ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسی بات کرنا جو آپ کے مقام کے لائق نہیں یا آپ کی قدر و منزلت میں ذرہ برابر بھی نقص اباحت دم کا متقاضی ہے۔ کسی قسم کا کوئی فرق نہیں عیب جوئی کا قصد کیا یا نہیں ہزل و مزاح میں بھی ایسا کلام کرنا حرام اور سخت حرام ہے۔

ایذا کی کچھ مثالیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں دی گئیں:

اقوال مثلا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جادو گر، شاعر، کاہن، مجنون وغیرہ کہنا (معاذ اللہ من ذلک)۔

---

[1] تفسير القرطبي ١٤ / ٢٣٨.

افعال مثلا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید کئے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر پتھر او کر کے زخم دیا گیا، مکہ مکرمہ میں سجدہ کی حالت میں آپ بچہ کی پیدائش کے ساتھ آنے والی جھلی ڈالی گئی۔

ان کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ جناب عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ما قبل ذکر کردہ آیت کے شان نزول میں فرماتے ہیں یہ آیت ان کے لئے نازل ہوئی جنہوں نے جناب صفیہ بنت حیی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کرنے کے بارے میں طعن و تشنیع کی۔[1]

جناب ابن جریر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ جناب عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: اس آیت کو ان لوگوں کے لئے اتارا گیا جنہوں نے سید عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا: **من يعذرني في رجل يؤذيني ويجمع في بيته من يؤذيني۔**

[1] الصارم المسلول ۱ / ۵۲۶– تفسیر ابن کثیر۳ / ٦٨٣ – تفسير البيضاوي ۱/ ۳۸۳۔

اس آیت سے متعلق جناب جریج روایت کرتے ہیں کہ: اللہ کریم کو اذیت دینا بایں طور کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور نبی مکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو اذیت دینا بایں طور کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو ساحر و مجنون کہنا۔[1]

- اللہ کریم نے اذیت نبی کو رحمت سے محرومیت کا سبب بتایا جس رحمت کے ساتھ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بھیجے گئے اور دردناک عذاب کی نوید سنائی فرمایا: [وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ]۔[2] اور ہم نے تمھیں تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر ہی بھیجا۔

وجہ دلالت: اللہ کریم نے واضح بیان فرمادیاکے اس نے محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا چاہے وہ انس ہو یا جن سب کے سب کے لئے تو جس نے اس رحمت کو قبول کیا اور اس پر شکر کیا وہ دنیا اور آخرت میں سعادت مند ہو گیا اور جس نے کفران نعمت کیا اس نے اپنی دنیا اور آکرت تباہ کرلی۔[3]

---

[1] الدر المنثور ٦ /٦٥٧– فتح القدير٤ /٤٣٠– وأخرج الحاكم عن ابن أبي مليكة قال: جاء رجل من أهل الشام فسب علياً رضي الله عنه عند ابن عباس رضي الله عنهما فحصبه ابن عباس رضي الله عنهما وقال: يا عدو الله آذيت رسول الله:: ﴿إن الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة﴾،لو كان رسول الله ﷺحياً لآذيته.المستدرك ،كتاب معرفة الصحابة رضي الله تعالى عنهم،ذكر إسلام أمير المؤمنين علي رضي الله تعالى عنه٣ /١٣١وقال: هذا حديث صحيح الإسناد و لم يخرجاه.

[2] الأنبياء: ١٠٧.

[3] تفسير ابن كثير٣ / ٢٧٠،تفسير القرطبي١١ /٣٥٠.

جیسا کہ اللہ کریم نے فرمایا:[أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ (۲۸) جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ الْقَرَارُ]۔[1] کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر اتار ڈالا۔ جو دوزخ ہے اس میں داخل ہوں گے اور وہ کیا ہی ٹھہرنے کی بری جگہ ہے۔

قرآن عظیم شان کے لئے رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:[وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى أُولَئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ]۔[2] اور اگر ہم اسے عربی کے علاوہ کسی اور زبان کا قرآن کر دیتے تو کفار ضرور کہتے: اس کی آیتیں کیوں نہ واضح کی گئیں ؟ کیا کتاب عجمی ہے اور نبی عربی ہے ؟ تم فرماؤ: وہ ایمان والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے اور وہ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بوجھ ہے اور وہ ان پر اندھا پن ہے۔ گویا انہیں دور کی جگہ سے پکارا جارہا ہے۔

---

[1] إبراهيم: ۲۸ — ۲۹.

[2] فصلت: ٤٤-

مطلب یہ ہوا کہ اے محبوب ہم نے آپ کو شریعت و احکام کے ساتھ تمام عالم کے رحمت بنا کر بھیجا تفصیل کچھ یوں ہو گی کہ ہم نے جس جس چیز کے لئے آپ کو بھیجا اس میں آپ رحیم ہیں، اور یہی اس امت کے لئے سعادت دارین کا سبب ہے۔ کفار کے لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں اسکی تفصیل کچھ یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل انبیاء کے نافرمانوں اور اللہ کریم کے ساتھ شرک کرنے والوں پر طرح طرح کے عذاب نازل ہوتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ان پر بھی عذابوں کا سلسلہ بند ہو گیا یہ صورت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفار پر رحمت کی۔[1]

آحادیث مبارکہ:

١. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ: «إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً»[2]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! مشرکوں پر بددعا کیجئیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :میں اس لیے نہیں بھیجا گیا کہ لوگوں پر لعنت کروں بلکہ میں رحمت کا سبب بن کر بھیجا گیا ہوں۔"

[1] یہ مکمل کلام سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر سے ماخوذ ہے۔ فتح القدير، ٣/٦١٦ .

[2] أخرجه مسلم في صحيحه، كتاب البر والصلة والآداب، باب النهي عن لعن الدواب،رقم (٢٥٩٩)،٤ /٢٠٠٦.

٢. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ»[1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو!!! میں تو رحم کرنے والا اور ذریعہ ہدایت ہوں۔

٣. عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي رَحْمَةً وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ، وَأَمَرَنِي أَنْ أَمْحَقَ الْمَزَامِيرَ وَالْكَّنَارَاتِ، يَعْنِي الْبَرَابِطَ وَالْمَعَازِفَ، وَالْأَوْثَانَ الَّتِي كَانَتْ تُعْبَدُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ".[2]

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے جہان والوں کے لئے باعث رحمت و ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور

---

[1] أخرجه الحاكم فيالمستدركتاب الإيمان رقم (١٠٠)١ / ٩١وفيه عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: يا أيها الناس إنما أنا رحمة مهداة ، وقال الحاكم:هذا حديث صحيح على شرطهما فقد احتجا جميعا بمالك بن سعير و التفرد من الثقات مقبول.وفي تعليق الذهبي قي التلخيص قال:صحيح على شرطهما وتفرد الثقة مقبول.شعب الإيمان ٢/ ١٤٢ بلفظ: إنما أنا رحمة مهداة مسند الشهاب٢ / ١٨٩ مصنف ابن أبي شيبة ٣٢٥/٦.

[2] أخرجه أحمد بن حنبلفي مسنده ، مسند باقي الأنصار ، حديث أبي أمامة الباهلي ، رقم (٢٢٢٧٢)٥ /٢٥٧.وفي تعليق الأرنؤوط قال: إسناده ضعيف جدا. المعجم الكبير ، حرف الصاد ،صدي بن العجلان أبو أمامة الباهلي، رقم (٧٨٠٣) ٨/ ١٩٦.

مجھے حکم دیا ہے کہ موسقی کے آلات، طبلے، آلات لہو ولعب اور ان تمام بتوں کو مٹا ڈالوں جن کی زمانہ جاہلیت میں پرستش کی جاتی تھی۔

جناب سعید بن جبیر نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی آپ نے (وَما أَرْسَلْناكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعالَمِينَ) کی تفسیر میں فرمایا: جناب محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پوری عالم انسانیت کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں تو جو آپ پر ایمان لایا اور آپ کی تصدیق کی وہ وہ خوشبخت ٹہرا، اور جو آپ پر ایمان نہیں لایا اس نے بھی آپ نے آپ کو ما قبل امتوں پر آنے والی مصیبتوں غرق، دھنسا دینا وغیرہ سے محفوظ پایا۔[1]
جناب ابن زید کہتے ہیں کے اس آیت میں اللہ کریم نے عالمیں فرما کر مومنین خاص مراد لئے ہیں۔[2]
آپ کی رحمت مومنین و کفار پر کس طرح ہے اس آیت کے عموم سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے:[وَما كانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ]۔[3] اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ انہیں عذاب دے جب تک اے حبیب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔

[1] تفسير ابن كثير٣ /٢٧٠ ،تفسير البيضاوي ١ / ١١١ بتصرف تفسير أبي السعود ٦ /٨٩.
[2] تفسير القرطبي ١١/٣٥٠ ، فتح القدير ٣/ ٦١٦.
[3] الأنفال: ٣٣.

امام طبری رضی اللہ عنہ نے اس آیت:[إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا]۔[1] بیشک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمادی ہے اور اللہ نے ان کے لیے رسوا کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا: ان کے ایذا کے کے سبب اللہ کریم نے انہیں دنیا اور آخرت میں اپنی رحمت سے دور کر دیا اور آخرت میں ان کے لئے سخت ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ جلیں گے۔[2]

اسی سبب کفار و دشمنان اسلام کو چاہئے کہ وہ گستاخی سے باز رہیں اپنا بغض و کنا کو ظاہر نہ کریں ورنہ ان کے لئے وہی وعید ہے جو ابھی بیان ہوئی۔

تیسرا حق: اطاعت واتباع نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم:

اس میں تو کسی قسم کا کوشک نہیں نبی مکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی اتباع اور آپ کے اوامر کی اطاعت ہر شخص پر عام ہو یا خاص واجب ہے۔ اور آپ کے اوامر کی نافرمانی و مخالفت سنگین جرم ہے آپ کا حکم دیگر انسانوں کے حکم کی طرح نہیں۔[3] اللہ کریم ارشاد فرماتا

---

[1] سورة الأحزاب ٥٧.

[2] تفسير الطبري ٢٠ / ٣٢٣، تفسير أبي السعود ٧/ ١١٤، الدر المنثور ٦ / ٦٥٢، زاد المسير ٦/ ٤٢٠.

[3] عمدة القاري ٧/ ١٧٦ - تحفة الأحوذي ٣ / ٢١٢ - فيض القدير ٣ / ١٦٤.

ہے:[وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ]۔[١] اوراللہ اور رسول کی فرمانبر دار ی کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

فرمایا:[مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا]۔[٢] جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ موڑا تو ہم نے تمہیں انہیں بچانے کے لئے نہیں بھیجا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ کریم اطاعت رسول کے لئے مضارع کا صیغہ استعمال فرمایا جو حال وہ مستقبل کا متقاضی ہے جبکہ اپنی اطاعت کے لئے ماضی کا صیغہ استعمال فرمایا جس کی دلالت فعل کے ماضی میں وقوع کے تحقق پر ہے۔ مطلب یہ ہوا کے جو نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرے گا اس نے اللہ کریم کی اطاعت کر دی۔

آحادیث شریفہ:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ،..... »[١]

---

[١] آل عمران:١٣٢.

[٢] النساء: ٨٠.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ": جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

عن جابر بن عبد الله ﷺ، عن النبي ﷺ – في قصة رؤية الملائكة –... وفي آخره: فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ ".[٢]

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: پس جو محمد ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کی اطاعت کرے گا اور جو ان کی نافرمانی کرے گا وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اچھے اور برے لوگوں کے درمیانی فرق کرنے والے ہیں۔

سید عالم ﷺ کی محبت کو والد بچوں خود تمام انسانوں کی محبت پر مقدم کرنا واجب ہے۔

---

[١] أخرجه البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب يقاتل من وراء الإمام ويتقى به، رقم (٢٧٩٧) ٣ /١٠٨٠، وأخرجه مسلم كتاب الإمارة باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية رقم ١٨٣٥,٣/ ١٤٦٦.

[٢] أخرجه البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة ، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، رقم (٦٨٥٢) ٦/ ٢٦٥٥.

اس امر میں بھی تمام علماء متفق ہیں کے سید عالم ﷺ سے اشد محبت کی جائے اس کے علاوہ ایمان کامل نہیں اور یہ امر واجب ہے جیسا کہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ». [1] تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہو گا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو جائے۔

یہاں دو امر ہیں:

امر اول: عدم محبت یعنی عدم ایمان۔

امر ثانی: کمال ایمان کا حصول نبی ﷺ سے محبت کے بغیر ناممکن ہے اور محبت بھی سب سے بڑھ کر ہو۔

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: [قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى

---

[1] أخرجه البخاري ، كتاب الإيمان ،باب حب الرسول ﷺ من الإيمان رقم (١٤)١/ ١٤، وأخرجه مسلم في الإيمان باب وجوب محبة رسول الله ﷺ أكثر من الأهل والولد والوالد رقم(٤٥) ،١ / ٦٧.

يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ]۔[1] تم فرماؤ: اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے پسندیدہ مکانات تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

یہ ایک آیت لزوم محبت نبی اور اس کے وجوب پر دلالت کے لئے کافی ہے۔

اللہ کریم نے کیسے جان ومال آباء ابناء سب کچھ سے زیادہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے محبت کا فرمایا اور ایسا نہ کرنے والے کو عذاب کی وعید بھی سنادی۔

آحادیث شریفہ:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ».[2]

تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہو گا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو جائے۔

---

[1] التوبة: ٢٤.

[2] أخرجه البخاري ، كتاب الإيمان ،باب حب الرسول ﷺ من الإيمان رقم (١٤)١/ ١٤، وأخرجه مسلم في الإيمان باب وجوب محبة رسول الله ﷺ أكثر من الأهل والولد والوالد رقم(٤٥) ،١ / ٦٧.

اللہ کے نبی ﷺ نے واضح فرمادیا کے انکی محبت باپ، بچوں اور تمام انسانوں کی محبت سے زیادہ ہو اور ان کی محبت مقدم ہو تمام کی محبت پر۔ اور اس کے اظہار کا طریقہ آپ ﷺ کی اقتدا آپ ﷺ کی اقتدا اور ترک مخالفت ہے۔[1]

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " ثَلاَثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلاَوَةَ الإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ المَرْءَ لاَ يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ "[2]

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین خصوصیتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں گی وہ ایمان کی شیرینی پالے گا اول یہ کہ اللہ اور اس کے رسول اسے سب سے زیادہ عزیز ہوں۔ دوسرے یہ کہ وہ کسی شخص سے محبت صرف اللہ ہی کے لیے کرے تیسرے یہ کہ اسے کفر کی طرف لوٹ کر جانا اتنا ناگوار ہو جیسے آگ میں پھینک دیا جانا۔"

[1] يراجع تعليق الإمام البخاري:صحيح البخاري١/ ١٤

[2] أخرجه البخاري ، كتاب الإيمان ، باب ، حلاوة الإيمان ، رقم (١٦) ١/٧٢ رقم ١٦،٢١ وأخرجه مسلم في الإيمان باب بيان خصال من اتصف بمن وجد حلاوة الإيمان رقم ٤٣ ١/٦٦.

حلاوت ایمان کے معنی: شرح صدر، طاعت و اقتدا کی لذت، اللہ اور اس کی رضا کے لئے راہ دین میں آنے والی مصیبتوں کو برداشت کرنے کا تحمل، دنیاوی سامان کو ترک کرنے کا حوصلہ، اور انسان کا ہر فعل اللہ کریم اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں ہو اور ان کی مخالفت سے اجتناب یہ معنی ہیں ایماں کی حلاوت کے۔[1]

عن أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ هِشَامٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لاَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ» فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الآنَ، وَاللَّهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الآنَ يَا عُمَرُ»[2]

جناب ابو عقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا، انہوں نے اپنے دادا عبد اللہ بن ہشام سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے

[1] يراجع تعليقات الإمامينالبخاري ومسلم:صحيح البخاري١/ ١٤صحيح مسلم١/ ٦٦۔

[2] أخرجه البخاري كتاب الأيمان والنذور، باب كيف كانت يمين النبي ﷺ رقم (٣٤٩١)،٦ /٢٤٤٥ ، مسند أحمد بن حنبل حديث عبد الله بن هشام،رقم (٢٢٥٥٦)٥/.٢٩٣.

عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوا میری اپنی جان کے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا) جب تک میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پھر واللہ! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، عمر! اب تیرا ایمان پورا ہوا۔

آپ ﷺ کا جناب عمر رضی اللہ عنہ کو فرمانا(اب اے عمر) یعنی ہر حال میں خود کو سید عالم ﷺ کی ملکیت میں یقین کر لو تب جا کر سنت نبوی کی لذت سے مستفید ہو گے۔[1] کیوں کہ آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمادیا: تم میں سے کوئی جب تک ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اپنے آباء وا ابناء تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاوں۔ یعنی محمت ہو وہ بھی کمال درجہ کی نہ کے صرف محبت۔

جناب سہل فرماتے ہیں کہ جو شخص خود کو ہر لمحہ رسول اللہ ﷺ کی ولایت کے تحت نہیں پاتا اور صرف آپ ﷺ کی ملکیت کے تحت ہونے کا دعویدار ہے وہ کبھی سید عالم ﷺ کی سنت کی لذت کو نہیں چکھ سکتا۔ اور یہ محبت زبانی کلام تک

[1] الشفا للقاضي عياض٢ / ١٩.

محدود نہ ہو بلکہ اپنے قول فعل حرکات و سکنات سے اسکا اظہار کرے آپ ﷺ ہر قول کو مانے اس کی اقتدا کرے آپ کے افعال کی موافقت کرے آپ ﷺ کے ادب کا جیسا حق ہے ویسا ادب کرے، آپ کے اخلاق کو خود کے لئے مثال بنائے۔[1]

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَعصي الإِلَهَ وَأَنتَ تُظهِرُ حُبَّهُ
هَذا مَحالٌ في القِياسِ بَديعُ

لَو كانَ حُبُّكَ صادِقاً لَأَطَعتَهُ
إِنَّ المُحِبَّ لِمَن يُحِبُّ مُطيعُ

علماء نے محبت کی چند علامات ذکر کیں اس کے دو درجے ہیں:

پہلا فرض: وہ سید عالم ﷺ جن جن چیزوں کے ساتھ مبعوث ہوئے انہیں بغیر کسی حجت کے قلبی رضا کے ساتھ قبول کرنا ہے آپ کی تعظیم کرنا اور اللہ کریم کی جانب سے بھیجی گئی تمام اشیاء پر عمل کرنا ہے حسن اتباع کے ساتھ آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور سے ہدایت طلب نہیں کرنی جو جو واجبات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائے ان پر عمل کرنا اور جن منہیات سے آپ ﷺ نے روکا ان سے رک جانا ہے، آپ ﷺ کے بتائے ہوئے راستے کے علاوہ کسی اور راہ کی تلاش نہیں کرنا، جس معاملے میں آپ

[1] الشفا للقاضي عياض ۲ / ۱۹.

ﷺ نے فیصلہ فرمادیا اسے قلبی رضا کے ساتھ قبول کرنا ہے حتی کے نفس میں بھی کسی قسم کی تنگی نہ ہو۔

دوسرا فضل: وہ سید عالم ﷺ کے اخلاق کو اپنے لئے نمونہ بنانا آپ ﷺ کے ادب اور جو فرائض و واجبات نہ ہوں نوافل ہوں انکی پابندی آپ ﷺ کی مماثلت کرنا اپنے تمام اقوال و افعال حرکات و سکنات میں مثلا کھانے، پینے، لباس، معاشرتی سلوک، وغیرہ میں جیسے آپ ﷺ کیا کرتے تھے اپنے ذات کو ان کے مطابق ڈھالنا ہے۔

فرض محبت کی چند علامات:

۱. آپ ﷺ کی اقتدا اور آپ کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا:

اور یہ اس صورت میں ہو گا جب اقتدا اقوال و افعال میں ہو اور جن امور سے نبی مکرم ﷺ نے روکا اس سے باز رہے آپ کے ذکر کردا تمام آداب کو ملحوظ خاطر رکھے چاہے آسانی ہو یا تنگی خوش ہو کر یا مشکل کے ساتھ۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:[قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ]۔[1] اے حبیب! فرما دو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ جب کوئی کسی سے محبت کرتا ہے تو محبوب کے تمام طریقوں کی متابعت پر مطلع ہونے کی کوشش کرتا ہوے اور انکی اتباع کرتا ہے۔ ورنہ وہ اپنے دعوہ محبت میں سچا نہیں۔

۲. آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو ہر معاملہ میں ہر حال میں مقدم رکھنا اور آپ کو ہر شخص سے افضل جاننا:۔

اللہ کریم نے ہمارے نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو بے شمار فضائل سے نوازا ان میں سے ایک آپ کو خاتم النبیین بنایا اور آپ کو تمام مخلوق کا آقا بنایا اور انکی امامت کا تاج آپ کے سر مبارک پر سجایا آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ[2]۔ میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا آقا ہوں مجھے کوئی فخر نہیں، سب سے پہلے میرے روضہ کو شک کیا

---

[1] آل عمران: ۳۱۔

[2] أخرجه مسلم في صحيحه ، كتاب الفضائل، باب تفضيل نبينا صلى الله عليه وسلم على جميع الخلائق، رقم (۲۲۷۸) ٤ / ۱۷۸۲.

جائے گا، میں ہی باب شفاعت کو کھولوں گا(پہلا شافع و مشفع میں ہوں گا)۔اس حدیث سے آپ ﷺ کی افضلیت کا عقیدہ واضح ہے، آپ ﷺ جلالت قدر و آپ ﷺ کا رعب، آپ ﷺ کی عظیم شان، آپ ﷺ کے جمیع کمالات، آپ ﷺ کا علو مکان، آپ ﷺ رفعت و منزلت یہ سب واضح ہے۔جب کسی کی محبت اس حد تک دل میں گھر کر جائے تو جوارح پر اس کے آثار نظر آتے ہیں تو اس وقت زبان اس کی حمد و ثنا سے نہیں تھکتی اس کے کمالات کا بیان زبان پر جاری رہتا ہے، جوارح اس کے ہر ہر حکم کے پابند رہتے ہیں اب جا کر جو انکی شان کریمی کی تعظیم و توقیر کا حق ہے وہ ادا ہوتا ہے۔[1]

سلوک اداب:

۱. نبی ﷺ کی حمد ثناء میں اپنا وقت گزارنا: جیسا کہ اللہ کریم نے آپ ﷺ کی حمد ثناء فرمائی:[إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

---

[1] حقوق النبي ﷺ على أمته للتميمي ،٢/ ٤٧٠.

صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا]۔[1] بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

۲. آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا ذکر ہو تو ادب احترام سے ذکر کرنا آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا فقط نام مبارک لے کر یاد نہ کرنا بلکہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ، حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم جیسی صفات سے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا ذکر کرنا جسکی تعلیم اللہ کریم نے ہمیں دی:[لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ]۔[2] (اے لوگو!) رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ بنالو جیسے تم میں سے کوئی دوسرے کو پکارتا ہے، بیشک اللہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے کسی چیز کی آڑ لے کر چپکے سے نکل جاتے ہیں تو رسول کے حکم کی مخالفت کرنے والے اس بات سے ڈریں کہ انہیں کوئی مصیبت پہنچے یا انہیں دردناک عذاب پہنچے۔

---

[1] الأحزاب: ٥٦۔

[2] النور: ٦٣۔

۳. مسجد نبوی شریف میں ہر قسم کے ادب کو اپنے اپر لازم رکھنا اور لغو اقوال و افعال سے پرہیز کرنا، اواز کو کسی صورت بلند نہ کرنا:[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ]۔[1] اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے حضور زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

۴. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنا اور دفاع کرنے والوں کی مدد کرنا:

یہ علامت سب سے بڑی علامت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی۔[2] اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:[لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ]۔[3] ان فقیر مہاجروں کے لیے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکالے گئے اس حال میں

---

[1] سورة الحجرات ٢-

[2] محبة النبي ﷺ وتعظيمه ، لعبد الله بن صالح الخضيري ، وعبد اللطيف بن محمد ، كتاب البيان ص ٧٥.

[3] الحشر: ٨-

کہ اللہ کی طرف سے فضل اور رضا چاہتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، وہی لوگ سچے ہیں۔

۵. اپنے اقوال و افعال کو شریعت کے مطابق کرنا جسکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور انکے بتائے ہوئے راستہ پر گامزن ہونا اور اپنے نفس کی خواہشات کو ختم کرنا اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:[وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ]۔[1] اور وہ جنہوں نے ان (مہاجرین) سے پہلے اس شہر کو اور ایمان کو ٹھکانہ بنالیا وہ اپنی طرف ہجرت کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور وہ اپنے دلوں میں اس کے متعلق کوئی حسد نہیں پاتے جو ان کو دیا گیا اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں خود حاجت ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچالیا گیا تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔

---

[1] الحشر: ۹۔

۶. اس شخص سے بغض رکھنا جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے بغض رکھتا ہے اپنی عادات سے بھی اس کی مخالفت کرنا:

اس میں وہ سب آگے جو اللہ کریم کے حکم کی نا فرمانی کرتے ہیں یا سنت مصطفی ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں۔اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:[لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ]۔[1] تم ایسے لوگوں کو نہیں پاؤ گے جو اللہ اورآخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں کہ وہ ان لوگوں سے دوستی کریں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔

آپ ﷺ سے آپ کے اصحاب کی محبت ہمارے لئے مثال ہے انکی محبت سچی محبت تھی آپ ﷺ کے دشمنوں سے نفرت سچی نفرت تھی اور یہی سب سے بڑی علامت ہے جیسے کہ آیت مبارکہ میں فرمایا گیا آپ ﷺ کے اصحاب آپ سے سچے دل سے محبت کیا کرتے انہیں نے آپ ﷺ کے دفاع میں اپنے جان مال سب کچھ قربان کیا کیوں کہ تاریخ انسانیت میں نبی مکرم ﷺ ہی ایک ایسی ذات ہیں جن سے اشد محبت کی جائے اور محبت کے تمام تقاضوں کو پورا کیا جائے انہیں نے اپنے آباء اجداد اپنی اولاد

[1] المجادلة: ۲۲.

سب کچھ نبی ﷺ پر قربان کیا جیسا کہ۔ جناب عبد اللہ نے اپنے باپ کے لئے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: **يا رسول الله لو شئت لأتيتك برأسه يعني: أباه**۔[1] یارسول اللہ ﷺ اگر آپ چاہیں تو میں اس کا سر آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ یعنی اپنے والد کا۔

۷. قرآن عظیم الشان سے محبت جو آپ پر نازل کیا گیا:

قرآن عظیم الشان سے محبت جو آپ پر ناز کیا گیا جس کے ذریعے اس امت کو ہدایت ملی۔ جو آپ ﷺ کے اخلاق کی ایک کامل صورت ہے۔ اسی لئے جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق سے متعلق فرمائے آپ نے فرمایا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا۔۔؟؟ عرض کی گئی بلکل پڑھا ہے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **«فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنَ»**۔[2] ۔ نبی کریم ﷺ کے اخلاق مبارکہ قرآن عظیم الشان ہی

---

[1] سبل الهدى والرشاد ج ١١ ص٤٣٢ وقال: روى البخاري عن عبد الله بن عبد الله بن أبي ابن سلول قال: يا رسول الله لو شئت لأتيتك برأسه يعني: أباه.

[2] أخرجه مسلم كِتَاب صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض٤/ ١٠٤ ولفظه: قَالَ قَتَادَةُ وَكَانَ أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقُلْتُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ.

ہے۔ قرآن عظیم الشان سے محبت کا تقاضا یہ ہے اسکی تلاوت کی جائے اسے سمجھا جائے اس پر عمل کیا جائے۔

جناب سہل فرماتے ہیں کہ اللہ کریم سے محبت کی علامت قرآن سے محبت ہے اور قرآن سے محبت کی علامت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت آپ کی سنت سے محبت ہے اور آپ کی سنت سے محبت کی علامت آخرت سے محبت ہے اور آخرت سے محبت کی علامت دنیا سے بغض رکھنا ہے اور دنیا سے بغض کی علامت یہ کہ اسے اتنا کمایا جائے جتنے کی ضرورت ہو اور ذخیرہ سے اجتناب کیا جائے تاکہ آخرت میں وہ عذاب نہ بنے۔[1]

جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کے اپنے نفس سے قرآن سے متعلق سوال کر اگر تیرا نفس قرآن سے محبت کرتا ہے تو اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبت کرتا ہے۔[2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مندوب محبت کی علامت:

[1] الشفا۲ / ۲۸.

[2] أخرجه الطبراني فيالمعجم الكبير۹/۱۳۲، انظر: شعب الإيمان،۲/۳۵۳، مسند ابن الجعد۱/ ۲۹۰.

۱. آپ ﷺ کا کثرت سے ذکر سے کرنا: جس سے کثرت سے محبت کی جائے اسکا ذکر بھی کثرت سے کیا جاتا ہے۔تو اس طرح آپ ﷺ اس شخص کے ساتھ ہوں گے تو اب وہ شخص آپ ﷺ کی تعلیمات پر ہی عمل پیرا ہو گا اسے قربت معنوی بھی کہا جا سکتا ہے۔

۲. آپ ﷺ سے ملاقات کا شوق:

ہر گھڑی مومن کو چاہئے کہ وہ آپ ﷺ سے ملنے کا مشتاق رہے کیوں کے محب ہر گھڑی اپنے محبوب سے ملنے کی تمنا کرتا ہے۔

جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے مدینہ والے آپ سے ملنے کے مشتاق تھے اور انکی زبانوں پر یہی تھا کے کل ہم سید عالم ﷺ اور آپ کے اصحاب کی زیارت کریں گے۔[1] اور اس بات کی تائید جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک بھی کرتی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:«مِنْ أَشَدِّ أُمَّتِي

[1] أخرجه أبو يعلي في مسنده، حديث: حميد الطويل عن أنس بن مالك،رقم (٣٨٤٥)٦ / ٤٥٤، أخرجه الألباني في السلسلة الصحيحة ، رقم (٥٢٧) ٢ /٦١.

لِي حُبًّا، نَاسٌ يَكُونُونَ بَعْدِي، يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ رَآنِي بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ»[1] میری امت میں مجھ سے زیادہ محبت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔ ان میں سے کوئی یہ خواہش رکھے گا کاش! اپنے گھر والوں اور مال سب کو صدقہ کرے اور مجھ کو دیکھ لے۔

یہ اللہ کریم کا سب زیادہ فضل ہے اس امت پر اور آپ ﷺ کا یہ دنیا اور آخرت کی سب سے بڑی خوشخبری ہے۔

۳. آپ ﷺ جس جس سے محبت کرتے ہیں ان سب سے محبت کرنا آپ ﷺ کی آل اور جمیع اصحاب سے محبت کرنا اور ان تمام کے دشمن کو اپنا دشمن ماننا:

اپنے محبوب سے محبت کرنے والے ہر شخص سے محبت کرنا یہ سچی محبت کا تقاضا ہے اپنی خواہشات پر اپنے محبوب کی خواہشات کو مقدم کرنا یہی سچی محبت ہے جیسا کے نبی کریم ﷺ نے جناب حسن و حسین رضی اللہ عنہ کے لئے ارشاد فرمایا: «اللَّهُمَّ إِنِّي

[1] أخرجه مسلم ، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب فيمن يود رؤية النبي صلى الله عليه وسلم بأهله وماله، رقم (٢٨٣٢)٤ / ٢١٧٨.

أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا»[1] اے میرے رب میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں کو محبوب رکھ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سُوقٍ مِنْ أَسْوَاقِ المَدِينَةِ، فَانْصَرَفَ فَانْصَرَفْتُ، فَقَالَ: «أَيْنَ لُكَعُ - ثَلاَثًا - ادْعُ الحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ». فَقَامَ الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَمْشِي وَفِي عُنُقِهِ السِّخَابُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ هَكَذَا، فَقَالَ الحَسَنُ بِيَدِهِ هَكَذَا، فَالْتَزَمَهُ فَقَالَ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ، وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ»[2]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مدینہ کے بازاروں میں سے ایک بازار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو میں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس ہوا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ کہاں ہے۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ حسن بن علی کو بلاؤ۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما آرہے تھے اور ان کی گردن میں (خوشبودار لونگ وغیرہ کا) ہار پڑا

---

[1] أخرجه البخاري،كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن والحسين رضي الله عنهما رقم (٣٥٣٧)٣/١٣٦٩.

[2] خرجه البخاري،كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب الحسن رقم (٥٥٤٥) ،٥ / ٢٢٠٥، و أخرجه مسلم كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم باب فضائل الحسن والحسين رقم (٢٤٢١)٤ / ١٨٨٢.

تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس طرح پھیلایا (آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگانے کے لیے) اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا ہاتھ پھیلایا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور ان سے بھی محبت کر جو اس سے محبت رکھیں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهَ اللَّهَ فِي أَصْحَابِي، لاَ تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ، وَمَنْ آذَى اللَّهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ.[1]

عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے معاملہ میں، اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے معاملہ میں، اور میرے بعد انہیں ہدف ملامت نہ بنانا، جو ان سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا، جس نے انہیں ایذاء

---

[1] أخرجه الترمذي، كتاب المناقب ، رقم (٣٨٦٢) ٥ / ٦٩٦ وقال الشيخ الألباني: ضعيف، مسند أحمد بن حنبلحديث عبد الله من مغفل المزني رضي الله عنه ، رقم (٢٠٥٦٨)٥/ ٥٤.

پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ وہ اسے اپنی گرفت میں لے لے"۔

سیدہ کائنات سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا: **«فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنّي، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي»**[1] فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، اس لیے جس نے اسے ناحق ناراض کیا، اس نے مجھے ناراض کیا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جناب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **أحبيه فإنّي أحبّه**[2] ۔ تم ان سے محبت سے پیش آو میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

انصار سے محبت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **«آيَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الأَنْصَارِ»**[3] ایمان کی نشانی انصار سے محبت رکھنا ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض رکھنا ہے۔

---

[1] أخرجه البخاري كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب فاطمة عليها السلام ، رقم (٣٥١٠)٣ / ١٣٧٤.

[2] أخرجه الترمذي كتاب المناقب، باب ٤١ مناقب أسامة بن زيد رضي الله عنه، رقم (٣٨١٨) ٥ / ٦٧٧.، صحيح ابن حبانكتاب إخباره ﷺعن مناقب الصحابة رجالهم ونسائهم بذكر أسمائهم رضوان الله عليهم أجمعينرقم (٧٠٥٨) ١٥ /٥٣٤ ،قال شعيب الأرنؤوط: إسناده قوي على شرط مسلم.

[3] أخرجه البخاري ، كتاب الإيمان ، باب علامة الإيمان حب الأنصار، رقم (١٧) ،١ / ١٤،أخرجه مسلم في الإيمان باب الدليل على أن حب الأنصار وعلي رضي الله عنه من الإيمان رقم (٧٤)١ /٨٤.

تو ان سب سے محبت اس لئے کیوں کے نبی مکرم ﷺ ان سے محبت فرماتے ہیں تو محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے۔

اللہ کریم نے تمام امت پر نبی کریم ﷺ کی توقیر اور آپ ﷺ کی ناموس کا دفاع واجب فرمایا

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (١) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (٢) إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ (٣) إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ (٤) وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ]۔[1]

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو اور ان کے

---

[1] الحجرات: ١ –٥۔

حضور زیادہ بلند آواز سے کوئی بات نہ کہو جیسے ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ بیشک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیز گاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں ۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم ان کے پاس خود تشریف لے آتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جناب ابو محمد مکی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ] یعنی آپ ﷺ سے کلام میں سبقت نہ کرو اور نہ ہی آپ ﷺ کی بات کاٹو، آپ ﷺ کو انکے نام سے نا پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ بلکہ آپ ﷺ کی تعظیم کرتے ہوئے انکو آچھے انداز سے ندا دو جیسے یا رسول اللہ یا نبی اللہ وغیرہ[1]

[1] الشفا۲ / ۳٦.

اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن عظیم الشان نازل فرمایا آج سے میں آپ سے ایسے بات کروں گا جیسے راز دار بھائی سے بات کی جاتی ہے۔[1]

اس آیت کے نزول کے بعد جناب عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے بات کیا کرتے جیسے راز دار بھائی سے بات کی جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کردہ ہر بات کو سمجھ کر ہی اٹھتے۔ پھر اللہ کریم نے آیت نازل فرمائی:[إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ]۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر و تعظیم اور آپ کی ذات سے ہیبت کے بارے میں اسلاف کا طریقہ کار:

عن عبداللہ ابن عمرو قال وَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا أَجَلَّ فِي عَيْنِي مِنْهُ، وَمَا كُنْتُ أُطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ

---

[1] أخرجه الحاكم في المستدرك ، كتاب التفسير ، تفسير سورة الحجرات، رقم (۳۷۲۰) ، وتعليق الذهبي قي التلخيص: على شرط مسلم،۲ / ۵۰۱ ،ومعنى كأخي السرار كصاحب المشاورة في خفض الصوت.

مِنْهُ إِجْلَالًا لَهُ، وَلَوْ سُئِلْتُ أَنْ أَصِفَهُ مَا أَطَقْتُ؛ لِأَنِّي لَمْ أَكُنْ أَمْلَأُ عَيْنَيَّ مِنْهُ.[۱]

جناب عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ ۔سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھ کو کسی کی محبت نہ تھی اور نہ میری نگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کی شان تھی اور میں آنکھ بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلال کی وجہ سے۔ اور اگر کوئی مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کو پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں آنکھ بھر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ عَلَى أَصْحَابِهِ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوسٌ وَفِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلاَ يَرْفَعُ إِلَيْهِ أَحَدٌ مِنْهُمْ بَصَرَهُ إِلاَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنَّهُمَا كَانَا يَنْظُرَانِ إِلَيْهِ وَيَنْظُرُ إِلَيْهِمَا وَيَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ إِلَيْهِمَا.[۲]

---

[۱] أخرجه مسلمكتاب الإيمان، باب كون الإسلام يهدم ما قبله وكذا الهجرة والحج، رقم (۱۲۱) ۱/۱۱۲ شعب الإيمان للبيهقي ۲/۱۳۳۔

[۲] أخرجه الترمذيكتاب المناقب باب ۱٦ في مناقب أبي بكر و عمر رضي الله عنهما كليهما رقم (۳٦٦۸) ۵/٦۱۲۔

جناب انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار میں سے اپنے صحابہ کے پاس نکل کر آتے اور وہ بیٹھے ہوتے، ان میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہوتے، تو ان میں سے کوئی اپنی نگاہ آپ کی طرف نہیں اٹھاتا تھا، سوائے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے یہ دونوں آپ کو دیکھتے اور مسکراتے اور آپ ان دونوں کو دیکھتے اور مسکراتے۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ، قَالَ:"أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِذَا أَصْحَابُهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِهِمْ الطَّيْرُ"[1]

۔ جناب اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو صحابہ کرام آپ کی بارگاہ میں ایسے بیٹھے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔

جناب عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اصحاب رسول اللہ ﷺ کا عمل دیکھا کس طرح وہ آپ ﷺ کی تعظیم بجالا رہے ہیں آپ ﷺ وضو فرما رہے ہیں تو اصحاب وضو کا پانی زمین پر گرنے نہیں دے رہے اسے اپنے ہاتھوں پر منہ پر مل رہے ہیں وغیرہ حدیث طویل بخاری شریف میں موجود ہے

[1] أخرجه أحمد في مسنده حديث أسامة بن شريك رضي الله عنه ،رقم (١٨٤٧٦) ، ٤ / ٢٧٨ ، تعليق شعيب الأرنؤوط: إسناده صحيح. المستدرك ، كتاب العلم ، في توفير العالم. رقم (٤١٦)١ / ٢٠٩.

بعد میں جناب عروہ نے اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں: أَيْ قَوْمِ، وَاللَّهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى المُلُوكِ، وَوَفَدْتُ عَلَى قَيْصَرَ، وَكِسْرَى، وَالنَّجَاشِيِّ، وَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا، وَاللَّهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِي كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ، فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ، وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَهُ، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَتِلُونَ عَلَى وَضُوئِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ، وَمَا يُحِدُّونَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيمًا لَهُ-[1] اے لوگو! قسم اللہ کی میں بادشاہوں کے دربار میں بھی وفد لے کر گیا ہوں، قیصر و کسریٰ اور نجاشی سب کے دربار میں لیکن اللہ کی قسم میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے ساتھی اس کی اس درجہ تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں۔ قسم اللہ کی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بلغم بھی تھوک دیا تو ان کے اصحاب نے اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور اسے اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اگر کوئی حکم دیا تو ہر شخص نے اسے بجا لانے میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر وضو کیا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ

[1] أخرجه البخاري كتاب الشروط، باب الشروط في الجهاد والمصالحة مع أهل الحرب وكتابة الشروط، رقم (٢٥٨١) ٢/ ٩٧٤ ، صحيح ابن حبان كتاب السير، باب الموادعة والمهادنة رقم (٤٧٨٢) ١١/ ٢١٦.

صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو پر لڑائی ہو جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب گفتگو شروع کی تو ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ ان کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا یہ عالم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔

عَنْ أَبِيهِمَا طَلْحَةَ، أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: لأَعْرَابِيٍّ جَاهِلٍ: سَلْهُ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ مَنْ هُوَ؟ وَكَانُوا لاَ يَجْتَرِئُونَ عَلَى مَسْأَلَتِهِ يُوَقِّرُونَهُ وَيَهَابُونَهُ، فَسَأَلَهُ الأَعْرَابِيُّ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ إِنِّي اطَّلَعْتُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ وَعَلَيَّ ثِيَابٌ خُضْرٌ، فَلَمَّا رَآنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ؟ قَالَ الأَعْرَابِيُّ: أَنَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: هَذَا مِمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ.[1]

طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے ایک جاہل اعرابی سے کہا: تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے » من قضی نحبہ « کے متعلق پوچھو کہ اس سے کون مراد ہے، صحابہ کا یہ حال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پر اتنی ہیبت طاری رہتی تھی کہ وہ آپ سے سوال کی جرات نہیں کر پاتے تھے، چنانچہ اس اعرابی نے آپ سے پوچھا تو آپ نے اپنا

[1] أخرجه الترمذي كتاب تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ، باب ٣٤ ومن سورة الأحزاب رقم (٢٣٠٣) ٥ / ٣٥٠.

منہ پھیر لیا، اس نے پھر پوچھا: آپ نے پھر منہ پھیر لیا پھر میں مسجد کے دروازے سے نکلا، میں سبز کپڑے پہنے ہوئے تھا، تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا :عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟ "اعرابی بولا: میں موجود ہوں اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا" :یہ عَمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ میں سے ہیں۔

عن أنس بن مالك رضي الله عنه: كان أصحاب رسول الله يقرعون بابه بالأظافير۔

جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے مبارک کو اپنے ناخونوں کی نوک سے کھٹکایا کرتے تھے۔

اسلاف کا روایت حدیث میں تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہیبت:

بے شمار محدیثین جو بغیر پاک صاف کپڑوں تازہ غسل اور قیام کی حالت میں یا لیٹے ہوئے حدیث روایت نہیں کرتے اور بہت سے محدیثین ایسے بھی ہیں جو حدیث بیان کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت سے انکا جسم کانپنے لگتا اور چہرہ سرخ ہو جاتا چند کے اسماء درج ہیں:

ابو حازم[1]، ابن مسیب[2]، محمد بن سیریں[3]، اعمش[4]، قتادہ[5]، امام مالک[6]، ایوب[7] رحمہم اللہ جمیعا۔

جناب عبد الرحمن بن مہدی رضی اللہ عنہ جب حدیث بیان فرماتے تو سب کو خاموش کر دیتے اور کہتے جب حدیث پاک بیان کی جارہی ہو تو خاموش رہنے کا حکم ہے اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: [يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ]۔ جب حدیث کی قرات کی جارہی ہو تو غور کرنا واجب ہے جیسا کے اسے سننا۔

خلاصہ:

ان تمام تمام آداب کا خلاصہ کچھ یوں کیا جاسکتا ہے:

---

[1] الجامع لأخلاق الراوي للبغدادي ٥٢/٢،جامع بيان العلم لابن عبد البر١٢٢٠/٢.

[2] مفتاح الجنة في الاحتجاج بالسنة، لعبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي ، ٥٢/١. الناشر: الجامعة الإسلامية – المدينة المنورة الطبعة الثالثة، ١٣٩٩هـ.

[3] الجامع للبغدادي ٥٧/١–٥٨ الشفا٢ /٤٣.

[4] مفتاح الجنة في الاحتجاج بالسنة،١/ ٥٢.

[5] الشفا٢ / ٤٧.

[6] جامع بيان العلم لابن عبد البر١٢٢٠/٢ الجامع للبغدادي ٥٧/١--٥٨ الكافي في فقه ابن حنبل٤/ ١٥٩)المغني ٥٩٩/٣ –٦٠٠ الإنصاف ٢٥٤/٤منار السبيل ١٨٧/١. سبل الهدى والرشاد١٢ / ٣٩٥. الشفا٢/ ٤٢.

[7] سبل الهدى والرشاد١٢ / ٣٩٥ ،الشفا٢ / ٤١.

ا۔ ہر امتی واجب ہے کہ جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر کرے تو تمام آداب کو بجالائے ۔ آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر میں ذرہ برابر بھی بے احتیاطی سے کام نہ لے اپنی زبان کا جائزہ لے کہ ہلکہ سی بھی اس میں اہمال نہ ہو۔ ذکر کے وقت اس کے جوارح پر بھی آداب ظاہر ہوں۔ جب آپ ﷺ کی شفقت کا ذکر کرے تو خود پر بھی آثار شفقت نظر آئیں، آپ ﷺ کے دشمن پر بغض و غضب کا مظاہرہ کرے ، آپ ﷺ کی نصرت میں اپنی جان و مال آباء و اولاد فدا کرنے پر تیار ہو، اور آپ ﷺ سے متعلق گفتگو کے لئے گنے چنے الفاظ استعمال کرے جو آپ کی شان کے لائق ہوں۔[1]

امام قاضی عیاض مالکی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر مومن پر واجب ہے کہ جب آپ ﷺ کا ذکر کرے تو پہلے یہ دیکھے کے کہاں اور کس کے سامنے ذکر کرہاہے۔ پھر ایسا ہی آدب واحترام کرے جسیے آپ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھاہے جن آداب کی تعلیم اللہ کریم نے دی ان سب پر عمل پیرا ہو۔ اس وقت جو کیفیت طاری ہو گی آپ کے ذکر

[1] الشفا۲ / ٤٠.

کے وقت بھی ایسی ہی حالت ہو آپ ﷺ کا ذکر خشوع و خضوع سے کرے اپنی تمام حرکات سے رک جائے اس پر آپ ﷺ کی ذات کی جلالت سے ہیبت طاری ہو۔[۱]

۲. ایسی تمام عبارتوں اور الفاظ سے اجتناب کرے جو آپ ﷺ کی شان مبارک کے لائق نہیں جیسے: لفظ جہل ، جھوٹ ، معصیت کا استعمال کیوں کہ مخلوق میں آپ ﷺ سے بڑا عالم کون ہو سکتا ہے، آپ ﷺ بڑا سچا کون ہو سکتا ہے دور جاہلیت میں بھی آپ ﷺ صادق و امین کے نام سے پکارا جاتا تھا، آپ ﷺ تو بعثت سے قبل و بعد معصوم ہیں تو معصیت کا احتمال آپکی ذات میں کیسے۔ تو جب آپ ﷺ کے علم سے متعلق گفتگو کرے تو علم کی نسبت آپ کی طرف کرے نہ کہ جہل کی اولا تو یہ قبیح فعل ہے اور ثانیا مخلوق میں سے واحد ذات محمدی ﷺ ہے جسے اللہ کریم نے خود تعلیم دی تو اس بات میں تو کوئی اختلاف ہی نہیں کے آپ تمام مخلوق میں سب زیادہ علم رکھنے والے ہیں۔[۲]

---

[۱] سبل الهدى والرشاد ١١ / ٤٣٩.

[۲] الشفا ٢ /٢٥٣.

اقول بتوفیق اللہ تعالیٰ: بلکہ دولت علم اور دنیا جہاں کی نعمتیں تقسیم کی آپ کے دست مبارک سے ہوتی ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **وَاللَّهُ المُعْطِي وَأَنَا القَاسِمُ۔**[1] اللہ کریم عطا فرمانے والا ہے تقسیم میں کرتا ہوں۔

تمہیں حاکمِ برایا تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا کوئی تم سا کون آیا
(حدائق بخشش)

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اسکا ہے کھلاتے یہ ہیں
(حدائق بخشش)

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

[1] أخرجه البخاري كِتَابُ فَرْضِ الخُمُسِ،بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ} [الأنفال: ٤١]، رقم (٣١١٦) ٨٥/٤.

(حدائق بخشش)

اصل ہر بود و بہبود تخم وجود

قاسم کنز نعمت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

امام قاضی عیاض مالکی رضی اللہ عنہ نے طریقہ گفتگو بیان فرمایا: جب افعال کے بارے میں گفتگو کرنی ہو کہ کیا نبی کریم ﷺ سے انکی بعض افعال و اوامر جن سے روکا ان میں مخالفت کی جا سکتی ہے اور کیا صغائر میں موافقت کی جا سکتی ہے تو امام قاضی عیاض مالکی رضی اللہ نے فرمایا ایسے نہ کہہ بلکہ کہہ کہ کیا اس کام میں آپ ﷺ کی نافرمانی کر سکتا ہوں یا اس طرح میں آپ ﷺ کے اس حکم کے علاوہ اسطرح کر کے گناہ گار ہوں گا۔؟

یہ ہے آپ ﷺ کی شان کے مطابق گفتگو کے کلام میں بھی آپ ﷺ کی مخالفت کا ذکر نہ کیا جائے بلکہ صغائر میں بھی آپ ﷺ کے حکم کے مطابق نہ کرے تو اسے گناہ و معصیت سے تعبیر کرے۔

نبی ﷺ کی شان میں کیا سب و شتم (گستاخی) شمار ہو گی اور کیا نہیں:

سب و شتم کے لغوی اور اصطلاحی معنی:

سب لغت میں شتم کو کہتے ہیں یعنی غیر کے سامنے اس کے لئے مکروہ بات کہنا اس کی کوئی حد نہیں جیسے کسی کو احمق یا ظالم کہہ کر بلانا۔[1]

اصطلاح میں سب و شتم وہ ہر کلام قبیح ہے۔ چاہے وہ تہمت ہو، استخفاف حق ہو، یا نقص جوئی ہو یہ تمام سب و شتم میں داخل ہیں۔[2]

تہمت اور سب و شتم کے درمیان تداخل ہے کبھی سب و شتم کہہ کر تہمت مراد لی جاتی ہے معنی تہمت زنا ہوتے ہیں، اور کبھی تہمت کہہ کر سب و شتم مراد لی جاتی ہے۔

دونوں میں جب فرق کیا جائے تو تہمت سے مراد تہمت زنا ہو گی جو حد کی متقاضی ہے اور سب و شتم سے مراد جو موجب تعزیر جرم ہتا ہے اگرچہ سب شتم کفریہ ہو۔[3]

الفاظ سب و شتم:

وہ الفاظ جن سے گستاخی ہوتی ہے وہ قسم کے ہیں:

پہلی قسم: الفاظ صریحہ: وہ وہ ہیں جب انکا ذکر مطلقا کیا جائے تو سامعین کو وہی سمجھ آئے جو اسکے معنی ہیں کسی قسم کا کوئی شبہ نہ ہو جیسے: کافر، چور، فاسق، منافق، فاجر، خبیث، ٹنڈا، ابن زمن، اندھا، لنگڑا، جھوٹا، چغل خور، کانا' ان سب کی سزا قتل ہے۔[2]

---

[1] تاج العروس۱ / ۷۷۲٤مختار الصحاح۱ / ۱۵۸.

[2] حاشية الدسوقي على الشرح الكبير٤/۳۰۹بلغة السالك٤ / ۲۲۔

[3] الموسوعة الفقهية بدولة الكويت ۱۳۵/۲٤.

دوسری قسم: تعریض و کنایہ: وہ وہ ہے کہ سامع متکلم کی مراد بغیر تصریح کے سمجھ جائے۔ کوئی شخص کچھ کہے اور اس کا خلاف مراد لے قرائن احوال پر اعتماد کرتے ہوئے اور اسکی مراد تک پہنچنے میں کوئی واسطہ درکار نہ ہو۔ جیسے کوئی شخص کہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس معاملے میں یہ حکم دیا۔ اور سننے والا کہے کہ مجھے بخش میں نا تو جادو گر ہوں اور نہ ہی کاذب۔[۳]

کنایہ کی مثال: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے کہنا کہ وہ کالے تھے یا آپ پڑھ نہیں سکتے یا یوں کہے کہ فلاں نبی کالے تھے یا انکا قد چھوٹا تھا، سیدنا جبرئیل کے لئے کہے کے وہ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس کالے غلام کی صورت میں آئے یا چھوٹے قد والے کی ہیئت میں آئے۔[۴]

کنایہ اور صریح میں فرق: الفاظ صریحہ نیت کے محتاج نہیں جبکہ کنایہ میں نیت کی احتیاجی ہوتی ہے۔[۵]

---

[۱] أسهل المدارك ج۳ص۱۹۲ الجمل على المنهج۵/۱۲۲المجموع –۱۹ / ٤۲۷ المغني ۸ /۲۲۰۔

[۲] سبل الهدى والرشاد۱۲ / ۲٦.

[۳] حاشية الدسوقي على الشرح الكبير٤/۳۰۹بلغة السالك٤ / ۲۲۔

[٤] حاشية الدسوقي٤ / ۳۰۹۔

[۵] بداية المجتهد۲ / ٦۱المنثورفي القواعدللزركشي ۲/ ۳۰۸ – ۳۰۹.

حکم گستاخ اور جن حالات میں گستاخی شمار ہو گی:

تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ گستاخ نبی اگر مسلمان ہے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے۔[1] اس سے رجوع و توبہ کا تقاضا کیا جائے گا یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ اس بات میں بھی اتفاق ہے کہ ہر وہ شخص جو آپ ﷺ کی شان میں آپ ﷺ کی ذات میں ، آپ ﷺ کے نسب مبارک میں، آپ ﷺ کے دین میں، آپ ﷺ کی صفات میں سے کسی صفت میں، آپ ﷺ لعن طعن کرے، آپ ﷺ آپ ﷺ کی عیب جوئی کرے ، آپ ﷺ پر تہمت لگائے ، آپ ﷺ کی شان و مقام میں استخفاف سے کام لے وغیرہ گستاخی کا مرتکب ہے۔[2]

لیکن اس میں فرق ضرور کیا گیا ہے کہ اس نے گستاخی کا ارادہ کیا یا نہیں یا وہ شخص نبی کریم ﷺ کے بارے میں جاہل ہو یا اس نے کسی اور کا قول حکایتا بیان کیا ہوں تا کہ اس شخص سے دور رہا جائے یا کسی اور کا قول بطور استہزاء نقل کیا۔

❖ عمدا و قصدا گستاخی رسول ﷺ الفاظ صریحہ کے ساتھ:

---

[1] حاشية ابن عابدين٤ / ٢٣٢التاج والإكليل٦ / ٢٨٥و حاشية الجمل على المنهج٥ /١٢٢ المجموع١٩/ ٤٢٧)، الكافي في فقه ابن حنبل٤ / ٥٩الإنصاف٤ / ٢٥٧.

[2] فتح القدير١٣ / ٢٠٣ شرح مختصر خليل٨ /٦٨) الفقه علي المذاهب ٤/١٠٧،أحكام أهل الذمة٣/١٤٥٧. الشفا ٢ / ٢٠٩. الإنصاف٤/١٥٩۔

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسلمان یا کافر صراحتا کوئی ایسی قبیح بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے بارے میں کہے یا کچھ ایسا کام کرے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر حملہ ہو اور وہ اس سب سے اسکا گستاخی کا ارادہ و اعتقاد ہو تو وہ علی الاطلاق اس دنیا کا سب سے قبیح و بڑے جرم کا مرتکب ہوا۔[1] تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی تصور کی جائے گی اگر گستاخی کا مرتکب مسلمان ہے تو وہ مرتد ہو جائے گا اور اس کی سزا قتل ہے اسکی توبہ سے پہلے نہ کہ مطلقا۔[2]

فقہ مالکی: جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی چاہے وہ عیب جوئی کی صورت میں ہو یا تنقیص شان یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین، نسب یا صفات میں سے کسی صفت یا کسی پر عرض کیا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تشبیہ دی گستاخی کرتے ہوئے یا استخفاف شان، تصغیر شان کا ارتکاب کیا۔ یہ سب گستاخی ہے اور گستاخ کی سزا قتل ہے۔[3]

---

[1] حاشية رد المحتار٤ / ٢٣٠حاشية الدسوقي٢ / ٣٦٩المجموع١٩ / ٤٢٧شرح البهجة الوردية١٩ / ٣٤۔

[2] حاشية ابن عابدين٤ / ٢٣٢۔

[3] التاج والإكليل٦ / ٢٨٥ ، الفواكه الدواني٢ / ٢٠٣.

امام خطیب شربینی شافعی رضی اللہ عنہ[۱] نے نص فرمائی: جس شخص نے کسی رسول کی رسالت کا انکار کیا یا کسی نبی کی نبوت کا انکار کیا یا **آپ ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعوی کیا یا مدعی نبوت کی تصدیق کی** یا نبی ﷺ کے بارے میں کہا وہ کالے یا امرد یا قریشی نہیں تھے (معاذاللہ من ذلک)۔ یا کہے کے نبوت مکتسبہ (جسے عبادت وریاضت کر کے حاصل کیا جاسکتا ہو) ہے یا کہا کہ ہر صاف دل والا نبی ہوتا ہے، یا مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے یا کسی رسول یا نبی کو جھٹلایا یا گالی دی یا استخفاف شان یا اسم یا امر یا وعید کا مرتکب ہوا یا کوئی آیت بنا کر اسکا ثبوت قرآن عظیم میں ڈھونڈنے لگا یا قرآن عظیم میں کسی آیت کو بڑہایا اور اسے قرآن کریم سے ہونے کا اعتقاد کرنے لگا یا کسی سنت کو استخفاف کرے جیسے اس سے کہا جائے کے جب نبی کریم ﷺ کھانا تناول فرمایا کرتے تو اپکے دست مبارک کی تین انگلیوں پر کھانا لگتا جن سے آپ تناول فرماتے تو وہ کہے کہ یہ تو ادب کے خلاف ہے وہ مرتد ہو جائے گا۔[۲]

---

[۱] هو الإمام محمد بن أحمد الشر بينيشمس الدين. فقيه شافعي مفسر من أهل القاهرة له تصانيف كثيرة منها مغنى المحتاج، والإقناع في حل ألفاظ أبى شجاع وغيرها توفي سنة ۹۷۷موسوعة الأعلام – أوقاف مصر۱ / ۱۹۷.

[۲] مغني المحتاج ٤ / ۱۳۳ويراجع:المجموع ٤٢٧/١٩ فتح الوهاب ٣١٦/٢ روضة الطالبين ٦٤/١٠.

امام ابن مفلح حنبلی رضی اللہ عنہ [۱] فرماتے ہیں: جو ردت کا تکرار کرے یا جادو سے کفر کرے یا اللہ کریم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے چاہے تنقیص کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو اور تعریضا کا بھی قول کیا گیا ہے تو جو رب کریم کے ذکر میں عیب جوئی کرے مسلمان ہو یا کافر اسے قتل کیا جائے گا۔[۲]

اس حکم میں علماء کا اجماع ہے جسے امام ابن عابدین شامی، امام ابن نجیم نے نقل کیا۔ امام ابن منذر فرماتے ہیں کہ جمیع اہل علم کا اجماع ہے کہ: "**من سب النبي ﷺ يقتل**" جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے اسے قتل کیا جائے۔[۳] یہی مذہب امام مالک بن انس کا ہے جناب لیث بن سعد کا ہے امام احمد کا ہے جناب اسحاق بن راہویہ کا ہے امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے جناب قاضی ابو الفضل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قول کا بھی یہی تقاضا ہے۔ ان سب کے نزدیک گستاخ رسول کی توبہ مقبول نہیں۔

---

[۱] هو محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج أبو عبد الله أعلم أهل عصره بمذهب الإمام أحمد بن حنبل ولد ونشأ في بيت المقدس وتوفي بصالحية دمشق من مؤلفاته كتاب الفروع والنكت ؤ الفوائد السنية على مشكل المحرر لابن تيمية وغيرها ،

[۲] الفروع٦ / ١٦٢ .

[۳] رسالة تنبيه الولاة والحكام على أحكام شاتم خير الأنام أو أحد أصحابه الكرام — عليه وعليهم الصلاة والسلام لابن عابدين الحنفي ، المتوفى سنة (١٢٥٢هـ) وهي مطبوعة ضمن رسائله.-الرسالة الخامسة عشر ٣١٦/١.

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپکے تلامذہ اہل کوفہ نے بھی یہی فرمایا اگر گستاخ مسلمان تھا لیکن آپ نے اس کے مرتد ہونے کا قول کیا[1] جس پر علامہ ابن عابدین شامی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے گستاخ کے کفر پر اجماع نقل کیا پھر امام مالک اور آپ کے بعد جن کا ذکر ہوا انکا ذکر کیا کہ انکے نزدیک توبہ قبول نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو قتل پر اجماع نقل کیا وہ توبہ سے پہلے ہے۔[2]

صریح گستاخی کا حکم:

۱. علماء اس بات پر متفق ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر زنا کی تہمت لگانے والا ہر حال میں قتل کیا جائے گا۔[3] امام ابو بکر فارسی شافعی رضی اللہ عنہ نے نقل فرمایا: جس نے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور وہ تہمت زنا ہے تو یہ صریح کفر ہے اور اس کی سزا قتل ہے جو توبہ سے بھی ساقط نہیں ہوگی کیوں کہ نبی کریم ﷺ پر تہمت زنا لگانے کی حد قتل ہے اور حد قذف توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔[4]

---

[1] حاشية رد المحتار٤ / ٤١٧ – سبل الهدى والرشاد١٢ / ٢٣.

[2] حاشية رد المحتار٤ / ٤١٨.

[3] المجموع ١٩/٤٢٧ المغني١٠ / ٢٢٤– دليل الطالب١ / ٢١١ شرح منتهى الإرادات ٤ / ٣٢٨.

[4] المجموع١٩ / ٤٢٧.

۲. جس نے حلال جانتے ہوئے گستاخی کی اس نے کفر کیا اسی طرح نفس گستاخی بھی کفر ہے جیسے آپ ﷺ کو جھٹلانا یا انکار کرنا۔ اس طرح گستاخ رسول ﷺ کی توبہ ظاہر نہیں لیکن اس کے عمل پر گواہ ہیں تو وہ کافر ہے اپنے قول کی وجہ سے اور گستاخی کو حلال جاننے کی وجہ سے وہ اللہ کریم کی حرمت اور نبی کریم ﷺ کی حرمت کے ہتک کا مرتکب ہوا ہے بلا خلاف اسے قتل کیا جائے گا۔[1] امام ابن تیمیہ جناب قاضی ابو یعلی کی کلام پر اعتماد کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ جس نے اللہ کریم یا اس کے رسول عظیم ﷺ کی شان میں گستاخی کی وہ کافر ہے چاہے اس نے درست جانتے ہوئے یہ کیا یا غلط جانتے ہوئے۔ اگر وہ کہے کہ میں یہ غلط جانتا ہوں اسکی یہ بات نہیں مانی جائے گی کیوں کے یہ ظاہر کے خلاف ہے کیوں کے اللہ کریم یا اسکے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کی کوئی غرض نہیں ہو سکتی۔ سوائے اسکے کہ وہ اللہ کریم کی عبادت کا قائل نہ ہو اور رسول اللہ ﷺ جن امور کے ساتھ مبعوث ہوئے اس کی تصدیق نہ کرتا ہو۔[2]

---

[1] منح الجلیل ۹ / ۲۳۱۔

[2] الصارم المسلول ۱ / ۵۱۳. حاشیة رد المحتار ۴ / ۲۳۰. رسائل ابن عابدین ۱/۳۱۶۔

۳. گستاخی رسول ﷺ کا بار بار ارتکاب کرنے والا اگرچہ تعریضاہی کیوں نہ ہو اسے قتل کیا جائے گا مسلمان تھا یا کافر۔[1]

۴. امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے محمد ﷺ سے برائت کا اظہار کیا یہ آپ ﷺ کی تکذیب کی وہ مرتد ہے حلال الدم ہے الا یہ کے وہ رجوع کرے۔[2]

۵. امام ابن قاسم رضی اللہ عنہ [3] سے پوچھا گیا کہ مسلمان یہ کہے کہ محمد نبی نہیں تھے یا کہے کہ وہ رسول نہیں تھے یا کہے کہ ان پر قرآن نازل نہیں ہوا یا کہے کہ وہ صرف کہنے کی حد تک ہے (حقیقت سے اسکا کوئی تعلق نہیں)۔ آپ نے فرمایا اسے قتل کیا جائے۔ [4] یعنی اس نے گستاخی کی ہے۔

---

[1] حاشية رد المحتار ٤ / ٢٣٠ ،وقال: ولهذا أفتى أكثر هم بقتل من أكثر من سب النبي ﷺ من أهل الذمة وإن أسلم بعد أخذه، وقالوا يقتل سياسة ، الفروع٦ / ١٦٢، الإنصاف للمرداوي٤ / ٢٥٧۔

[2] حاشية رد المحتار٤ / ٤١٨المجموع ١٩/٤٢٧الإنصاف للمرداوي٤ / ٢٥٧). المغني١٠ /٢٢٤.

[3] هو عبد الرحمن بن القاسم بن خالد بن جنادة العتقى المصري أبو عبد الله وعرف بابن القاسم فقيه تفقه بالإمام مالك ونظرائه، ولد ومات بمصر،روى المدونة عن مالك سنة ١٩١ هجرية. موسوعة الأعلام،٢/١ ٥٦شجرة النور الزكية ص ٥٨.

[4] الشفا٢ /٢٣٣.

امام اشہب مالکی رضی اللہ عنہ [1] ایک یہودی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ کہتا ہے یا گمان کرتا ہے کہ وہ رسول بنا کر بھیجا گیا ہے یا کہتا ہے تمہارے نبی کے بعد میں نبی ہوں۔ آپ کہتے ہیں اس سے توبہ طلب کرو اگر توبہ کرے تو ٹھیک ورنہ قتل کرو کیوں کے اس نے نبی کریم ﷺ کے قول "میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا" کا انکار کیا ہے اور اللہ کریم پر گھوٹ گھڑا کے اسے اللہ نے نبی ورسول بنا کر بھیجا ہے۔ [2]

❖ صریح گستاخی مگر غیر قصدی کا دعوی:

کوئی شخص نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اور وہ گستاخی کا قصد نہ کرے لیکن وہ آپ ﷺ کی شان میں کلمہ کفر کہتا ہے لعن طعن کی صور میں یا جھٹلانے کی صورت میں یا آپ کے لئے کوئی ایسی بات کرے جو آپ کی شان میں کہنا جائز نہیں یا آپ ﷺ کے بارے میں جو اعتقاد واجب ہے اس کا انکار کرتا ہے یا بے وقوفی کی وجہ سے کوئی غلط بات کر دیتا ہے یا گستاخانہ بات کرتا ہے اور دلالت حال یہ بتا رہا ہو کہ اسنے عمداً برائی نہیں کی اور گستاخی کا ارادہ نہ کیا ہوں وہ بات یا تو جہالت کی وجہ سے کہہ دی یا

---

[1] أشهب بن عبد العزيز القيسى فقيه مصر ولد سنه ١٤٥ وانتهت إليه رياسة المذهب المالكي بمصر بعد ابن القاسم توفي سنة ٢٠٤ هـ _ يراجع في ترجمته: موسوعة الأعلام – أوقاف مصر ١ / ١٩.

[2] الشفا ٢ / ٢٣٩ – أحكام أهل الذمة ٣ / ١٤٤٢ – ١٤٥٧ – كفاية الأخيار ١ / ٦٤٧

نشہ کی حالت میں کہہ دی یا اپنے دماغ ولسان پر قابو نہیں رکھ سکا تو اس کے بارے میں علماء کی دو رائیں ہیں:

پہلی رائے: حنفیوں[1]، شافعیوں[2]، مالکیوں[3]، حنبلیوں[4] کے نزدیک ایک قول کے مطابق: رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی یا آپ ﷺ کے مقام میں تعریض اس معاملہ میں یہ کہنا کے میں نے جانتے بوجھتے نہیں کیا کوئی فائدہ نہیں یا یہ کہے کہ میں غضے میں تھا میں سمجھ نہ سکا، یا کہے میں جلد بازی میں کہہ بیٹھا سبقت لسانی ہو گئی، وغیرہ وغیرہ تو وہ صیح گستاخی شمار کی جائے گی اور اسکا وہی حکم ہے جو صریح گستاخی کرنے والے کا ہے۔

اہل اندلس کہتے ہیں کہ اس معاملہ میں یہ عذر کسی صورت مقبول نہیں کہ میری زبان پھسل گئی وغیرہ۔[5]

---

[1] المبسوط٥ / ١٧الأشباه والنظائر لابن نجيم١ /٢١٥. رسائل ابن عابدين ٣١٦/١۔
[2] حواشي الشرواني٣ / ٨٩- شرح البهجة الوردية -١٩ / ٣٥.
[3] منح الجليل٩ / ٢٣١۔
[4] منار السبيل٢ / ٢٧٨۔
[5] التاج والإكليل٦ / ٢٨٥ص٢٨٦ منح الجليل ٤٠٧/٤ ۔

تو جو اس قبیح فعل کا مرتکب ہے اسنے اس دنیا میں موجود جرائم میں سے سب سے بڑا جرم کیا اور اسکی سزا وہی ہے جو عمداً قصداً گستاخی کرنے والے کی ہے۔ اس سے کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا کہ اسے معلوم نہیں تھا یا اسکی زبان پھسل گئی۔[1]

امام ابو الحسن القابسی رضی اللہ عنہ[2] نے نشہ کی حالت میں گستاخی کرنے والے کے قتل کا فتوی دیا کیوں کہ اس نے نشہ کی حالت میں اس کا قصد کیا۔ اور اس فتوی کی تعلیل میں فرماتے ہیں کے یہ سزا وہ سزا ہے جو نشہ میں ہونے سے ساقط نہیں ہوتی جیسے حد قذف، قتل کی سزا، اور تمام حدود۔[3]

دوسری رائے: حنفیوں[4] کے نزدیک ایک روایت کے مطابق اور حنبلیوں[1] کے نزدیک ایک قول کے مطابق: اس نے گستاخی کا ارادہ نہیں کیا تو اس پر صریح گستاخی کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔[2]

---

[1] الشفا۲ /۲۳۱– الصارم المسلول ۱/ ۳۰۸، ۵۱۳–أحكام أهل الذمة۳ / ۱٤٤۱–الكافي لابن عبد البر ج ۱/ص٥٨٥حاشية العدوي ۲/٤۱۲– عمدة القاري ٢٤ /٨٢.

[2] هو علي بن محمد بن خلف، أبو الحسن،المعافري، الفاسي. المعروف بأبي الحسن القابسي. فقيه مالكي سمع من أبي زيد المروزي، وأبي محمد الأصيلي وغيرهم. وروى عنه أبو محمد عبد الله بن الوليد وأبو القاسم الكندي وغيرهم من تصانيفه: المهدي في الفقه و كتاب المناسك وملخص الموطأ والرسالة المفصلة لأحوال المعلمين والمتعلمين توفي سنة ٤٠٣ هـ [شجرة النور الزكية ص٩٧،الأعلام ٥ / ١٤٥].

[3] الشفا ٢/٢٣٢.

[4] الأشباه والنظائر لابن نجيم١ / ٢١٥.

یہاں اکراہ کے بارے میں کچھ وضاحت کر دو:

اکراہ: انسان کوئی فعل یا قول کرے بغیر اپنی رضا کے اسکا اختیار نہ ہو۔

جسے حالت مجبوری سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے لیکن اسکی کچھ تفصیل ہے۔

اکراہ کی دو قسمیں ہیں:

اکراہ تام: انسان کوئی عمل اپنی رضا ک اکراہ کی وجہ سے کرے جیسے نہ کرنے پر قتل کر دیا جائے گا یا کاٹ دیا جائے گا یا ایسے چوٹ ماری جائے گی جس سے اسے مرنے یا کوئی عضو ضائع ہونے کا خطرہ ہو چاہے وہ چوٹ بڑی ہو یا چھوٹی۔

اکراہ ناقص: جو اضطرار کا موجب نہ ہو۔ جیسے اسے قید میں ڈال دیا جائے گا اسیر بنا لیا جائے گا یا ایسی چوٹ ماری جائے گی جس سے نہ تو موت کا خطرہ ہے اور نہ ہی کوئی عضو تلف ہونے کا خطرہ۔[۳]

اکراہ ناقص میں گستاخی کا حکم نہیں بدلے گا کیوں کے یہ در حقیقت اکراہ ہے ہی نہیں ۔[۴]

---

[۱] الشرح الكبير ١٠ / ٢٢٩.

[۲] بدائع الصنائع ١٨٦/٦. حاشية رد المحتار ٤ / ٢٣٠۔

[۳] حاشية رد المحتار ٤ / ٢٣٠، بدائع الصنائع ١٨٦/٦۔

[٤] لفقه الإسلامي وأدلته ١٢ / ٢٥١. ورخص الشافعية والحنابلة والظاهرية التلفظ بالكفر عند الإكراه الناقص؛ لأن الكثير من حوادث ا لإكراه على الكفر في بدء الإسلام كانت إكراها ناقصا، فهذا هو الراجحمن الرأيين.و في

اکراہ تام میں علماء کا اتفاق ہے کہ مسلمان کافر نہ ہو گا عام ازیں وہ اللہ کریم کی شان میں گستاخی کرے یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں۔[1]

اس پر قرآن عظیم الشان اور آحادیث سے دلائل:

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:[مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ]۔[2] جو ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے سوائے اس آدمی کے جسے (کفر پر) مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو لیکن وہ جو دل کھول کر کافر ہوں ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔

حدیث شریف میں آیا کے جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو کفار پکڑ کر لے گئے اور آپ کے والدین کو بے رحمی سے شہید کر دیا گیا آپ جسمانی طور پر کمزور تھے آپ کفار کے ظلم و ستم کی تاب نہ لا سکے جب بات جان پر بن آئی تو آپ نے بادل نخواستہ کلمہ کفر کا تلفظ کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک خبر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہر گز ایسا نہیں

روايةعند الحنفية والمالكية.، لا يرخص بهذا التصرف إلا فيالإكراه الملجئ.يراجع: بدائع الصنائع ١٨٦/٦ ، تكملة فتح القدير: ٢٧٩/٧ ، مغني المحتاج: ٢٨٩/٣ المغني: ١٢٠/٧ القوانين الفقهية: ص ٢٢٧.

[1] بدائع الصنائع١٨٦/٦، منح الجليل ٤٠٧/٤، مغنيالمحتاج ٢٨٩/٣، المغني ٥١٨/٨، والإقناع ٣٠٦/٤.

[2] النحل: ١٠٦-

عمار کی رگوں میں اسلام ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا، تو جب جناب عمار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو خوب رو رہے تھے عرض گزار ہوئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہوا عمار تو جناب عمار نے سب کچھ بتایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ہی شفقت بھرے لہجے میں فرمایا جب ایسا ہو تو ایسا ہی کرنا چاہئے۔[1]

امام بیہقی رضی اللہ عنہ نے یہی روایت ذکر کی اس میں جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کے تیرے دل کی کیا حالت تھی عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دل ایمان پر راضی تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایسا کچھ ہو تو ایسا ہی کرنا چاہئے۔[2]

امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ: لہذا علماء اس بات پر متفق ہیں کہ مجبور کے لئے اسکی زبان سے کلمہ کفر جائز ہے اسی طرح اسکا انکار کرنا بھی جائز ہے وہ کفر نہ کہے بلکہ اسلام پر ڈٹا رہے ۔ جیسے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر کفار نے ظلم ستم کئے سخت گرمی میں تپتی ریت کر لٹا کر

---

[1] أخرجه الحاكم في المستدرك ، كتاب التفسير ، باب: تفسير سورة النحل، رقم (٣٣٦٢)٢ / ٣٨٩، و تعليق الذهبي قي التلخيص: على شرط البخاري ومسلم ، و نصب الراية٤ /٢٠٦.

[2] سنن البيهقي الكبرى ، كتاب المرتد، باب المكره على الردة قال الله جل ثناؤه من كفر بالله من بعد إيمانه إلا من أكره وقلبه مطمئن بالإيمان ولكن من شرح بالكفر صدراًرقم (١٦٦٧٣)٨ / ٢٠٨.

آپ پر ثقیل طرین پھتر رکھ دیتے اور انسے کفار شرک کا مطالبہ کرتے لیکن آپ انکار کرتے اور زبان سے صرف ایک ہی بات جاری رہتی "احد احد" اور کہتے اللہ کی قسم اگر مجھے کوئی اور لفظ معلوم ہوتا جو اس سے زیادہ تمہارے دلوں پر بوجھ بنتا ہے تو میں وہ کہتا۔[1]

اس سب سے یہی ماخوذ ہوتا ہے کے مجبوری کی حالت میں بھی وہ اگر کفر نہیں کرتا بلکہ اپنے اسلام پر ڈٹا رہتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے تو اسکا اجر اسے ملے گا۔ جیسا کے علماء نے بیان فرمایا۔[2]

❖ گستاخی رسول ﷺ تعریضا:

تعریضا گستاخی رسول ﷺ کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ تصریح گستاخی کی طرح ہے یا نہیں۔ اس بابت علماء کے دو رائیں ہیں:

پہلی رائے: حنفیوں[3]، مالکیوں[1]، شافعیوں[2]، کی ہے اور حنابلہ کے ایک قول کے مطابق[3] ہے کہ تعریضا گستاخی تصریح گستاخی کی طرح ہے۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر۲ / ۷۷۵.

[2] حاشية الدسوقي۲ / ۳۷۰الأشباه والنظائر للسيوطي۱ / ۳٦٦الفقه الإسلامي وأدلته۱۲ / ۲۵۱ فقه السنة۳ / ٤۷۱۔

[3] حاشية رد المحتار٤ / ۲۳۰.

امام قاضی عیاض مالکی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زمانہ صحابہ سے علماء وائمہ فتوی کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ اشارہ تصریح کی طرح ہے۔[۴]

دوسری رائے: حنبلیوں کے ایک قول کے مطابق[۵] ہے کہ تعریضا گستاخی صریح گستاخی نہیں۔

ان آراء کے اختلاف سے کچھ مسائل سامنے آتے ہیں جیسے: کچھ حالات ایسے ہوتے ہیں جن میں واضح نہیں ہوتا کہ گستاخی کرنے والے نے قصدا گستاخی کی یا نہیں، تعریضا گستاخی کی یا تصریحا۔ یعنی ان حالات میں قصدا اور غیر قصدی، تعریضا اور تصریحا کے درمیان فرق واضح نہیں ہوتا۔ جیسے متکلم نے مجمل کلام کی یا الفاظ بنا کر بولے یا توڑ مروڑ کو بولے جس سے اس کی کلام کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے اور کسی اور پر بھی یا اپنی مراد میں خود متردد ہے۔ تو اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ بعض نے حرمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھا اور ایسی کلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کہا۔ بعض نے خون کی حرمت کو سامنے رکھا اور کہا کہ یہاں شبہ پایا جارہا ہے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

[۱] التاج والإكليل٦ / ٢٨٥-٢٨٦۔

[۲] المجموع١٩ / ٤٢٧ شرح البهجة الوردية١٩ / ٣٤-

[۳] الإنصاف للمرداوي٤ / ٢٥٨، الفروع٦ / ١٦٣۔

[۴] ا لشفا ٢ / ٢١٤.

[۵] الإنصاف ١٠ / ٣٣١.

لئے کہا یا کسی اور کے لئے تو ایسی صور میں اس پر حد جاری نہیں ہو گی کیوں کہ شبہات کی موجود گی میں حد ساقط ہو جاتی ہے۔

مثلا: قرض خواہ قرض دار پر خوب غصہ ہوا اور درمیان لڑائی اس سے کہا گیا "صل علی النبي محمد" نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ قرض خواہ نے کہا "لَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ " نہیں اللہ ان پر رحمت نازل کرتا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ تو قرض خواہ کی اس کلام میں احتمال ہے جس کی وجہ سے سوال اٹھتا ہے کہ یہ گستاخی رسول میں شمار ہو گی یا ملائکہ کی شان میں گستاخی شمار ہو گی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔۔۔؟؟؟

اس عبارت میں دو احتمال کیسے ہیں۔۔؟؟

اس عبارت میں دو احتمال ہیں پہلا کہ جب قرض دار نے قرض خاوہ کو کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ تو اس نے اسے روکا اور کہا نہیں پھر اپنی بات کہی کے اللہ کریم اس پر درود بھیجتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے۔یعنی اس لا کا بعد والے کلام سے تعلق نہیں اس نے پہلے لا کہہ کر اسے خاموش کروایا اور پھر بعد والی کلام کی۔اس احتمال کے مطابق گستاخی نہیں۔

دوسرا احتمال کہ قرض دار نے قرض خواہ کو کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ اس نے جوابا کہا کے اللہ کریم اس پر درود نہیں بھیجتا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے یعنی اس لا کا تعلق بعد والے کلام سے ہے۔ یہ گستاخی شمار کی جائے گی کیوں کے اس نے آحادیث میں جو آیا کہ اللہ کریم اس پر ۱۰ اگنا زیادہ درود بھیجتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود بھیجتا ہے اور اس قسم کی درود کے فضائل سے متعلق لاتعداد آحادیث ہیں اس نے انکا انکار کیا۔ اور ملائکہ کی شان میں گستاخی اس طرح ہیں کہ ملائکہ کے لئے اللہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ وہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں۔

ان دو احتمالوں کی وجہ سے علماء کی اس مسئلہ میں تین آراء ہیں:

پہلی رائے: امام ابن سحنون فرماتے ہیں کہ یہ قرض خواہ کا یہ قول گستاخی میں شمار نہیں کیا جائے گا اور اپنے اس قول کی تعلیل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کا قصد نہیں کیا۔[1] امام ابن سحنون کے اس قول کی تائید کرتے ہوئے امام اصبغ بن الفرج کہتے ہیں کہ یہ گستاخی نہیں کیوں کے وہ غصہ کی حالت میں تھا اور غصہ اسے عام لوگوں پر تھا نہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی پر اور یہاں کوئی قرینہ ایسا نہیں پایا جا رہا جو ثابت کرے اس نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہی یا ملائکہ کے لئے

---

[1] منح الجلیل۹ / ۲۳۳۔

کہی لھذا اس کی اس کلام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا ملائکہ کی شان میں گستاخی تصور نہیں کی جائے گی بلکہ قرینہ تو یہاں یہ کہہ رہا ہے کہ وہ یہ بات لوگوں کے لئے کہہ رہا تھا کیوں کہ وہ غصہ لوگوں پر تھا۔[1]

دوسری رائے: امام قاضی حارث بن مسکین کہتے ہیں کہ یہ گستاخی شمار کی جائے گی اور اسے قتل کیا جائے گا۔[2]

تیسری رائے: امام ابو الحسن القابسی کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اس معاملہ میں توقف کیا جائے گا (نہ تو گستاخی شمار کی جائے گی۔ اور نہ ہی عدم گستاخی کا قول کیا جائے گا) جب تک کے دلائل و بینات سے یہ واضح نہ ہو جائے کے اس کا مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی تھی یا نہیں ۔کیوں کے مسلمان کا خون واضح ترین امر ہو تو حلال ہوتا ہے تو جن معاملات میں تاویلات کی گنجائش ہو ان میں خوب سوچ بچار کر کے فیصلہ سنایا جائے گا ۔[3]

ایسی ہی صورتو کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں جیسے کوئی کہے کہ اللہ کریم کی لعنت ہو اہل عرب پر یا اللہ کریم کی لعنت ہو بنی اسرائیل پر، یا اللہ کریم لی لعنت ہو بنی آدم پر، وغیرہ

---

[1] الشفا ۲ /۲۳۵.

[2] الشفا ۲ /۲۳۵.

[3] الشفا ۲ /۲۳۶.

اور وہ یہ بھی ذکر کرے کہ اسکی مراد انبیاء کرام علیہم السلام نہیں بلکہ اس نے ظالمیں کے بارے میں کہا تو اس معاملہ میں قاضی کے اوپر فیصلہ ہے وہ اپنے اجتہاد کے مطابق اسے سزا سنائے اور اسے بطور تادیب سزا دے وغیرہ۔[1]

ایسے ہی اگر کوئی کہے کہ اللہ کی لعنت ہو جس نے شراب حرام کی اور کہے کے مجھے نہیں معلوم کس نے حرام کی[2] تو اسے بطور تادیب سزا دی جائے گی کیوں کہ ظاہر حال بتا رہا ہے کہ اسے نہیں پتا کس نے شراب حرام کی اس کا مقصد مفتی تھے۔

اسی طرح کہے کہ اللہ کی لعنت ہو بنی ہاشم پر اور کہے میری مراد ان میں جو ظالم ہیں وہ ہیں۔ یا نبی کریم ﷺ کی آل میں سے کسی کے آباء کے بارے میں کوئی غلط بات کہے یا آپ ﷺ کی نسل مبارک یا اولاد کے بارے میں کوئی بات کہے اور اسے اس بات کا علم ہو کہ یہ ذریۃ النبی ﷺ ہے تو ان سب صورتوں میں کوئی ایسا قرینہ نہیں پایا جا رہا جس سے گند لوگوں کو چنا جائے سب کے لئے کلام نہ کی جائے یا جن کو برا کہا ان میں سے نبی کریم ﷺ کو نکالا جائے۔[3]

آپ ﷺ کی صفات عالیہ میں سے کسی کا ذکر تعریضا کرے:

---

[1] منح الجليل٩ / ٢٣١ ، التلقين٢ / ٥٠٦۔

[2] الشفا٢ / ٢٣٦.

[3] الشفا٢ / ٢٣٦، التاج والإكليل٦/٢٨٥ ، الكافي لابن عبد البر ٥٨٥/١ ،الفواكه الدواني٢/٢٠٣.

اسکا یہ مطلب نہیں کے وہ ان صفات کا ذکر بطور نقص کرے یا عیب جوئی یا گستاخی کے لئے بلکہ وہ صفات میں سے کسی کا ذکر یا آپکے واقعات میں سے کسی کو دنیاوی حالات کو سامنے رکھ کر بطور ضرب مثل ذکر کرے یا اپنی ذات یا کسی اور کے بارے میں حجت پیش کرتے ہوئے صفات کا ذکر کے یا بطور تشبیہ ذکر کرے یا اپنے حق کو ختم کرنے کے لئے ذکر کرے نہ کہ بطور اقتداذ کر کرے بلکہ اپنی ذات یا کسی اور کی ذات کی رفعت بیان کرنے کے لئے ذکر کرے یا بطور مثال ذکر کرے یا غیر سنجیدہ بات کرتے ہوئے ذکر کرے جیسے کہے: اگر مجھے جھٹلایا گیا ہے تو کیا انبیا کو بھی جھٹلایا گیا۔ میرے برائی کرتے ہو نبی کی بھی برائی گئی۔ مجھے گناہ گار کہا جاتا ہے تو کیا انبیا کو بھی کہا گیا۔ میں نے ایسا صبر کیا جیسا اولوالعزم نے صبر کیا۔ یا ایوب جیسا صبر کیا میں نے۔ یا کہے کے اللہ کے نبی نے اپنے دشمنوں پر صبر کیا۔ یا انہیں نے میرے صبر سے زیادہ بردباری کا مظاہرہ کیا۔ وغیرہ وغیرہ یہ ساری مثالیں اس حکم کی ہیں جسے ماقبل ذکر کیا۔

مزاق اڑانے والوں کا قول حکایۃ نقل کرنا: یعنی متکلم جو کلام کہہ رہا ہے وہ اسکی نہیں بلکہ کسی اور کی ہے وہ بس نقل کر رہا ہے۔ ان میں سے بعض صورتوں میں گستاخی شمار ہو گی اور بعض میں نہیں۔ حکایت کرنے والے کا مقصد کچھ بھی ہو سکتا ہے جیسے: گواہی کے طور پر یا قائل کی پہچان کرانے کے لئے یا اس کے قول کے انکار کے لئے یا اس نے جو

کہا اس کی مشہوری کے لئے یا اس سے نفرت کے اظہار کے لئے اس کے اس عیب کو لوگوں پر واضح کرنے کے لئے۔ تو ایسا کرنے والے کی تعریف کی جائے گی کہ وہ ایسے شخص کو دنیا کے سامنے لا رہا جو گستاخی کا مرتکب ہے۔ اسکی مثال یوں بھی ہو سکتی ہے جیسے کوئی عالم اپنی کتاب میں اس قسم کے اقوال نقل کرے یا کسی مجلس میں بطور رد ذکر کرے یا اپنے فتووں میں ایسی کلام ذکر کرے تا کہ اس پر شریعت کے مطابق حکم لگایا جا سکے۔

حکایت کرنے والے اور جس کی حکایت کی جا رہی ہے (قائل) کی حالات کے حساب سے چند صورتوں میں حکایت کرنا واجب ہوتا ہے اور چند صورتوں میں مستحب۔

اگر قائل جس نے گستاخی کی وہ اہل علم میں سے ہے یا روایت حدیث کرنے ولا ہے تو وا معین پر واجب ہے کہ لوگوں کو اس کی اس گستاخی پر مطلع کریں اور گواہ بن جائیں تا کہ لوگ اس سے متنفر ہو جائیں اور اسکی یہ گستاخی جن ائمہ تک پہنچے ان پر واجب ہے کہ اس کے قول کا فساد عوام کے سامنے بیان کریں اور اس پر حکم شرعی لگائیں اور اسے کافر قرار دیں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں سے ایک حق ہے۔[1]

---

[1] الشفا ۲ / ۲۴۳.

اسی طرح اگر گستاخی کرنے والا واعظ ہو یا بچوں کو ادب وغیرہ کی تعلیمات دیتا ہو تو اس کے ساتھ بھی ایسا ہی کریں کیوں کے وہ وعظ کے ذریعے اپنا قلبی غبار لوگوں کے دلوں میں منتقل کرے گا بچوں کو اس کی تعلیمات دیگا اور اس فتنہ اور بڑھے گا۔ اسے حق نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حق شریعت جانتے ہوئے اس کے ساتھ وہی کیا جائے جو ما قبل بیان ہوا۔

گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بلا وجہ حکایت کرتا ہے اس پر بے جا مقالات و کتب لکھ تا ہے یا اس کی گستاخی کو لے کر بے جا قیل و قال کرتا ہے جس کے کوئی معنی نہیں اس فعل کو شریعت نے سختی سے منع فرمایا اور بعض صورتوں میں سزا کا بھی مستحق ہو سکتا ہے۔

اگر کسی کا قول حکایت کرتا ہے اور قائل نے وہ بغیر قصد کے کہہ دیا یا اس قائل کی ایسی عادت ہی نہیں یا قائل کا قول ویسا نہیں تھا جیسی یہ حکایت کر رہا ہے اور حکایت کرنے والے نے بغیر کلام پر غور کئی اس کے قول کو حکایت کر دیا تو حکایت کرنے والے کو اس فعل سے روکا جائے گا اور دوبارا ایسا کرنے سے منع کیا جائے گا اور قاضی اپنے حساب سے اسے سزا دیگا تا کہ وہ یہ جرات دوبارہ نہ کر سکے۔[1]

کسی کا قول نقل کرنے والے پر یہ تہمت ہو کہ یہ بات خود بنا کر کسی اور کی طرف منسوب کر دیتا ہے یا یہ اس کی عادت ہو یا پہلے ایسا کچھ ظاہر ہو چکا ہو اس صورت میں

[1] الشفا ۲ / ۲۴۵.

اسکو گستاخوں والی سزادی جائے گی اور کسی اور کی طرف جو قول منسوب کرتا ہے اس کا کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا گستاخی کے مطابق سزادی جائے گی اور وہ سزا قتل بھی ہو سکتی ہے۔[1]

کفار و مشرکین کی نبی کریم ﷺ کی مخالفت میں لکھی ہوئی کلام کو نقل کرنا یا اسے یاد کرنے کا حکم:

کفار و مشرکین دور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد آپ ﷺ کی مخالفت میں طرح طرح کے اشعار لکھتے جن میں بہت بڑے بڑے شعرا ہوتے جسے ہجاء سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اس کلام کو لکھنا یا پڑھنا یا یاد کرنے کے بارے میں امام قاضی عیاض مالکی رضی اللہ عنہ نے جناب قاسم بن سلام رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے آپ نے فرمایا جس شخص نے آپ ﷺ کی مذمت میں لکھے گئے کفار و مشرکین کے اشعار یاد کیا وہ کافر ہو گیا۔ بعض علماء نے اجماع مسلمین ذکر کیا اس مذمتی کلام کو پڑھنا، لکھنا، اور بغیر مسخ کئے چھوڑ دینا حرام ہے۔ ہمارے علماء رضی اللہ عنہ نے آحادیث مغازی و سیر میں سے اس قسم کے تمام کلام و آحادیث کو حذف کیا اور کچھ آحادیث میں سے جو باتیں ذکر

---

[1] كفاية الأخيار ١ /٦٤٧ ، الفقه علي المذاهب ١٠٧/٤ ، الفصل فيالملل ١٢٨/٣ ،أحكام أهل الذمة١٤٥٧/٣.

کرنے کی تھیں بس انہیں ذکر کیا مذمتی اشعار و عبارات کو حذف کر دیا۔ کیوں کے وہ سب جھوٹ اور بغض کا پلندہ تھی جن سے سید عالم ﷺ کی تکذیب و گستاخی ٹپک رہی تھی۔[1]

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم ﷺ کی ناموس کے معاملہ میں دین اسلام و علماء ملت کس قدر احتیاط سے کام لیتے رہے اور لیتے ہیں لیکن اس دور میں اگر کوئی شخص معاذ اللہ کوئی خاکہ بنا کسی ویب سائٹ پر اپلوڈ کرتا ہے تو ہم مسلمان اسے شیئر کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کے اسے اتنا شئیر کرو کے اسے بنانے والے تک ہمارا پیغام جائے کہ ہم مسلمان اپنے نبی کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتے حالانکہ وہ اس کی گستاخی کو آپنے ہاتھوں سے دوسرے لوگوں تک پہنچارہے ہوتے ہیں تو اسکا حکم بھی وہی ہے جو مذمتی اشعار کا ہے اسے فوراحذف کیا جائے اسے بار بار دیکھنا یا اسے اپنے پاس محفوظ کرنا یا بغیر اسے مسخ کئے چھوڑ دینا حرام ہے۔

جہاں سے آپ ﷺ کی ایذاء کا ذرہ برابر بھی شائبہ ہو اللہ کریم رسول اللہ ﷺ نے وہ باب بند فرمایا:

[1] الشفا ۲ / ۲۴۷.

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ]۔[1] اے ایمان والو!راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

یہودیوں کا طریقہ تھا وہ کہتے تھے راعنا یا محمد (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری رعایت کیجئے) اور مراد انکی ہوتی تھی ارعنا سمعک (ہماری رعایت کریں تاکہ ہم آپ کو سن سکیں۔ لیکن وہ اسے شدت سے کہتے جس سے معنی بدل جاتے اور وہ حقارات کے زمرے میں آجاتے تو اللہ کریم نے مومنین کو یہ لفظ استعمال کرنے سے منع فرمادیا اور منافقین و مومنین کے درمیان فرق بھی کردیا کہ جو اب سے لفظ استعمال کرے گا وہ منافق ہے اور جو بچا رہے گا وہ مومن۔[2]

فرمایا:[لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا]۔[3] (اے لوگو!)رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ بنالو جیسے تم میں سے کوئی دوسرے کو پکارتا ہے۔

---

[1] البقرة: ١٠٤.

[2] الإحكام لابن حزم ١٨٤/٦ الصارم المسلول ٣٠٨/١ عون المعبود ٢٣٨/٧ حاشية البجيرمي ٢٦٩/٤ .

[3] النور: ٦٣۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ کریم نے نبی کریم ﷺ کا نام مبارک لے کر (یا محمد) پکارنے سے منع فرمادیا۔ بلکہ تواضع اور دھیمے لہجہ میں یارسول اللہ یا یا نبی اللہ کہہ کر پکارا جائے کی تعلیم دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کے میرے نام جیسا اپنے بچوں کا نام رکھو لیکن میری کنیت جیسی اپنی کنیت نہ رکھو۔[1] یہ بھی ایذا سے بچنے کا ایک ذریعہ ہے وہ اس طرح کے نام لے کر پکارنا اللہ کریم نے منع فرمایا اور کنیت رکھنے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا تاکہ کوئی یاابا القاسم کہہ کر پکارے اور نبی کریم ﷺ متوجہ ہوں اور وہ کہے نہیں میری مراد آپ نہیں فلاں شخص ہے تو اس باب کو آپ ﷺ نے خود بند فرمایا تاکہ کسی اور کو پکارنے پر آپ متوجہ ہوں اس اذیت سے بچا جاسکے۔[2]

قاضی عیاض مالکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علماء اس منع فرمانے کو آپ ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص کیا اس کے بعد کوئی حرج نہیں۔ کیوں کہ علت اب اٹھ چکی ہے۔[3]

---

[1] أخرجه البخاري في كتاب العلم ،باب إثم من كذب عليه ﷺ رقم (١١٠)١ / ٥٢ ومسلم في المقدمة باب تغليظ الكذب على رسول الله ﷺ رقم ٣.

[2] الشفا بتعريف حقوق المصطفى٢ / ٢١٢ ويراجع: زاد المعاد٢ / ٣١٤الخصائص الكبرى٢ / ٢٩٨۔

[3] الشفا ٢ / ٢١٢سبل الهدى والرشاد١٢ /٢١.

جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ے نام پر نام رکھنے کی کراہیت کے بارے میں جب اس نام کی عزت نہیں کی جاسکتی کہتے ہیں: اپنے بچوں کا نام محمد رکھو گے اور انہیں اس نام سے پکار کر لعن طعن کرو گے۔[1]

امام ابو جعفر طبری رضی اللہ عنہ نے جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے متعلق روایت ذکر کی کہ آپ نے اہل کوفہ کو خط لکھ کر نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نام پر اپنے بچوں کا نام رکھنے سے منع فرمادیا تھا۔[2] اس کی وجہ وہی ہے جو جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ذکر ہوئی۔

ایک اور روایت ملتی ہے جناب عمر سے متعلق آپ نے دیکھا کہ ایک شخص محمد نامی بندے کو نام لے کر برا بھلا کہہ رہا ہے۔ تو جناب عمر نے اپنے بھتیجے محمد بن زید بن خطاب کو کہا کہ میں تیرے وجہ سے جناب محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نام سے متعلق یہ سب نہیں سن سکتا۔ اللہ کی قسم میں جب تک زندہ ہوں تجھے محمد نام سے نہیں پکارا جائے گا آپ نے ان کا نام بدل کر عبد الرحمٰن رکھ دیا اور سب کو منع فرمادیا کے کوئی بھی اپنے بچوں کا

---

[1] أخرجه الحاكم في المستدرك‌ك الأدب١٨ /١٦٠وقال: تفرد الحكم بن عطية، عن ثابت.

[2] تفسير الطبري٢٠ / ٣٢٣تفسير القرطبي١٤ / ٢٣٨، تفسير البغوي٦ / ٣٧٥، الفقه على المذاهب الأربعة ٤/ ١٠٧.

نام کسی نبی کے نام پر نہ رکھے۔ اور جن کے اسماء انبیا کے ناموں پر تھے ان کو بھی تبدیل کر دیا۔

لیکن حق یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ یا انبیا میں سے کسی نبی کے نام پر نام رکھا جا سکتا ہے اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں لیکن اسے اس نام سے پکار کر لعن طعن نہ کی جائے اسکا حل کچھ یوں ہو سکتا ہے کہ نام محمد رکھا جائے عرفیت کچھ اور رکھ دی جائے جس سے اسے پکارا جائے۔

اللہ کریم نے فرمایا:[إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ]۔[1] بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ اس آیہ مبارکہ کا نزول کفار و مشرکین کی مذمت میں ہو وہ یوں کے وہ نبی کریم ﷺ کو اذیت دیا کرتے تھے یہ کہہ کر کے وہ ابتر ہیں یعنی آپکا ذکر منقطع ہو گیا کیوں کہ آپ کا کوئی لڑکا نہیں رہا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت عاص بن وائل کی مذمت میں جب آپ ﷺ کے بیٹے جناب قاسم کا انتقال ہوا تو اسنے کہا کے محمد (ﷺ) کا بیٹا اب نہیں رہا تو وہ ابتر (جس کا ذکر باقی نہ رہے) ہیں معاذ اللہ تو اللہ کریم نہ یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔

[1] الکوثر:۳.

بعض نے کہا کہ یہ کعب بن اشرف کی مذمت میں اتری۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ قول ابو جہل کا تھا۔[۱]

گستاخی رسول ﷺ سے متعلق آحادیث مبارکہ:۔

روي عن علي رضي الله عنه أنه ﷺ قال:" من سب نبيًا قتل"[۲]

جناب علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جناب رسول ﷺ نے فرمایا: جو کسی نبی کی گستاخی کرے اسے قتل کر دیا جائے۔

یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن ان تمام آیات کے معنی کو شامل ہو جو ما قبل گزری یہ گستاخ رسول ﷺ کے قتل کے وجوب میں صریح ہے۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اگرچہ محفوظ ہے لیکن گستاخی رسول ﷺ سے متعلق جتنی

---

[۱] تفسير ابن كثير٨ /٤٩٨، الدر المنثور ٨ /٦٥٣.

[۲] ذكر في مجمع الزوائد٦ /٣٩٧ رواه الطبراني في الصغير والأوسط عن شيخه عبيد الله بن محمد العمري رماه النسائي بالكذب أحكام أهل الذمة٣ / ١٤٥٥ وقال ابن تيمية: رواه أبو محمد الخلال وأبو القاسم الأزجي ورواه أبو ذر الهروي ولفظه من سب نبياً فاقتلوه ومن سب أصحابي فاجلدوهوقال:هذا الإسناد قد ركب عليه متون كثيرة والمحدث به عن أهل البيت ضعيف. يراجع أحكام أهل الذمة٣ / ١٤٥٧والفصل في الملل٣ / ١٢٨وذكره فيالفوائد١ / ٢٩٥بتصرف الجامع الصغير وزيادته١ /١٢٤٠ ،قال الشيخ الألباني: (موضوع) انظر حديث رقم: ٥٦١٦ في ضعيف الجامع.

آیات نازل ہوئیں ان سب کے معنی کو شامل ہے اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر توبہ طلب کئے اسکی سزا قتل ہے اس میں صریح ہے۔ تو اس کو قتل کیا جائے گا۔[1]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهَ اللَّهَ فِي أَصْحَابِي، لاَ تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ، وَمَنْ آذَى اللَّهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ.[2]

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا” : اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے معاملہ میں، اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے معاملہ میں، اور میرے بعد انہیں ہدف ملامت نہ بنانا، جو ان سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا، جس نے انہیں ایذاء پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ وہ اسے اپنی گرفت میں لے لے“۔

---

[1] الصارم المسلول١ /٩٨أحكام أهل الذمة ٣١٤٥٧ ۔

[2] أخرجه الترمذي، كتاب المناقب ، رقم (٣٨٦٢) ٥ / ٦٩٦، مسند أحمد بن حنبلحديث عبد الله من مغفل المزني رضي الله عنه ، رقم (٢٠٥٦٨)٥/ ٥٤.

عَنْ عُمَيْرِ بْنِ أُمَيَّةَ، أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ أُخْتٌ وَكَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آذَتْهُ فِيهِ وشَتَمَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مُشْرِكَةً، فَاشْتَمَلَ لَهَا يَوْمًا عَلَى السَّيْفِ، ثُمَّ أَتَاهَا فَوَضَعَهُ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا، فَقَامَ بَنُوهَا فَصَاحُوا وَقَالُوا: قَدْ عَلِمْنَا مَنْ قَتَلَهَا أَفَتُقْتَلُ أُمُّنَا؟ وهَؤُلَاءِ قَوْمٌ لَهُمْ آبَاءٌ وَأُمَّهَاتٌ مُشْرِكُونَ، فَلَمَّا خَافَ عُمَيْرٌ أَنْ يَقْتُلُوا غَيْرَ قَاتِلِهَا ذَهَبَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: «أَقَتَلْتَ أُخْتَكَ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «وَلِمَ؟» قَالَ: إِنَّهَا كَانَتْ تُؤْذِينِي فِيكَ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَنِيهَا فَسَأَلَهُمْ؟ فَسَمُّوا غَيْرَ قَاتِلِهَا، فَأَخْبَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ وأَهْدَرَ دَمَهَا قَالُوا: سَمْعًا وَطَاعَةً۔[1]

جناب عمیر بن امیہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ انکی ایک بہن تھی جو مشرکہ تھی تو آپ جب بھی نبی کریم ﷺ کی بارگامیں حاضر ہوتے تو وہ آپ پر غصہ ہوتی اور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتی تو جناب عمیر نے ایک دن تلوار اپنے پاس رکھی اور اسکے آنے کا انتظار کیا جب وہ آئی تو آپ نے اس کی گردن پر تلوار رکھی اور اسے واصل جہنم کر دیا۔ پھر اس کے بیٹے آئے اور اسے ڈھونڈنے لگے اور کہنے لگے ہم

[1] أخرجه الطبراني في المعجم الكبير رقم(١٢٤) ٦٤/١٧ و ابو نعيم في معرفة الصحابة رفم(٥٢٨٠) ٢٠٩٩/٤ و ابوبكر بن أبي عاصم في الآحاد و المثاني رقم(٢١٦٧) ١٨٦/٤ و ابو الحسن في مجمع الزوائد ومنبع الفوائد رقم(١٠٥٧٠) ٢٦٠/٦.

جانتے ہیں ہماری ماں کو قتل کر دیا گیا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے آباء واصحاب مشرکین تھے۔ پھر جب جناب عمیر کو یہ خوف ہوا کے وہ لوگ کسی اور کو قاتل کی جگہ مار ڈالیں گے تو وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو کوسب بتا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اپنی بہن کو قتل کیا۔۔؟؟ جناب عمیر نے عرض کی جی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیوں۔۔؟

عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ آپ کے بارے میں مجھے بہت اذیت دیا کرتی تھی(آپ کی شان میں میرے سامنے گستاخی کیا کرتی تھی)۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے بیٹوں کی طرف کسی کو بھیجا اور قاتل کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے کسی اور کا نام لیا جو قاتل نہیں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے بیٹوں کو سب بتا دیا اور اسکے خون کو لغو قرار دیا اس کے بیٹوں نے کہا: ہم نے سنا اور آپ کی اطاعت کی۔

صحابہ کا یہ جذبہ ایمانی تھا کے رسول اللہ ﷺ کی شان میں ذرہ برابر بھی کچھ نہیں سننا کوئی بارگاہ نبوی میں عرض کر رہا ہے کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیں میں اپنے باپ کا سر دھڑ سے الگ کر کے آپ کی بارگاہ میں لاکر رکھ دیتا ہوں کو اپنی بہن کو واصل جہنم کر رہا ہے۔ اس کی جھلک ہمیں ممتاز قادری شہید علیہ الرحمہ میں دکھی جب ایک ملعون نے گستاخی کی تو آپ نے بغیر اپنے یا اپنے گھر والوں کے بارے میں سوچے موقع

ملتے ہی اسے واصل جہنم کیا اسی جذبہ کی تعلیم قبلہ امیر المجاہدین علیہ الرحمہ نے اپنی آخری سانسوں تک دی۔

گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا قتل پر عقلی دلائل:

گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مومن کی گستاخی میں لازمی فرق ہونا چاہئے کیوں کے حرمت مومن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت میں کئی وجہوں سے فرق ہے مثلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی و رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں سب سے افضل ہیں وغیرہ وغیرہ تو عام مومن کو تکلیف دینے پر سزا تعزیر تک ہو سکتی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی پر بھی سزا تعزیر ہو یہ عقل سے ماورا ہے لہذا گستاخ رسول کی سزا تعزیر سے زیادہ ہونی چاہئے اور وہ قتل ہے۔

گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کفر ہونے کے ساتھ ساتھ ردت سے بڑا جرم ہے کیوں کے گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ردت اور اس کے ساتھ کچھ مزید بھی ہے ۔ مسلمان معاذ اللہ اگر کچھ ایسا قول و فعل کرتا ہے جو اسلام سے اسے نکال دیتا ہے تو وہ ردت ہے وہ مسلمان ہونے کے بعد اسلام سے نکلتا ہے تو اسکا قتل واجب ہو جاتا ہے تو جو ایسا کفر کرے جس سے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مومنین کو اذیت پہنچتی ہو۔۔۔ کیوں کہ گستاخی رسول

ﷺ یہ کفر کی انواع میں سے سب سے بڑی اور سب سے بری نوع ہے اور صرف ردت سے بڑھ کر ہے تو اسکی سزا کیسے قتل سے کم ہو سکتی ہے۔۔؟؟؟

دیگر انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کا حکم اور اللہ کریم کی اور رسول ﷺ اور دیگر معبودات کی گستاخی میں فرق:

نبی ﷺ کے علاوہ انبیا کی گستاخی کا حکم:

تمام علماء وفقہاء کا اس بات میں اتفاق ہے کہ جناب آدم علیہ السلام سے جناب محمد رسول اللہ ﷺ تک جتنے بھی انبیاء کرام رضی اللہ عنہ اس دنیا میں تشریف لائے تمام کے حق میں گستاخی کیوہی سزا ہے جو نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کی سزا ہے۔[1]

تو جو شخص کسی نبی کا نام لے کر گستاخی کرے جس نبی کا ذکر قرآن عظیم شان میں کیا گیا ہو یا آحادیث مبارکہ میں کیا گیا ہو تو اسکا یا صرف صفت نبوت کے ساتھ گستاخی کرے جیسے آحادیث میں آیا کے نبی یوں کیا کرتے تھے نبی یوں کہا کرتے تھے۔عام ازیں اس گستاخ کو علم ہو یا نہ ہو کے وہ نبی ہیں جن کی شان میں گستاخی کی۔یا تمام انبیاء کی شان میں گستاخی تو اسکا وہی حکم ہے جو ہم نے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کا

---

[1] حاشية ابن عابدين ٢٣٥/٤، درر الحكام شرح غرر الأحكام ٤٠٨/٣،شرح مختصر خليل ٦٨/٨، الاستذكار ٤٠٣/٤، مواهب الجليل ٢٨٢/٦، المجموع١٩/ ٤٢٧، الإنصاف ٢٢٤/٧، مطالب أولي النهى في شرح غاية المنتهى ٢٦٨/٧.

بیان کیا۔ کیوں کہ تمام انبیاء رضی اللہ عنہ پر عموما ایمان لاناواجب ہے اور جن کا ذکر قرآن مجید میں ہوا ان پر خصوصا ایمان لا واجب ہے ان کی شان میں گستاخی کفر وردت کے ساتھ ساتھ اللہ کریم اور اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محاربت بھی ہے اگرچہ یہ فعل بد کوئی مسلمان ہی کیوں نہ کرے۔ کیوں کہ انبیاء کرام علیہم السلاء میں سے کسی نبی کی بھی گستاخی کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے اور مسلمان کو مرتد بنادیتی ہے۔[1] اور اگر یہ جرم کوئی ذمی کرے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ انکے دیگر جرموں میں سے سب سے بڑا جرم ہے کرے تو برابر ہو جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کسی اور کی گستاخی جیسی نہیں۔ کیوں کے حرمت نبی مخلوق میں سے تمام کی حرمتوں سے کئے گنا بڑھ کر ہے۔ اور اگر گستاخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بھی گستاخی کرے تو اس گستاخ نے دنیاجہاں کے جرائم میں سب سے بڑا جرم کیاہے اور اس جرم کی وجہ سے اسکاخون حلال ہو گیااور اب اسکی کوئی حرمت باقی نہ رہی۔[2]

[1] حاشية ابن عابدين٤ / ٢٣٥ القوانين الفقهية ١ /٢٤٠.التاج والإكليل٦ / ٢٨٦و الشرح الكبير ٤/٣٠٩ روضة الطالبين ١٠ /٦٤.

[2] الصارم المسلول١ /٥٦٧ ، مجموع الفتاوى ١٠ / ٢٩٠، حاشية البجيرمي ٤ /٦٩.

علامہ ابن عابدین شامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام میں سے کسی کی شان میں بھی گستاخی کفر ہے اور اگر مسمان تھا تو ردت بھی ہے اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو اسے قتل کیا جائے۔[1]

امام قاضی عیاض مالکی رضی اللہ عنہ امام مالک رضی اللہ عنہ سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام یا ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی سے متعلق نقل کرتے ہیں کہ اسے قتل کیا جائے گا اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ اور ذمیوں میں سے اگر کوئی گستاخی کرتا ہے تو اسے بھی قتل کیا جائے گا اگر وہ اسلام قبول نہیں کرتا تو۔ جناب ابن قاسم سے روایت ہے کہ یہودیوں یا نصرانیوں میں سے اگر کوئی انبیاء کی شان میں ایسی گستاخی کرتا ہے جو ان کے مذہب میں موجود نہیں تو اسکی گردن اتار دی جائے گی اگر وہ اسلام قبول نہیں کرتا۔[2] اسکا خلاصہ یہ نکلا کہ دیگر انبیاء کی شان میں گستاخی کا بھی وہ ہی حکم جو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا حکم ہے۔

اس ساری کلام سے حاصل ہونے والے کچھ مسائل اور انکا حکم:

---

[1] حاشیۃ ابن عابدین٤ / ٢٣٥۔

[2] الشفا٢ /٣٠٢۔

۱. کوئی شخص انبیاکرام علیہم السلام میں سے کسی کی طرف جانتے بوجھتے جھوٹ منسوب کرے یا کسی قسم کی بھی انکی شان میں گستاخی کرے مثلا کہے کے انہوں نے دین کی صحیح تبلیغ نہیں کی یا ان کی شان میں استخفاف سے کام لے یا ان میں سی کسی کو قتل کیا ہو یا جنگ میں شریک ہوا ہو اجماع علماء کے مطابق وہ کافر ہے۔[1]

۲. امام ابن تیمیہ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص یہود پر لعنت بھیجے یا انکے دین پر لعنت بھیجے یا سب و شتم کرے یا تورات پر لعنت بھیجے تو کیا وہ مسلمان ہے۔۔؟؟ کیا مسلمان کے جائز ہے کہ وہ انکی کتاب کے بارے میں سب و شتم کرے۔۔؟؟ انہوں نے جواب دیا کہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کے وہ تورات کے بارے میں سب و شتم کرے بلکہ اگر کوئی تورات کے بارے میں مطلقا کوئی گستاخی کرے تو اسے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اگر وہ توبہ کرتا ہے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کیا جائے۔ اور اگر وہ جانتا ہو کہ یہ اللہ کریم کی طرف سے نازل کی گئے ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے تو اسے تورات کے بارے میں سب و شتم کرنے پر قتل کیا جائے گا اور علماء کے ظاہر قول کے مطابق اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ اگر وہ اس وقت

---

[1] الشفا ۲ /۳۰۲ ، الفقه على المذاهب الأربعة٤ /۱۰۷.

موجود دین یہود پر لعن طعن کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ اس دور کے یہود اور انکے معتقدات ملعون ہیں۔ اسی طرح وہ تورات کے بارے میں لعن طعن یوں کرتا ہے کہ اس میں تحریف کی گئی ہے : مثلا یوں کہے کہ اس دور کی تورات جو تحریف شدہ ہے اور جو تحریف شدہ دینوں پر عمل کرے یا دین منسوخہ پر عمل کرے وہ کافر ہے۔ ایسے کلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔[۱]

۳. ابن قدامہ علیہ الرحمہ[۲] فرماتے ہیں: جو شخص اللہ کریم کی شان میں گستاخی کرے اس نے کفر کیا چاہے مزاق میں کرے یا سنجیدگی سے۔ پھر اس پر فرع لاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اسی طرح اللہ کریم کی ذات کا یا اس کی آیات کا یا اسکے رسولوں یا اسکی نازل کردہ کتب کا مزاق اڑائے جیسا اللہ کریم نے فرمایا:[وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ

---

[۱] الفتاوی الکبری۳ /۵۱۵.

[۲] هو عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة. من أهل جماعيل من قرى نابلس بفلسطين. خرج من بلده صغيرا مع عمه عندما ابتليت بالصليبيين واستقر بدمشق واشترك مع صلاح الدين في محاربة الصليبيين. رحل في طلب العلم إلى بغداد أربع سنين ثم عاد إلى دمشق. من تصانيفه المغني في الفقه شرح مختصر الخرقيوالكافي والمقنع العمدةوله في الأصول روضة الناظر توفي سنة ٦٢٠ هـ ، يراجع في ترجمته:ذيل طبقات الحنابلة لابن رجب ص ١٣٣ - ١٤٦.

(٦٥) لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ]۔[1] اور اے محبوب! اگر آپ ان سے پوچھیں تو کہیں گے کہ ہم تو صرف ہنسی کھیل کر رہے تھے۔ تم فرماؤ: کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم ایمان ظاہر کرنے کے بعد کافر ہو چکے۔ اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کر دیں تو دوسروں کو عذاب دیں گے کیونکہ وہ مجرم ہیں۔ تو چاہئے کہ اس مزاق اڑانے والے کو صرف اسلام کے ساتھ استہزا پر بطور تادب وزجر سزا دی جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے کی توبہ کافی نہیں تو اللہ کریم کی شان میں گستاخی تو زیادہ بڑا جرم ہے۔[2]

۴. ابن تیمیہ امام ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم الحنظلی جو کہ ابن راہویہ سے مشہور ہیں یہ ان اماموں میں سے ایک ہیں جن کے لئے امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما نے عادل ہونے کا قول کیا ہے ان سے نقل کرتے ہیں: تحقیق مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص اللہ کے نبیوں میں سے کسی نبی کی شان میں گستاخی کی یا نبی

---

[1] التوبة: ٦٥ — ٦٦۔

[2] المغني ١٠ / ١٠٣ ، الجواب الصحيح٣/ ١٨٨، الصفدية٢ / ٣١١ ، الفقه على المذاهب الأربعة٤/١٠٧.

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی یا اللہ کریم کی نازل کردہ کسی آیت پر اعتراض کیا یا نبیوں میں سے کسی کو قتل کیا تھا وہ شخص کافر ہے اگرچہ وہ اللہ کریم کی نازل کردہ آیات کا اقرار کرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔[1]

اللہ کریم کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا فرق:

اللہ کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی میں فرق ہے کیوں کے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم لباس بشریت میں مبعوث ہوئے صرف پہلو بشریت کو دیکھیں تو عام بشر کے ساتھ اشیا مزمذمومہ لاحق ہوتی ہیں مگر جس کے سر پر اللہ کریم نبوت کا تاج سجادے۔ اللہ کریم نے اپنے تمام نبیوں کی حفاظت فرمائی اور ان سب کے امام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ سب کو تمام مذمومہ امر سے محفوظ فرمایا ان سے کے مقامات عام بشر سے کئ درجہ بلند ہیں تو جو شخص تعدی کرتے ہوئے ان عالی مقام نفوس کی شان میں زبان درازی کرے یا کسی بھی قسم کی گستاخی کرے تو اس کو سزا دی جائے گی اسکا تعاقب کیا جائے گا کیوں کہ اللہ کریم نے جمیع عیوب سے سے منزہ فرمایا وہ وہ نفوس نہیں جن ذات میں کسی قسم کا بھی عیب ہایا جائے اور اللہ کریم تمام کے تمام عیوب سے منزہ ہے فرماتا

---

[1] الصارم المسلول ۱ / ۵۱۳.

ہے:[فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ]۔[1] وہ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے، اس نے تمہارے لیے تم میں سے جوڑے بنائے اور چوپایوں سے جوڑے بنائے۔ اس (جوڑے) سے تمہاری نسل پھیلاتا ہے، اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ تو اس کی ذات تمام نقص وعیب سے بری ہے اس آیت میں اس بات کو شدت سے بیان فرمایا تاکہ سامعین پر اس کا امر کا خیال بھی نہ گزرے اور حقیقت کلام واضح ہو جائے۔[2] تو اسکی شان میں گستاخی وہ ارتداد نہیں جس میں توبہ قبول کر لی جائے کیوں کہ ارتداد وہ کام ہے جس میں مرتد منفرد ہوتا ہے اس میں کسی انسان کا کوئی حق نہیں ہوتا تو اسکی توبہ قبول کر لی جاتی ہے۔

غیر مسلمیں کے معبودات کے بارے میں غلط کلام کرنے کا حکم:

دین اسلام نے غیر مسلمین کے معبودات کے بارے میں سب وشتم سے روکا اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ کریم اور اسکے رسول ﷺ پر سب وشتم کا ذریعہ بنے گی:

---

[1] الشورى: ١١.

[2] الفواكه الدواني ٢ / ٢٠٣، ٢٠٤۔

اس بات پر دلیل اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:[وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ]۔[۱] اور اُنہیں برا بھلا نہ کہو جنہیں وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ زیادتی کرتے ہوئے جہالت کی وجہ سے اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے یونہی ہم نے ہر اُمت کی نگاہ میں اس کے عمل کو آراستہ کر دیا پھر انہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے تو وہ انہیں بتادے گا جو وہ کرتے تھے۔ اس آیت مبارکہ کا سبب نزول کچھ اس طرح ہے: مسلمان کفار کے بتوں کے بارے میں برا کہا کرتے تھے تو وہ پلٹ کر اللہ کے بارے میں برا کہا کرتے تھے تو اللہ کریم نے اس سے روک دیا کہ ان کے معبودین کو گالیاں نہ دو کیوں کہ وہ لوگ جاہل ہیں اللہ کریم کے بارے میں انہیں کوئی علم نہیں۔[۲]

جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت مبارکہ کے نزول سے متعلق روایت ہے کفار نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) آپ لوگ ہمارے معبودین کے بارے میں غلیظ کلام کہنے سے نہ روکے تو ہم تمہارے رب کے

[۱] الأنعام: ۱۰۸-

[۲] تفسير الطبري۱۲ / ۳٤.

بارے میں غلیظ باتیں کرنا شروع کریں گے جوابا۔ تو اللہ کریم نے یہ آیت نازل فرمادی اور مسلمین کو اس فعل سے روک دیا۔[1]

اور کفار مشرکین کے معبودین پر سب شتم سے روکنے کی حکمت یہ بھی ہے کہ سب وشتم کسی قسم کی کوئی مصلحت نہیں جبکہ دینی مصلحت اسلام کی تبلیغ ہے اور وہ تبلیغ بھی دلائل سے شرک کو باطل کرنے اور اصنام اللہ کریم کے شریک نہیں ہوسکتے ثابت کرنے سے ہوگی اس طرح لوگون کے سامنے حق باطل سے الگ ہوگا نہ کے لوگوں کے سامنے گالی گلوچ کی جائے کفار و مشرکین کے معبودات پر تو اس سے کفار اسلام کی طرف راغب نہیں ہوگے بلکہ مسلمان ایک دوسرے سے متنفر ہونگے جیسے کے اللہ کریم نے تبلیغ اسلام کی تعلیم فرمائی فرماتا ہے:[ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ]۔[2] اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے اس طریقے سے بحث کرو جو سب سے اچھا ہو

---

[1] تفسیر ابن کثیر۳ / ۳۱٤.

[2] النحل: ۱۲۵-

،بیشک تمہارا رب اسے خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے گمراہ ہوا اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔

نتیجہ کلام:

بندے نے سلسلہ کلام میں الفاظ گستاخی اور کن حالات میں گستاخی تصور ہو گی کن حالات میں نہیں اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق اقوال علماء اور مذاہب فقہاء جس قدر اس قلیل وقت میں اللہ کریم کی توفیق سے ہو سکا عرض کئے اب مختصرا حکم گستاخ عرض کرتا ہوں:

امام مالک و امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کے مذہب کے مطابق گستاخ رسول کی سزا قتل ہے اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی۔ شافعیوں میں سے بھی کثیر علماء نے یہی قول کیا لیکن امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق اس سے توبہ کا تقاضا کیا جائے گا اور احناف کا بھی یہی موقف ہے کما بینت لیکن:۔

فقہ شافعی:

فقہاء شافعیہ کے نزدیک علی الاطاق دوسرے امام کے مذہب پر فتوی دینا جائز ہے۔

امام سیوطی شافعی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا کوئی شخص ایک مسئلہ میں امام شافعی کے مذہب پر عمل کرتا ہے اور دوسرے مسئلہ میں کسی اور مذہب پر عمل کرتا ہے کیا ایسا کرنا جائز ہے آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:**الْأَصَحُّ جَوَازُ الِانْتِقَالِ مُطْلَقًا فِيمَا عَمِلَ بِهِ وَفِيمَا لَمْ يَعْمَلْ بِهِ، كَذَا صَحَّحَهُ الرافعي وَهُوَ الْمَنْقُولُ فِي السُّؤَالِ عَنِ الدميري لَكِنْ بِشَرْطِ عَدَمِ تَتَبُّعِ الرُّخَصِ.**[1]

اصح یہ ہے کے جائز ہے مطلقا جس مسائل پر عمل کر لیا ہے اور جن میں نہیں کیا جسیا کے تصحیح فرمائی جناب رافعی نے وہ جناب دمیری سے ایک سوال منقول ہے لیکن جائز تب ہے جب رخصتیں نہ ڈھونڈے۔

اور آپ نے اپنے رسالہ **جزيل المواهب في اختلاف المذاهب** میں بھی یہی قول ذکر فرمایا۔[2]

---

[1] الحاوي للفتاوي ١/٣٥٠.

[2] جزيل المواهب في اختلاف المذاهب ٧، ٨. ما ذكره الإمام السيوطي فيها تلخيصه: من القول بتخيير المكلف في الأخذ بأي المذاهب شاء من غير تعيين لأحدها،لا يحمل على تتبع الرخص بإطلاق، لأنه بيَّن حرمة ذلك في نفس الكتاب، عندما تكلَّم عن حكم الانتقال من مذهب إلى مذهب، حيث ذكر أن من انتقل إلى مذهب آخر لأمر دنيوي، فهو متلاعب بالأحكام الشرعية بمجرد غرض الدنيا، أما من انتقل إلى مذهب آخر لغرض ديني، كأن يترجح عنده المذهب الآخر، أو أنه يستطيع تحصيل الفقه بصورة أفضل في المذهب الآخر، فهذا يجوز له الانتقال، بل يجب عليه، كما في الصورة الثانية ؛ إذا كان أصلاً عارياً من الفقه، ولم يحصِّل من المذهب الأول شيئاً.

امام قطب وقت عبد الوہاب شعرانی شافعی رضی اللہ عنہ بھی یہی فرمایا کہ ہم اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتے جو ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف جائے اور نہ ہی اس پر کوئی اعتراض کرتے ہیں جو ایک مسئلہ میں ایک امام کی اتباع و تقلید کرے اور دوسرے مسئلہ میں کسی اور امام کی۔[1]

امام ابو الحسن آمدی نے بھی یہی قول کیا۔[2]

اور بے شمار فقہاء شافعیہ نے اس پر نص فرمائی۔ اس سے یہ معلوم ہو گیا کے امام شافعی کے مذہب میں ایک مفتی دوسرے مذہب پر فتوی دے سکتا ہے لہذا شافعی مفتی گستاخی رسول ﷺ کے مسئلہ میں امام مالک کے مذہب پر فتوی دے سکتا ہے اور ان کے نزدیک بھی قتل واجب ہو گا بغیر توبہ کے مطالبہ کے۔

فقہ حنفی:

فقہاء احناف میں سے بھی کئی علماء کے نزدیک دوسرے مجتھد کے قول پر فتوی دینا جائز ہے۔

---

[1] الميزان الكبرى ٧/١. وعبارته:انك اذا نظرت فيها بعين الانصاف تحققت بصحة الاعتقاد ان سائر الأئمة الأربعة ومقلديهم رضي الله عنهم اجمعين على هدى من ربهم في ظاهر الأمر وباطنه ولم تعترض قط على متمسك بمذهب من مذاهبهم ولا على من انتقل من مذهب إلى مذهب ولا على من قلد غير امامه منهم في أوقات الضرورات لاعتقادك يقيناً ان مذاهبهم كلها داخلة في سياج الشريعة المطهرة-

[2] الإحكام في أصول الأحكام للآمدى ٢٣٨/٤.

امام ابن ہمام رضی اللہ عنہ ہدایہ شریف کی شرح فتح القدیر میں لکھتے ہیں: وقالوا المنتقل من مذهب إلى مذهب آخر باجتهاد وبرهان آثم يستوجب التعزير فبلا اجتهاد وبرهان أولى، ولا بد أن يراد بهذا الاجتهاد معنى التحري وتحكيم القلب لأن العامي ليس له اجتهاد. ثم حقيقة الانتقال إنما تتحقق في حكم مسألة خاصة قلد فيه وعمل به، وإلا فقوله قلدت أبا حنيفة فيما أفتى من المسائل مثلا والتزمت العمل به على الإجمال وهو لا يعرف صورها ليس حقيقة التقليد بل هذا حقيقة تعليق التقليد أو وعد به، لأنه التزم أن يعمل بقول أبي حنيفة، فيما يقع له من المسائل التي تتعين في الوقائع، فإن أرادوا هذا الالتزام فلا دليل على وجوب اتباع المجتهد المعين بإلزامه نفسه ذلك قولا أو نية شرعا، بل الدليل اقتضى العمل بقول المجتهد فيما احتاج إليه لقوله تعالى {فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون} [النحل: ٤٣] والسؤال إنما يتحقق عند طلب حكم الحادثة المعينة، وحينئذ إذا ثبت عنده قول المجتهد وجب عليه عمله به، والغالب أن مثل هذه إلزامات منهم لكف الناس عن تتبع الرخص وإلا أخذ العامي في كل مسألة بقول مجتهد قوله أخف عليه. وأنا لا أدري ما يمنع هذا من النقل أو العقل وكون الإنسان يتبع ما هو أخف على نفسه من قول مجتهد مسوغ له الاجتهاد ما علمت من

الشرع ذمه عليه، وكان – صلى الله عليه وسلم – يحب ما خفف عن أمته، والله سبحانه أعلم بالصواب.[1]

فقہاء احناف میں سے بعض کہتے ہیں کے ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف اجتہاد و دلائل کے ساتھ منتقل ہونے والا شخص گناہ گار ہے اور تعزیر کا مستحق ہے تو بغیر اجتہاد و برہان کے تو بطریق اولی مستحق ہو گا۔ تو لازمی سی بات ہے کہ یہاں اجتہاد سے مراد تحری اور تحکیم قلب ہے کیوں کہ عام انسان کے لئے تو اجتہاد ہے ہی نہیں پھر انتقال کی حقیقت ایسے خاص مسئلہ کے حکم میں متحقق ہو گی جس میں جس میں وہ کسی مجتہد کی تقلید کرتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے ،ورنہ اس کا یہ کہنا کہ میں امام ابو حنیفہ کی تقلید کرتا ہوں جن مسائل میں فتوی دیتا ہوں مثلا اور لازمی طور پر اجمالا ان پر عمل بھی کرتا ہو وہ تو اسے اس کی صوتوں کا اندازہ ہی نہیں یہ تقلید نہیں بلکہ وہ اپنی تقلید کو معلق کر رہا ہے یا اس نے معدہ کیا ہوا ہے کیوں کہ اس نے اپنے اپر لازم کر دیا ہے امام ابو حنیفہ کے اقوال کو جو متعین واقعات کے ساتھ مسائل خاص ہیں۔ تو اگر ان کا ارادہ اس التزام کا ہے تو ان کے اس قول پر کوئی دلیل نہیں کہ کسی معین مجتہد کی اتباع قولا یا نیتا۔ بل کے دلیل تو اس پر ہے کہ عمل اس مجتہد کے قول پر کیا جائے جس

---

[1] فتح القدير ٧/٢٥٨.

کی اسکو حاجت ہو اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔تو سوال کسی مسئلے کا کسی حادثہ کے وقت ہوتا ہے تو اس وقت مجتہد کا قول اسکے سامنے آئے اس پر عمل کرنا واجب ہو گا۔اور غالبا یہ جو اس قسم کی عبارت فقہاء نے کہیں یہ اس لئے کہ رخصتیں تلاش کرنے سے روکا جائے ورنہ عام آدمی اپنی آسانی کے لئے سارے مذاہب سے مسئلہ تلاش کرکے جو پر اس کے لئے عمل کرنا آسان ہو گا اس پر عمل کرے گا۔مجھے یہ بات سمجھ نہیں آرہی کہ یہ عقلی اور نقلی کیسی ممانعت ہے انسان وہی ڈھونڈے گا جو اس کی ذات پر آسان ہو گا ایسے مجتھد کے قول کو تلاش کرے گا جو اس کے لئے آسانی پیدا کرے مجھے ایسی کوئی بات نہیں معلوم شریعت میں سے جو اس کی مذمت کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ وہ پسند فرمایا کرتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ہلکا و آسان ہوتا اللہ کریم درستگی کو بہتر جانتا ہے۔

یہ ہیں امام ابن الہمام رضی اللہ عنہ جو واضح طور پر فرمارہے ہیں کہ کسی ایک مجتہد (امام) کو لے کر اپنے اپر اسکا قول لازم کرلینا مفتی و حاکم کو روا نہیں آپ کے تلامذہ کا بھی یہ ہی ماننا ہے. آپ نے اپنی ایک اور کتاب "التحریر" میں بھی یہ ہی قول کیا ہے: **هل يقلد غيره في غيره.؟ المختار نعم.** فرماتے ہیں کہ کیا مقلد عمل کئے ہوئے مسئلہ

کے علاوہ کسی اور مسئلہ میں کسی دوسرے امام کی تقلید کر سکتا ہے تو اسکا جواب ہے مختار قول کے مطابق ہاں عمل کر سکتا ہے۔[1]

امام ابن امیر الحاج رضی اللہ عنہ التحریر کے شرح میں بھی یہی فرماتے ہیں۔[2]

امام امیر باشا حنفی رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا اور امام ابن ہمام رضی اللہ عنہ کی تائید کی۔[3]

امام ابو الاخلاص حسن بن عمار شر نبلالی رضی اللہ عنہ نے اس موضوع پر مستقل رسالہ لکھا جسکا نام ہے "**العقد الفريد لبيان الراجح من الخلاف في جواز التقليد**" اس میں آپ نے خوب سہل اور واضح انداز میں بیان فرمایا کے دوسرے امام کی تقلید میں کوئی حرج نہیں چاہے اس مسئلہ پر عمل کیا ہو یا نا ہو۔ آپ نے کئی ایک اقوال نقل فرمائے اور آپ نے کئی ایک مسائل ایسے شمار کئے جس میں دیگر مذاہب پر فتوی دینا جائز رہا اور کئی ایک علماء قضاۃ کا ذکر کیا جنھوں نے بوقت ضرورت دیگر اماموں کے قول پر فتوی دیا اور عمل کیا ان میں سے ایک کا ذکر کرتا چلوں : جناب قاضی ابو عاصم العامری الحنفی آپ امام قفال شافعی کی مسجد کے دروازے کے آگے فتوی دیا کرتے تھے

[1] التحرير في أصول الفقه لابن الهمام ٥٥١.

[2] التقرير والتحبير ٣٥١/٣.

[3] تيسير التحرير ٢٥٤/٤.

ایک روز موزن نے اذان مغرب دی تو آپ سب چھوڑ کر مسجد میں تشریف لے گئے تو دیکھا امام قفال مسجد میں موجود ہیں امام قفال نے موذن کو کہا کے اقامت میں دو بار کلمات کو دھرائے (جیسے حنفیوں کا موقف ہے) اور امام قفال نے قاضی صاحب کو آگے کرا نماز پڑھانے کے لئے قاضی صاحب نے حنفی مفتی وقت و قاضی وقت ہوتے ہوئے بسملہ بالجہر بھی پڑہی اور ساری نماز شافعیوں کے انداز میں پڑہی۔[1]

اس مسئلہ میں ایک رسالہ اور بھی لکھا گیا "**رسالة في حكم انتقال المقلد من قول من قلده من الامام الى قول اخر**" اس کی طرف بھی رجوع کیا جاسکتا ہے جب یہ ثابت ہوا کے کسی مسئلہ میں کسی حاجت کے پیش نظر دوسرے امام کے قول پر فتوی دیا جاسکتا ہے تو گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں احناف کے قول کو چھوڑ کر امام مالک رضی اللہ عنہ کے قول پر فتوی دیا جاسکتا ہے یعنی گستاخ رسول کی ایک سزا سر تن سے جدا۔

اور کئی ایک مسائل ایسے بھی ہیں جن میں فروعی مسائل میں اصول مذہب کی مخالفت کی گئی جس کے لئے "**تحقيق القول في مخالفة بعض فروع الحنفية أصول المذهب**" رسالہ کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

---

[1] العقد الفريد لبيان الراجح من الخلاف في جواز التقليد لشرنبلالي ٢٤.

ان سب چیزوں سے صرف نظر کی جائے اور اس دور میں مفتی کے فتوی کو دیکھا جائے تو حوامل ستہ میں سے تین حوامل کا یہی تقاضا ہے کہ گستاخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا قتل ہو اور توبہ کا تقاضا نہ کیا جائے۔ اور وہ تین حوامل ہیں: ا۔وقت کی ضرورت۔ ۲۔مصلحت کے پیش نظر۔ ۳۔مفسدہ سے بچنے کے لئے۔

اس دور میں وقت کی ضروت، مصلحت اور مفسدہ سے بچنے کے لئے حاجت اسی امر کی ہے کے اس بڑہتی ہوئی ایک وبا کو کسی طور روکا جائے آئے دن کوئی بدبخت اٹھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں زبان درازی کرتا ہے، یا قرآن عظیم الشان کی بے ادبی و گسراخی کرتا ہے وغیرہ وغیرہ سد ذرائع کے لئے فتوی اسی بات پر ہو کہ گستاخ نبی کی سزا قتل ہے اور گستاخی ثابت ہونے کے بعد اس سے توبہ کا تقاضا نہ کیا جائے۔اور اس میں اس آیت مبارکہ کا بھی ایک پہلو ہو گا اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:[وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ]۔[1] اوراے عقل مندو!خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے تاکہ تم بچو۔

قصاص میں قوموں اور لوگوں کی حیات بیان کی گئی ہے۔ جس قوم میں ظالم کی پردہ پوشی اور حمایت کی جائے وہ تباہ و برباد ہو جاتی ہے اور جہاں ظالم اور مجرم کو سزا دی

[1] البقرة ۱۷۹-

جائے وہاں جرائم خود بخود کم ہو جاتے ہیں۔ ایک محلے سے لے کر عالمی سطح تک کے مجرموں میں یہی ایک فلسفہ کار فرما ہے۔ آپ غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ جن ممالک میں جرائم پر سخت سزائیں نافذ ہیں وہاں کے جرائم کی تعداد اور جہاں مجرموں کو سزائیں نہیں دی جاتیں وہاں جرائم کی تعداد کتنی ہے۔

عام مومن کو اذیت دینے میں فقط توبہ سے اسکا جرم ختم نہیں ہوتا بلکہ جو اس نے مومن کی حق تلفی کی ہے اس سے بھی معافی مانگنی پڑتی ہے تو اس مقام پر دیکھا جائے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنا (معاذ اللہ من ذلک) تو اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ازیت دی گئی اور یہاں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق بھی پایا جارہا ہے تو توبہ سے اسکا معاف کیسے کیا جاسکتا ہے جبکہ آحادیث جو بندے نے سلسلہ کلام میں ذکر کی کئی ایسے اشخاص جو گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کروایا اور کئی اشخاص ایسے بھی ہیں جنہیں صحابہ نے خود قتل کیا تو اس معاملے میں صرف توبہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ساقط نہ ہو گا بلکہ اسے سزا دی جائے۔

قاضی مقتول کے اولیاء کی عدم موجودگی میں قاتل کی سزا معاف نہیں کر سکتا۔ یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق موجود ہے تو اسے کیوں چھوڑا جائے جب کے عام مومنین جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں موجود ہیں۔

اگر گستاخی بار بار کر رہا ہے اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو ہر بار توبہ کر لیتا ہے یا بغیر توبہ کئے ہی لگاتار گستاخی کئے جا رہا ہے تو ما قبل بیان ہوا اسے ہر حال میں قتل کیا جائے گا۔ تو جب گستاخ کو معلوم ہو کہ توبہ کر کے جان کو آمان مل سکتی ہے تو اس طرح فتنہ بڑھ جائے گا اور معاذ اللہ من ذلک ہر ایک دشمن اسلام اسی راہ پر چل پڑے گا لھذا مصلحت کا تقاضا اور مفسدہ سے بچنے کے لئے گستاخی ثابت ہوتے ہیں اس کا سر قلم کیا جائے۔

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

اس پوری کلام کا خلاصہ:

"من سب نبیا فاقتلوه"

بندے نے اپنی استطاعت کے مطابق اللہ کریم کی توفیق سے جو کچھ اس مختصر وقت میں سید عالم ﷺ اور دیگر نبیوں کی شان میں گستاخی اور گستاخ کے حکم سے متعلق میسر ہوا اسے بیان کیا اور اس مختصر سی کاوش کا نام "ظبة الصفيحة في كبد ساب سيد البريئة" رکھا اللہ کریم اور رسول عظیم ﷺ اپنی بارگاہ میں اسے قبولیت کا شرف

بخشیں اور اس سعی میں غلطی و کوتاہی کو معاف فرمائیں اور اس کے صدقے بندے کے اقرباء مرحومین کی بلا حساب مغفرت فرمائیں۔ آمین بجاہ سید العالمین و صلی اللہ وسلم و بارک علی سیدنا و مولنا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

کتابِ خادم

مختصر ہو کے بھی جامع ہے کتابِ خادم
صرف اک لفظ محمد ہے نصابِ خادم
لامکاں سے بھی پرے جس کے نشاں ملتے ہیں
اس کے ہونٹوں کا تبسّم ہے، ثوابِ خادم
ڈھونڈنے والو! کہاں ڈھونڈتے پھرتے ہو اسے

مسجدِ عشق میں ساجد ہے شبابِ خادم

عشق والوں پہ برستا ہے وہ رحمت بن کر
منکرِ شانِ رسالت پہ عذابِ خادم

دورِ حاضر میں بھی ہے مظہرِ اسلاف کوئی؟
منہ پہ آجاتا ہے فوراً ہی جنابِ خادم

جسم تو جسم ہے وہ روح بھی بیدار کرے
جانِ کافر پہ قیامت بھی خطابِ خادم

واسطے جس کے دوعالم میں بہاریں ہیں سراج
اس کی خوشبو سے معطر ہے گلابِ خادم

از: قاری سراج قادری
(سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت، مالیگاؤں، انڈیا)

سیرت امیر المجاہدین علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ

مولانا محمد ساجد مدنی

➢ ابتدائی حالات:

علامہ خادم حسین رضوی صاحب ضلع اٹک کے ایک گاوں نگا کلاں میں ایک زمیندار گھرانے میں ۲۲نومبر ۱۹۶۶کو پیدا ہوئے
آپ کے والد کا نام لعل خان ہے آپ کا ایک بھائی جسکا نام امیر حسین ہے اور چار بہنیں ہیں آپ کے والد کا انتقال ۲۰۰۸ میں ہوا اور والدہ کا ۲۰۱۰ میں انتقال ہوا۔

➢ تعلیمی سفر:

آپ نے سکول میں صرف چار جماعتیں پڑھیں تھیں اور آٹھ سال کی عمر میں ضلع جہلم کی طرف طلب علم دین کیلیئے رخت سفر باندھا اور مدرسہ جامع غوثیہ اشاعت العلوم میں قاری غلام یسین صاحب سے حفظ قرآن شروع کیا آپ نے چار سال کے عرصے میں حفظ قرآن مکمل کیا اس وقت آپ کی عمر ۱۲سال تھی پھر آپ نے ضلع گجرات کے کے قصبے دینہ میں ۲ سال قرات کورس کیا ۱۴سال کی عمر میں لاہور تعلیم کیلیئے آئے ۱۹۸۸کو آپ نے دورہ حدیث شریف مکمل فرمایا آپ عربی کے ساتھ ساتھ

فارسی پر بھی عبور رکھتے تھے آپ نے پہلی ملازمت ۱۹۹۳ میں محکمہ اوقاف پنجاب میں کی اور داتا دربار کے قریب پیر مکی مسجد میں خطبہ دیا کرتے تھے پھر ختم نبوت اور ناموس رسالت تحریک چلانے کی وجہ سے آپ نے نوکری چھوڑ دی اور یتیم خانہ روڈ لاہور کے قریب واقع مسجد رحمۃ للعالمین میں خطابت کرتے رہے اور ساری زندگی مشاہرہ صرف ۱۵۰۰۰ لیتے رہے۔

➢ رشتہ ازدواج:

آپ کی شادی اپنی چچازاد بہن سے ہوئی اور اللہ تعالی نے ۲ بیٹوں اور ۴ بیٹیوں سے نوازا بڑے صاحب زادے کا نام حافظ سعد حسین رضوی اور چھوٹے صاحبزادے کا نام حافظ انس حسین رضوی ہے آپ کے دونوں بیٹے حافظ قرآن اور درس نظامی عالم کورس کیا ہوا ہے۔

➢ اقبال سے عشق کی وجہ:

آپ فرماتے ہیں کہ دوران تعلیم درسی کتب کے علاوہ جن کتب کا مطالعہ کرتا تھا ان میں ڈاکٹر اقبال کا فارسی مجموعہ کلام سر فہرست تھا ۱۹۸۸ میں کلیات اقبال خرید لی تھی اور نو عمری میں ہی اس قلندر شاعر کے افکار کا مطالعہ شروع کر دیا آپ فرماتے ہیں کہ گویا کہ اقبال کی روح نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا ہے اقبال کے کلام کے بعد علامہ اقبال کے

شاعری کے استاذ مولانا روم علیہ الرحمہ کو پڑھا اور اور انکے بیشتر کلام کو ازبریاد کر لیا تھا آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اقبال، مولانا روم اور اعلی حضرت فاضل بریلوی کی شاعری نے بہت زیادہ متاثر کیا اور یہ حضرات عشق رسول کے وہ جام پلاتے ہیں جنھیں پینے کے بعد کسی چیز کی حاجت نہیں رہتی اور اردو شعراء میں اکبر الہ آبادی کی شاعری پسند تھی آپ کو مطالعہ کا جنون رہتا تھا آپ سفر نامے بہت پڑھتے تھے آپ نے حکیم محمد سعید اور مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ کے تمام سفر نامے پڑھ ڈالے تاریخ اسلام کا مطالعہ آپ کی اولیں ترجیح تھی اور تمام مسلم سپہ سالار کی سیرت کا مطالعہ کرتے رہتے آپ فرماتے ہیں اسلام کے تمام سپہ سالار اپنی مثال آپ ہیں لیکن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا ہے اور آپ کے مزار پر حاضری دینا ایک دیرینہ خواہش تھی اور الحمد للہ پوری ہوئی۔

- تحریک لبیک یارسول اللہ کا آغاز:

آپ اپنی زندگی معمول کے مطابق گزار رہے تھے کہ غازی ممتاز حسین قادری علیہ الرحمہ نے جب گستاخ رسول سلمان تاثیر کو واصل جہنم کیا اور پھر غازی صاحب کو گرفتار کیا گیا اور انکو پھانسی دے دی گئی اس واقعہ نے آپ کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا پھر جب ختم نبوت قانون میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی گئی تو ملک گیر احتجاج

ہوا اور فیض آباد میں بھرپور احتجاج کیا گیا جسکی وجہ سے اس تحریک کو بہت مقبولیت ملی اور ۲۰۱۸ میں ۲۶ لاکھ کے قریب ووٹ حاصل کیے اتنے کم عرصے میں پاکستان کی ۵ بڑی تحریک بن گئی اس تحریک کا اسلام مقصد نظام مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ رہا ہے اور علامہ خادم حسین رضوی صاحب آخری دم تک اسی نظام کے نفاذ کیلئے لڑتے رہے۔

➢ ملفوظات:

۱. آپ فرماتے ہیں کہ مجھے عشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی ماں کی گود سے ملا ہے میری والدہ اٹھتے بیٹھتے ہر بات میں "میں صدقے یارسول اللہ" کہا کرتی تھیں اور یہ جملہ میری روح و بدن میں بس گیا علامہ اقبال بھی ایک فارسی شعر میں کہتے ہیں جسکا ترجمہ کچھ یوں ہے یہ جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملا ہے یہ میری ماں کی گود اور نداسے ملا ہے۔

۲. آپ فرماتے ہیں جب غازی ممتاز حسین قادری علیہ الرحمہ کی رہائی کی تحریک چلائی ہوئی تھی اور اسکی پاداش میں لکھپت جیل میں مجھے ڈال دیا تھا تو اس دوران غازی صاحب کا خط آیا تھا اور اس خط کو میں اپنی بخشش کا بہانہ سمجھتا ہوں۔

۳. آپ فرماتے ہیں علامہ اقبال کا یہ فرمان "انسان دلیر اسی وقت ہوتا ہے جب سینے میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو" یہی جملہ میری زندگی کی اصل ہے۔

۴. آپ فرماتے ہیں میں ساری زندگی مدینے نہیں گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں آقا نامدار مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دیکھاوں گا کہ آپ کی ناموس پہ حملے ہوتے رہے اور میں سب کچھ چھوڑ کر ادھر آ گیا۔

علامہ خادم حسین رضوی صاحب وہ واحد شخصیت ہیں جنھوں نے اس زمانہ میں امت مسلمہ کو ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہرہ دینے کیلئے بیدار کیا اور بچہ بچہ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر مر مٹنے کیلئے تیار ہو گیا آپ ہمیشہ ناموس رسالت پر پہرہ دیتے رہے اور اپنی زندگی اسی مشن پہ لگا دی اللہ تعالی نے آپ کو وہ حوصلہ اور جرات دی تھی کہ ملت کفر آپ کی للکار سے لڑکھڑاتی تھی ہمیشہ کفر آپ کی شخصیت سے خوف زدہ رہا آپ کو ناموس رسالت پر پہرہ دینے کی پاداش میں کئی بار جیل جانا پڑا اور سخت سے سخت عقوبتوں سے گزرنا پڑا لیکن آپ ہمیشہ استقامت کے پہاڑ بن کر ڈٹے رہے۔

عُلما کا دنیا سے جانا لوگوں کی ہلاکت کی علامت ہے

(دارمی حدیث ۲۴۱)

الوداع امیر المُجاہدین

بالآخر امام عزیمت ۱۹ نومبر ۲۰۲۰ رات ۸ بجکر ۴۶ منٹ پر ہمیشہ کیلئے داغ مفارقت دے گئے

دیکھ تو نیازی ذرا سو گیا کیا دیوانہ

ان کی یاد میں شاید آنکھ لگ گئی ہو گی

میرے جنازے پر رونے والوں

فریب میں ہو بغور دیکھو

مرا نہیں ہوں غم نبی میں

لباس ہستی بدل گیا ہوں

سلام عقیدت ببارگاہ خادم حسین رضوی

گرچہ معذور تھا پھر بھی لڑتا رہا

بابا خادم کی ہمت پے لاکھوں سلام

وکہ میدان میں ڈٹ کے ٹھہرا رہا

ایسی مضبوط طاقت پے لاکھوں سلام

سخت سردی میں جو پہرا دیتا رہا

ایسے عالم کی عظمت پے لاکھوں سلام

کفر کی دنیا جن سے لرزتی رہی

شیر حق کی شجاعت پے لاکھوں سلام

جن کے چہرے سے باطل ہی ڈرتا رہا

ان کی نورانی صورت پے لاکھوں سلام

عشق سرکار کا وہ پلاتے رہے

ساقئ جام الفت پے لاکھوں سلام

جن کی آواز سے کفر سہما رہا

ان کی ایسی جلالت پے لاکھوں سلام

جس نے ختم نبوت پے پہرا دیا
شمشیر اہل سنت پے لاکھوں سلام

لو عمران رضا کا سلام آخری
تیری شان اور شوکت پے لاکھوں سلام

ایسے خادم کی خدمت پہ لاکھوں سلام

مولانا محمد صادق اشرف قادری رضوی

امیر المجاھدین فنا فی خاتمِ النبیین ﷺ خلیفہ حضور تاج الشریعہ آبروئے رضویت حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی اچانک رحلت دل و دماغ کو ماؤف کر دینے والی ہے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعونَ و برد الله تعالى مضجعه. بحمدہ تعالی لڑکپن سے ہی امیر المجاھدین کا مداح ہوں ان کے علمی و تحریکی تربیت سے فیض یاب ہوں فقیر نے پہلی بار حضرت کا بیان بڑی گیارہویں شریف کے موقع پر سنی جو واقعی لاجواب خطاب ہونے کے ساتھ پر اثر بھی تھا بلاشبہ آپ نے اپنے اعلی حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے مشن تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی اس دور میں بے مثال تجدید فرمائی۔۔۔

جس نے حق عاشقی کا ادا کر دیا
ایسے خادم کی خدمت پہ لاکھوں سلام

ناموس رسالت ﷺ کی پہریداری کا جو سبق تاحیات اور بستر وصل پر امام احمد رضا نے عطا فرمایا تھا بلاشبہ آپ نے اسے نہ صرف نبھایا بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں

کو خوب یہ بات باور کروادی کہ قرآن وسنت اور حیاتِ اصحاب و اسلاف، کے نور سے منور رضا کی روشن روش پر عمل درآمد کے بعد ہی ناموس رسالت ﷺ کی پہریداری کی سعادت پائی جاسکتی ہے

اوصاف و مصروفیات:

آپ کئی دہائیوں سے شیخ القرآن والحدیث کے منصب پر فائز تھے عربی گرائمر پر کامل عبور تھا علم صرف کے امام مانے جاتے تھے اس فن میں آپ کی کئی ضخیم کتب بھی علما و عربی دانی کا ذوق رکھنے والوں کے لیے بہترین رہنما ہے آپ کو حدیث شریف کی تدریس اور مطالعہ سے عشق تھا معاصرین علما میں اس روانے کے ساتھ مع سند حدیث کے مندرجات کے مطابق کیفیات بنا کر روانی سے حدیث پڑھتے ہوئے آپ کے علاوہ میں نے نہیں دیکھا۔۔۔

آپ کو اردو عربی فارسی میں ید طولی حاصل تھا نثر کے ساتھ ساتھ ان زبانوں میں منظوم کلام سے بھی خاص شغف تھی۔۔۔

آپ اپنے خطابات اور طلبا کے دروس اور عامۃ المسلمین کی تربیت کے لیے اصحاب رسول، اہل بیت اطہار اور دیگر اسلاف سے منقول اشعار بیان فرما کر تربیت اور اپنے

پیغام حق کی تفہیم کا سامان کرتے تھے شاعر مشرق علامہ اقبال کی شاعری کا بر محل حوالہ آپ کے سامعین میں نئی تازگی پیدا کر دیتا تھا۔

مادر علمی وتربیتی ماحول:

آپ نے دینی تعلیم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے حاصل کی اور بلند ہمت اکابرین علم کی صحبت و شاگردی سے فیض یاب ہوئے یہ حقیقت ہے آپ کی علمی عملی اور روحانی پرورش جس ماحول میں ہوئی وہ بلند ہمت غیرت مند اصحاب علم و فضل کے زیر اثر تھا اس ماحول میں توحید باری تعالی کا حقیقی مفہوم، ناموس رسالت ﷺ کی تحفظ کی جد وجہد، ختم نبوت ﷺ کی پہریداری، منکرین رسالت کی بیخ کُنی، مقام مصطفی ﷺ کی تبلیغ اور علوم وفنون کے تعلیم کے ساتھ ان صلاحیتوں کو مصطفائی ذات یکتا ﷺ کی مدح و دفاع میں صرف کرنے کا راسخ نظریہ دیا جاتا تھا بحمدہ تعالی حضرت علامہ خادم حسین رضوی صاحب قبلہ جہاں بھی گئ جو بھی ان کی خدمت میں حاضر رہا اس نے ماحول کو مذکورہ اوصاف سے متصف پایا گویا آپ من کل وجوہ اپنے بلند ہمت اکابرین جلیل کے یادگار اور ان کے فکر و مشن کے حقیقی جانشین تھے۔

پسندیدہ مشاغل پاکیزہ عادات:

کتب دینیہ کا مطالعہ آپ کو بہت محبوب تھا سفر و حضر میں کتب کا ذخیرہ آپ کے ساتھ ہوتا دوران سفر بھی آپ فضول گفتگو سے پرھیز فرماتے تھے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے یا کسی دینی علمی کتاب کا مطالعہ کرتے یا پھر تاجدار ختم نبوت ﷺ پر درود و سلام پیش کرتے اللہ کریم نے آپ کو عالمانہ جلال صوفیانہ جمال اور خطیبانہ کمال علی وجہ الکمال عطا فرمایا تھا جب آپ خاموش رہتے تو ہر کسی کو ابتدائے کلام کی جرأت نہیں ہوتی حق گوئی میں آپ کسی کی رو رعایت نہیں کرتے تھے لیکن نادم کی پشیمانی دیکھ کر آپ عیب پوشی کا درس دیتے اور خود بھی اس صفت سے علی وجہ الکمال متصف تھے۔

اکابرین کی اتباع کا شوق:

آپ کے اندر اکابرین کا ادب اصاغرین پر شفقت اور معاصرین کا احترام کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا جو کچھ قرآن پاک اور احادیث مقدسہ کی کتابوں میں روایتوں میں پڑھتے اپنے بزرگوں کے بابت سنتے اس پر عمل کی کوشش فرماتے تھے یہی وجہ ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تصدیق و وفا صداقت و عشق رسول ﷺ کا بیان کتب

احادیث میں مطالعہ کیا۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا عدل و انصاف اعدائے دین پر قہر شاتمان حبیب ﷺ پر غضب و انتقام کو پڑھا۔ سیدنا عثمانِ ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شرم و حیا اصول پسندی دریادلی اور مصطفائے ذات یکتا ﷺ سے وفا کے تابندہ نقوش دیکھے ۔اسد اللہ الغالب مولی علی کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم کی جرأت و بہادری اور دشمن پر وار، اور محمد رسول اللہ ﷺ سے وفاداریاں دیکھی غزوہِ احد کے موقع پر اسد اللہ و اسد رسول اللہ ﷺ دافع الکروب والبلاِ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبل از اسلام دفاعِ محمد ﷺ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور بعد از اسلام جاںثاری و ان کے سامنے جانبازیاں پڑھی بدر و حنین کے عشاق کی وفادار یاں اور کربلا کے امام اور ان کے احباب کی ہر حال میں شریعت مصطفی ﷺ کی حفاظت ملاحظہ کی تو بتدریج رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اخیار اور اہل بیت اطہار کی وفاداریوں کو پیش نظر رکھ کر خود بھی وفا کے رستے چل پڑے

یہی وجہ ہے صدق و عدل و کرم و ہمت یعنی سچائی ، سخاوت، شجاعت، جانبازی اور وفاداری کی ایک عظیم مثال کام کر گئے اور عظیم و جلیل آقایان امت کی یاد کو تازہ فرما گئے۔

جان ہے تو جہان ہے:

معیشت کے استحکام، ملکی اسٹیٹس، اور امنِ عالم کا بہانہ بنا کر اگر کسی نے اس عظیم فریضہ سے لاپرواہی برتی تو آپ نے ہزار مصائب و رکاوٹوں کے بعد بھی یہی پیغام دیا امن عالم معیشت کا استحکام، دشمن پر غلبہ، اور اغیار کو مرعوب کرنا چاہتے ہو تو عزت رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے معاملے میں غیرت کھاؤ اور یہ سب برکتیں اسی وقت ملیں گی جب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عزت و ناموس پر پہرا دو گے۔

سیاسی خدمات:

پاکستان کے بنانے کا واحد مقصد اسلام کی سربلندی، اسلامی احکامات اور شعائر کی آزادی اور مسلمانوں کا ایک تشخص تھا اس کے علاوہ کچھ نہیں اسی مقصد کے تحت پاکستان کی طرف ہجرت کرنے والا مہاجر اس کے لیے لڑ کر جینے والا غازی اور وطن کی حفاظت کے لیے جان دینے والا شہید ہے۔

پاکستان بنانے والے عاشقان رسول ﷺ و علمائے اہلسنت قائد اعظم کے شانہ بشانہ رہنے والے فکر رضا کے پروردہ افراد ہی تھے جن کا مقصد صرف اسلام کی بالادستی تھی یہی وجہ ہے ایک موقع پر جن علما نے یک زباں ہو کر کہا تھا:

اگر مسٹر جناح مطالبہ پاکستان سے دستبردار بھی ہو جائیں تو ہم پاکستان بنا کر ہی دم لیں گیں

ان بزرگوں کا خلوص اتنا تھا کہ پاکستان کی وزارت صدارت اور سیاسی معاملات میں مداخلت تو دور کی بات یہاں سکونت پذیر بھی نہیں ہوئے اور واپس حجرہ نشین ہو کر عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ علم دین اور خلق خدا کی خدمت میں مشغول ہو گ ئے ۔جبکہ یہاں پاکستان مخالف علما مذہبی باگ ڈور پر قابض جبکہ دین بیزار سیکولرز طرز کے لوگ سیاسی میدان کے شہ سوار بن گئے جس کا نتیجہ آہستہ ہمارا پیارا وطن اپنے مقصد قیام سے بہت دور ہوتا چلا گیا احکامات کو مساجد اور دین کو مدارس کی چار دیواری کے اندر ہی محدود کرنے کی ہر ممکن کوشش ہوئی یہاں تک کہ جس روٹ پہ چل کر ہم اسلام کی بالادستی اور مصطفائے ذاتِ یکتا ﷺ کے نظام کو عملی طور پر ملک میں رائج کر سکتے تھے اس شعبے کو ہی دین سے الگ اور دین دار طبقے کو اس سے جدا کر دیا گیا دین کی حکمرانی تو دور کی بات دینی امور پر بات کرنا ہی پسند نہیں

کی جاتی اور صاف سیکولر ازم کا اقرار ہونے لگا اور پاکستان کو بھی اسی طرف لے جانے
میں کوئی ی قصر نہ چھوڑی گئی لوگوں کو محض دنیا کا بندہ ہی بنا کر رکھا

کوئی روٹی سستی، کوئی مکان بارعایت، کوئی کپڑا موسم کے مطابق، کوئی صاف پانی صحت
حفظان صحت کے مطابق، کوئی رواں سڑکیں تمام چلتی شاہراہوں پر، کوئی اقلیتوں کے
حقوق کے نام پر شراب و کباب اور عریانی و بد نگاہی کے مراکز کے قیام کے دلاسے دیتا
رہا تو دوسری طرف لباس خضر میں موجود موروثی ووٹروں کے بدولت ہر حکومت میں
ان کے مخالفوں کے ساتھ بیٹھ کر اپنا مفاد پانے کے لیے کوشاں ہوئے کوئی دین کا کام یا
امور دین میں آسانی کا سامان، تو بہت دور کی بات دین کی بقا ناموس رسالت ﷺ اور
ختم نبوت ﷺ پر جو ٹھوس کام اہلسنت کے سنی علماء نے اسمبلی میں کیا تھا اس پر بھی ان
کی حمایت سے پانی پھیرنے کی ناکام کوشش ہو گئی۔۔۔

ایسے وقت میں دینی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مرد حق آگاہ قلندرِ زماں
فیض یافتہ مجدد سرہند پروردہِ فکرِ شاہِ بریلی علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالی
علیہ نے باوجود بیماری اور معذوری کے صدا لگائی کہ

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

اسلام کا نظامِ حکمرانی اور رسول اللہ ﷺ کی سیاسی بصیرت بیان کر کے موجودہ چنگیزیت کے خاتمے کے لیے اسلامی طرزِ سیاست کو اجاگر کیا بہت محدود وقت میں جگہ جگہ اپنے امیدوار کھڑے کئے کم وقت، محدود وسائل اور چاروں طرف سے رکاوٹوں کے باوجود جو سرکاری اعلان ہوا وہ تیئس لاکھ اسی ہزار ووٹ کا ہوا حقیقت یقینا اس سے بلند و بالا تھی اس معاملے میں بھی آپ کو نظر انداز کیا گیا لیکن آپ نے نہ مفاد دیکھا نا معاملات بس ایک ہی دھن دین تخت میں آنا چاہیے بس۔۔۔ ووٹ کے لیے آپ نے نہ بلند بانگ دعوے کئے نہ سیاسی امیدواروں پر کیچڑ اچھالے نہ عوام کو روٹی کپڑا امکان نوکری بہتری کا سبز باغ دکھایا نہ ترقی کے سنہرے خواب دکھائی بلکہ آپ کا ایک ہی نعرہ تھا برادری، رنگ، نسل، قومیت اور دنیاوی مفاد کے نام پر ۷۰ سال سے ووٹ دیتے آرہے ہو تمہیں سہولیات تو دور کی بات ضروریات تک حاصل نہیں کرنے دیا جاتا اب ایک بار حضور کے دین کے نام ووٹ دو اور بس ایک ہی نعرہ آیا آیا دین آیا، بس دین تخت پہ لانا ہے اب حکمرانی منتخب افراد نہیں محمد عربی ﷺ کے دین کی ہو گی آپ ایک کی برکت بتاتے کہ:

جب دین تخت پر آئے گا ہر مسلم عزت پائے گا

غیر مسلموں کے بابت ایک سوال کے جواب میں کہا: جو حقوق ذمیوں کو اسلام نے دیئے وہ کسی اور نے نہیں دیئے۔

الحمدُ للہ آپ کی محنت اور استقامت کی برکت ہے۔

ہمارے ایوانِ اقتدار لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداوں سے گونج رہے ہیں
میرا رب قادر ہے اسی حیات میں اس ملک میں دین کی حکمرانی دکھادے آمین

الحمدُ للہ آپ نے اپنی ابتدائی عمر سے ہی ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھرپور جدوجھد کی جس کی پاداش میں آپ کو پابند سلاسل کیا گیا چار مختلف حکومتوں کے ظلم و استبداد کا سامنا کرتے ہوئے آپ نے اسیری کی سنت زندہ کی دوران اسیری آپ کو طرح طرح کی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا آخری بار جب ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سرپرستی کے خلاف آپ نے آواز اٹھائی فیض آباد کا معرکہ سر کیا ملک گیر ہڑتال کے ذریعے حکومت کو باور کروایا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے یہاں گستاخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت ہرگز قبول نہیں کی جائے گی جس کے بعد آپ کو اطمینان دلاکر دھرنا تو ختم کرادیا گیا مگر کچھ ماہ بعد بڑے پیمانے میں آپ اور سنی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے داران کارکنان کے خلاف بدترین کریک ڈاؤن ہوا آپ کو بھی نہایت بے دردی

کے ساتھ گرفتار اور اذیت ناک اسیری کا سزا دی گئی۔ آپ کی ٹانگیں ایک ٹریفک حادثے کے سبب ایکسیڈنٹ سے متاثر ہوئی جس کے بعد آپ ویل چیئر استعمال کرتے تھے نقل و حرکت کے لیے بھی کسی سہارے یا خادم کو شرف خدمت بخشتے تھے آپ خود فرماتے ہیں میں زمین پہ زیادہ دیر نہیں بیٹھ پاتا ہوں لیکن عشق رسالت ﷺ وفائے حبیب ﷺ کے لیے آپ نے مسلسل چھ ماہ یخ ٹھنڈی زمین پر بغیر کمبل و گرم کپڑوں کے گزارا جس بیرک میں آپ کو رکھا گیا اس کی دیواروں سے بھی پانی رستا تھا دوران اسیری آپ ہوسپٹلائز بھی ہوئے مگر دعویٰ عشق کا بھرم باقی رکھا ان حالات میں بھی آپ نے نہ گھبراہٹ کا اظہار کیا نہ پشیمانی کا یہ معاملات آپ مسکراتے ہوئے اپنے خطابات میں بتاتے اور پھر فرماتے:

"اے لوگوں میں پھر بھی نہیں مراہمت کرو دیکھو میں تو خود پانی بھی نہیں پی سکتا مگر ڈٹا ہوا ہوں یہ کام صرف میرا یا لبیک والوں کا نہیں جس نے بھی حضور ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے یہ کام ہر اس بندے کا ہے"

آپ نے جن حالات میں تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا علَم اٹھایا اس وقت محافظین ناموس رسالت ﷺ اپنی اپنی ذمے داری اور آقا ﷺ کی بارگاہ میں وفا داری پوری کرکے صاحب مزار یا پھر بڑھاپے علالت کے سبب صاحب فراش تھے

ایسے وقت میں امیر المجاھدین نے ہر محافل میں عشق رسالت ﷺ کی بات کی کراچی ، خیبر ، پشاور و سرحد ہر جگہ اپنے شاگردوں کے ذریعے اپنا دھکڑا رکھا اور عزت رسول ﷺ کی بات کر کے وفاداریِ رسول ﷺ کے جزبے کو بیدار کیا۔

الحمدُ للہ کراچی میں آپ کی آواز بہت جلد اس کے کونے کونے میں پہنچی

بلند ہمت علمائے کرام نے آپ پر اعتماد کا اظہار کیا اور عوام اھلسنت کو مشن رسالت ﷺ کے لیے ساتھ دینے کی ترغیب دی تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی آواز کو منظم اور پر اثر کرنے کے لیے خصوصا کراچی کے علما خطبا ائمہ ہ اور رضا کاران رضا کی ایک میٹنگ بہار شریعت مسجد میں ہوئی جس میں شدید علالت کے باوجود بھی مرد مومن مرد حق حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی علیہ الرحمہ بھی آئے اور بولنے کی سکت نہ ہونے کے باوجود عشق احمد ﷺ میں جل کر کباب بنے قلب و جگر سے ناموس رسالت ﷺ کی اس تحریک کے لیے کام کرنے کا ذھن دیا اور اس معاملے میں امیر المجاھدین کے بابت فرمایا:

اس معاملے میں یہ ہمارے امام ہیں ہم ان کے پیچھے چلیں گیں

شاہ صاحب قبلہ مزید لکھتے ہیں:

ان حالات میں پنجاب میں علامہ خادم حسین رضوی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث) تحفظ ناموس رسالت کے لیے سرگرم عمل ہیں. آپ ماہنامہ "العاقب" شائع کرتے ہیں اور ملک بھر میں تقاریر کے زریعے فکر رضا یعنی تحفظ ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیتے ہیں.

آپ فرماتے ہیں:

آدمی دلیر اُسی وقت ہوتا ہے جب اُس کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم راسخ ہو جائے...

اب ہر موڑ پر ناموس مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بات ہو گی اور وہ بھی سینہ تان کر ہو گی...

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے معاملہ میں معذرت خواہانہ رویہ کسی مومن کو زیب نہیں دیتا"

حضور پر نور تاج الشریعہ بدر الطریقہ سیدی وسندی مولائی و مرشدی الشاہ محمد اختر رضا خان الازھری علیہ الرحمہ کی بھی آپ کو بھرپور حمایت حاصل رہی....

فقیر بے توقیر نے مرشد بر حق کی صحبت اٹھائی ملفوظات سنے مزاج پڑھے اور پھر امیر المجاھدین کی خدمت میں بھی حاضری دی خطابات سنے فقیر نے دونوں کے

مزاج میں ہم آہنگی پائی مرشد بر حق نے بھی جب تک ہمت رہی ہند میں رہتے ہوئے بھی غیرت و عزیمت کی راہ کو نہیں چھوڑا کبھی مداھنت اور دینی معاملات میں کمپر ومائز کی صورت کی اجازت نہیں دی بلکہ حضرت صاف فرماتے تھے:

شریعت کی حفاظت کے لیے اگر تمہارا حق دبایا جارہا ہو تو خاموش مت بیٹھو احتجاج کرو احتجاج

عرض کی جاتی حضور.....!!! مدارس / خانقاہیں / مساجد بند ہو جائیں گی تو دو ٹوک فرماتے جب دین ہی نہیں بچے گا تو مدرسہ کھول کے کیا کروگے..... ؟؟؟

امیر المجاھدین فنافی خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کے قابل فخر خلیفۂ برحق تھے احادیث شریفہ کی اجازت و اسناد بھی آپ کو عطا فرمائی تھی آپ نے اسی سلسلہ قادریہ رضویہ میں مرید فرمایا کرتے آپ کی حیات شریفہ میں جب علامہ رضوی کو گرفتار کیا گیا تو حضور تاج الشریعہ مدینہ شریف میں تھے بہت فکر مند ہوگئے بار بار اپنے میزبان اور خادم برادر طریقت بھائی عرفان رضوی سے پوچھتے کہ پاکستان فون کرو پتہ کرو مولانا رہا ہوئے۔۔۔؟

(یہ بات بتا کر امیر المجاھدین آبدیدہ ہوگئے)

امیر المجاھدین بھی اپنے شیخِ اجازت کی محبت کو بیان کرتے اور ان کی دعاوں کا تذکرہ فرماتے جس پر ان کے شورٹ کلپس موجود ہیں

ایک صحافی نے پوچھا آپ کے نام کے ساتھ جو رضوی لگا ہوا ہے یہ تو ہمیں پتہ ہے آپ شیعہ نہیں ہیں تو یہ کہاں سے آیا۔۔۔؟؟؟

امیر المجاھدین رحمۃ اللہ علیہ نے برجستہ جواب دیا:

اعلی حضرت سے محبت کی وجہ سے اور اعلی حضرت کے خاندان سے مجھے خلافت بھی ہے مولانا اختر رضا صاحب سے اور انھوں نے مجھے اپنی سند حدیث بھی عطا فرمائی ہوئی ہے

پیارے قارئین...!!!

آپ کے اعلی حضرت سے محبت اور ان کا پڑھایا ہوا سبق غیرت عشق مصطفی ﷺ کی تبلیغ و تعلیم امیر المجاھدین کی پہچان ہے اور ان کی زندگی کا نصب العین بھی۔۔۔

آپ اپنے مقاصد دوٹوک بیان کرتے ہوئے اعلان فرماتے تھے:

لبیک کا صرف اتنا ہی مقصد ہے کہ پوری امت در رسول ﷺ تک پہنچ جائے

بس

آپ اپنے خطابات میں بر محل امام احمد رضا کے اشعار خطابات میں فتاوی رضویہ کے اقتباسات بڑی روانی اور پابندی سے بیان فرماتے تھے

آپ کی خوبصورت آواز میں فتاوی رضویہ کا خطبہ برجستہ بلا اٹک خوبصورتی سے پڑھنا فی الافاق مشہور ہے آپ مختلف مواقع پر جب اعلی حضرت کے اشعار پڑھتے اور عزت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کرتے اور نسبتوں کے علاوہ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت و عظمت کی ہی بات کرنے کا درس دیتے تو بعض اوقات کیفیت بدل جاتی مجمع ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگتا روتے روتے لوگوں کی ہچکیاں بندھ جاتی اور آپ بھی دیوانہ وار درس ایمان وجہ حلاوت ایمان بزبان امام احمد رضا خان کی تکرار کرتے کہ

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

لله الحمدمیں دنیا سے مسلمان گیا

اسلام کے نام پر بنے ملک میں ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین کے کے لیے راہیں ہموار کرنے کی جب کوشش کی گئی۔۔۔

اغیار سے قرضہ لینے کے لیے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے حساس معاملے میں خاموشی اختیار کی گئی۔۔۔

صرف یہی نہیں صاحبان جبہ و دستار ارباب مسند و محراب بھی خاموش رہے

عوام مہنگائی ی بے روز گاری معاشی عائی لی معاملات کا بہانہ بنا کر اپنے دنیا میں مگن رہی---

تو آپ نے اغیار کے آلہ کاروں کو للکارا---- صاحبان جبہ و دستار کو جھنجوڑا ---- ارباب مسند و محراب کو ان کی ذمے داری یاد دلائی اور ان کو دعوت فکر دی کہ

(تم کیا سمجھتے ہو)

(نعت خوانوں---!!)

نعت پڑھ کے دین سے فارغ ہو کے بیٹھ جاوگے

(علمائے کرام---!!!)

مولوی تقریر کر کے فارغ ہو کے بیٹھ جائے گا

(اے امت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم---!!!)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی پانچ نمازیں پڑھ کے فارغ بیٹھ جائے کہ میں دین کا کام کر بیٹھا

(دعوت فکر----!!!)

نمازیں تو تم نے اپنے واسطے پڑھی ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تم نے کیا کام کئے۔۔۔۔؟؟؟؟

حج تو تم اپنے واسطے کرتے ہو عمرہ تم اپنے واسطے کرتے ہو لڑکے کی شادی تم اپنے واسطے کرتے ہو کوٹھی تم نے اپنے واسطے بنائی زمینیں تم نے اپنے واسطے خریدی۔۔۔

دس..!!رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دی ناموس واسطے کی ڑاکام کی دیئے

بتاؤ۔۔۔!!!

تم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لیے کیا کام کیا۔۔۔؟

آپ کی محافل کا رنگ ہی الگ ہوتا تھا جب آپ عشق رسول اور عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات سناتے تو مجمع کی کیفیت عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو جاتی غیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذھن بنتا اور عزت رسول کی بات سر جھکا کر نہیں سینہ تان کر کرنے کا شعور دوبارہ اجاگر ہوتا چلا جاتا دوران بیان جس دلیری اور جرأت سے آپ اپنا پیغام دیتے وہ انداز آج بھی خواب غفلت سے بیدار کرنے والا ہے آپ نے اپنے گھر کے بچوں کو بھی یہی درس دیا جو باہر عوام کو سکھایا آپ فرماتے ہیں: میں اپنے بیٹے / بیٹیوں کو گھر میں جمع کر کے پیسے دیکر یہ واقعات سناتا ہوں۔

علامہ رضوی کی بے مثال خدمت:

لبیک یارسول اللہ ﷺ کا نعرہ اھل اسلام کی پہچان ہے مشکل میں یا محمداہ کی ندا اصحاب رسول ﷺ کا طریقہ ہے لیکن ایک مخصوص انداز اور الفاظ کے ساتھ جو اس دہائی میں بچے بچے کی زبان پر اس طرح جاری ہے کہ

لبیک لبیک لبیک یارسول اللہ

وہ علامہ خادم حسین رضوی صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ کی خدمات و جذبات کی قبولیت کی نشانی ہے اس نعرے نے جہاں بیگانوں کی نیندیں اڑا دی وہیں ان کے اپنے نما ہم نواوں کی چبھن بھی ظاہر کر دی کچھ صاحبوں نے ادب کے نام ہر بغض اور اپنی خباثت کو چھپاتے ہوئے کئی مقام پر اس سے روکنے کی ناکام کوشش کی مگر یدً بیدٍ (ساتھ ساتھ فورا) منہ کی کھانی پڑی کیونکہ جب یہ نعرہ شروع ہوتا ہے تو نہ زبان رکتی ہے نہ جذبات سستی کا شکار ہوتا ہے بلکہ برجستہ لاکھوں کا مجمع ہر موسم میں لبیک لبیک لبیک یارسول اللہ ﷺ پکارنا شروع ہو جاتا ہے۔اس نعرے کو رائج کروانے میں امیر المجاھدین نے بڑی محنت کی آپ نے قائ دین کے ذاتی نعروں کے بجائے یہ ذھن دیا کہ بس رسول اللہ ﷺ کی بات ہو گی حتی کہ اگر بھرے مجمع میں اگر کسی نے آپ کے نام کا بھی نعرہ لگایا تو فورا روکا اپنی نفی کی اور کہا او بس ایک کی نعرہ

لبیک لبیک لبیک یارسول اللہ ﷺ

یہی وجہ ہے آپ جہاں بھی گئے، جس سے بھی بات کی، جس جگہ بھی خطاب کیا، سامعین نے لبیک کہا اور دل و جان سے بے لوث آپ کے ساتھ ہوئے

آپ اپنے محبین کو فقط اللہ تبارک وتعالی اور رسول اللہ ﷺ کی رضا کے خاطر کام کرنے ساتھ جڑنے کا درس دیتے کسی مفاد کے پیش نظر ساتھ چلنے والوں کو لوٹ جانے کا فرمان رفقاء کے نام پیغام میں اکثر یہ شعر پڑھتے:

یہ سفر ہے کوئے جاناں یہاں قدم قدم بلائیں

جنہیں زندگی ہو پیاری وہ یہیں سے لوٹ جائیں

آپ کے جذبہ صادقہ کو قبول فی الارض حاصل تھا خلق اس عظیم مقصد کے لیے آپ کی طرف راغب ہوئی آپ جدھر بھی گئے عاشقان رسول ﷺ کا سمندر امنڈ آیا

الحمدُ للہ دعوی عشق رسول ﷺ اور تبلیغ وفاداریِ رسول ﷺ کا درس نہ صرف زبانی دی بلکہ مصائب و آلام جبر و ظلم کے پہاڑ سہ کر بھی آپ اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہٹے حالانکہ آپ کے ساتھ شریک کئی قائدین معذرت خواہی کر کے دستبردار ہو گئے مگر امیر المجاھدین ڈٹ کر کھڑے رہے ہر ظلم کا جواب صبر وواستقامت اور ہر الزام کا جواب مسکراہٹ کے ساتھ دیا آپ ہمیشہ حکمرانوں، طاقت کو گستاخوں کی حمایت میں

استعمال کرنے والوں کو باز رہنے کا درس دیتے ہوئے بڑے جلال میں اکثر برسرِ جلسہ یہ پیغام دیتے۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانے تو قیامت میں اگر مان گیا

آپ اکثر اپنے خطابات میں اعلی حضرت کے اشعار سامعین سے بار بار پڑھواتے تھے گویا درس وفا کا سبق بزبان رضا بتاتے پڑھاتے اور یاد کرواتے تھے ایک مرتبہ ربیع الاول شریف میں جمعۃ المبارک کے اجتماع میں ذکر رسول ﷺ روکنے، فضل رسول ﷺ کاٹنے، عیب کے جویاں رہنے والے ہر طبقے میں موجود مردک لوگوں کو پر جلال دوٹوک جواب دیا اور پورے مجمع کو یہ جواب یاد کروادیا کہ:

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہوجائیں جل جانے والے

حب رضا وسیلہ ہے حب رسول ﷺ کا، غیرت عشق مصطفی ﷺ فکر رضا کا تقاضہ، نسبت رضا کی معراج مصطفی ﷺ پر ہر شئ فدا کرنا حتی کہ جان دے کر بھی عاجزی

انکساری اور بے بسی کا اظہار کرنا کہ بس ایک جاں نہ نہ دو جہاں فدا دو جہاں وار کر بھی تسلی نہ ہوئی مگر اب مجبور ہیں کروں کیا کروروں جہاں نہیں۔۔۔

عشق نبی کا جام جو بدست رضا ملا
چکھا جو ایک بار تو پیتا چلا گیا

(شاہِ تاباں قادری)

اسی لیے امام احمد رضا کی نسبت محبت اور ان کے درد دل کے حصول کے لیے نظم و نثر کے ذریعے عشق حق کے گہرے سمندر میں اترنے والے بابا رضوی کو۔۔۔

فتاوی رضویہ، تصانیف رضا، کتب و مخطوطات رضویہ کا گہرا مطالعہ سفر کوئے جاناں کے لیے تیار کر کے نکھرا ہوا سونا بنا چکا تھا آپ اکثر اپنے خطابات میں مافی الضمیر کو سمجھاتے ہوئے اشعار رضا بیان کرتے لوگوں کو مصطفائے ذات یکتا صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا بطرز رضا کرنے کی ھدایت فرماتے شاید ہی کوئی خطاب، بات یا گفتگو ہو جس میں آپ نے اعلی حضرت کے طرز کی پیروی یا تحریرات رضا کے اقتباس کے ذریعے کوئی پیغام امت کے نام نہ دیا ہو آپ تحدیث نعمت کے طور پر فرماتے تھے:

لوگ کہیں گے کہ لکھا امام احمد رضا نے ہے اور پڑھا مولوی خادم نے۔

ادب بارگاہ رسالت ﷺ کے حوالے سے آپ کی نصیحت تھی:

ادب جسے سیکھنا ہو وہ اعلی حضرت بریلوی سے سیکھے

آپ کی خدمت میں ایک بار الحاج قاری تسلیم رضا خان بن علامہ ریحان رضا خان بن سیدنا ابراھیم رضا خان بن سیدنا حامد رضا خان بن اعلی حضرت امام احمد رضا خان نے آپ سے ایک ملاقات میں کہا:

ہمارا پورا خاندان آپ کا ممنون ہے.

امیر المجاھدین فرماتے ہیں:

"انھوں نے مجھے رلا دیا میں نے ان سے جس سے مٹی امام احمد رضا گزر کر گئے میں تو اس مٹی کو بھی چومتا ہوں"

آہ ....!!! یہ صدمہ نہ سہا گیا:

فرانس کی طرف سے حالیہ گستاخی اور سرکاری سطح پر اس کی پذیرائی کے خلاف آپ نے سخت قدم اٹھایا ملک گیر احتجاج شروع کیا عوامی سطح پر فرانس کے پروڈکٹ کے بائکاٹ کا ذھن بنایا اور گستاخِ رسول ﷺ کے مرتکبین کو کیفر کردار تک پہنچانے کا نبوی ﷺ سبق بچے بچے کو ازبر کروادیا اور اب الحمد للہ پاکستان کے بام ودر ہر مرد وزن صبی وشاب برملا یہ کہہ رہا ہے

فرمان ہے میرے رسول اللہ ﷺ کا:

[من سب نبیا فاقتلوہ]

اس ملک کے بام و در اس گرج دار آواز سے گونج اٹھی اغیار کے دیش میں بھی کہرام بپا ہو گیا لیکن افسوس موجودہ حکومت نے محظ رسمی زبانی احتجاج پر ہی اکتفا کیا مگر آپ نے ناموس رسالت ﷺ ملین مارچ میں علی الاعلان متنبہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس اور اسلام کی سربلندی کے کام اپنے منصب کے مطابق کرو صرف مزمت اور تکلیف ہونے کا اعلان تو ہم جیسے فقیر کے لیے ہے کہ ہمارے پاس ایٹم بم میزائل نہیں گستاخ ملک کے سفیر کو ملک بدر کرنا ہمارے اختیار میں نہیں تم اپنے منصب کے مطابق دفاع کرو ان کے پروڈکٹس کا سرکاری سطح پر بائکاٹ اور ان کا سفیر باہر نکالو یہ تو بہت چھوٹا مطالبہ ہے اصل مطالبہ یہ ہے کہ گستاخی کرنے اور گستاخِ رسول کے حامی ملک کے خلاف اعلان جہاد کرو اپنے میزائل کے رخ ان کی طرف کر دو۔

اس کو دشمن جانتا ہوں جو مجھے سمجھائے ہے:

لیکن افسوس اس مرد جری کی آواز پر لبیک کہنے کے بجائے ان کی راہیں مسدود کی گئی۔۔۔

ان کے پر امن ناموس رسالت ﷺ مارچ پر گولیاں اور کئی دنوں تک وقفے وقفے سے شیل فائر کئے گئے لیکن علالت اور کئی دنوں سے زیر علاج رہنے کے باوجود آپ نے اس کی بھرپور قیادت کی ۱۰۴ بخار کے باوجود عاشقان رسول ﷺ کے درمیان آئے اپنی بیماری کا اظہار نہ ہونے دیا بالاخر حکومت نے ظلم وجبر کے بعد بھی جب ناموس رسالت ﷺ کے لیے عشاق کے جذبوں اور ولولوں کو دیکھا تو گھٹنے ٹیک دیئے اور مذاکراتی ٹیم کے ذریعے علی صدرالقرطاس لکھ کر دیا کہ ہم آپ کے مطالبات اسمبلی کے ذریعے منظور کرواکر نافذ العمل بنائیں گے معرکہِ فیض آباد ۲۰۲۰ کے اختتام پر جو آپ نے اشارے دئ یے وہ بعد میں سمجھ آئے جو ارشادات آپ نے فرمائے وہ ہمارے لیے واجب العمل نصیحت بھی ہے اور وصیت بھی۔۔۔ آپ نے اس دنیا میں بافیض زندگی گزاری غیرت عشق کی بیداری میں تجدیدی کارنامے انجام دیئے جن کی آواز کو بڑے شوق سے زمانہ سن رہا تھا آہ۔۔۔!!!

داستاں کہتے کہتے آپ ہی خاموش ہوگئے ذکر حبیب ﷺ میں دنیا سے جاتے وقت جان لینے کو دلہن بن کے قضا آگئی آہ۔۔۔!!!

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب

کے تحت آپ اپنے آقائے نامدار تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سرخرو ہو کر حاضر ہو گئے ناموس مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بے چین رہنے والا جان دیکر چین سے سو گیا

تیرے دامنِ کرم میں جسے نیند آگئ ہے

جو فنا نہ ہوگی ایسی اسے زندگی ملی ہے

مرشد برحق حضور تاج الشریعہ مرشدِ اجازت امیر المجاھدین مفتی محمد اختر رضا خان الازھری رضی اللہ عنہ کے اس قول کی تصدیق ان کے جنازے نے کی کہ "کچھ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جیتے جی مر جاتے ہیں ان کا حال یہ ہے کہ مر کر بھی امر ہو جاتے ہیں"

داغ عشق نبی لے چلو حشر میں

یہ پتہ ہے بہت رہبری کے لیے

کروڑوں عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھوں پر سوار ہو کر خادم حسین سوئے مرقد چل دیئے۔

الوداع في أمان اللہ في أمان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم جاؤ خدا حافظ

اے امیر المجاھدین۔۔۔۔!!!اے مرد حق آگاہ.....!!!

اے ختم نبوت کے پہریدار۔۔۔!!!اے عشق رسالت کے سفیر۔۔۔!!

اے وفائے حبیب ﷺ کے داعی۔۔۔!!! اے غیرت عشق محمد ﷺ کے نقیب ۔۔۔!!!اے ناموس رسالت کے محافظ۔۔۔!!!

اے کربلائے عصر کے سپہ سالار۔۔۔!!!اے مشن رضا کی لاج۔۔۔!!

اے آبروئے بریلی۔۔۔۔!!!اے فقر حسینی کے آئنہ دار۔۔۔!!!

الوداع۔۔۔۔۔۔الوداع۔۔۔۔۔۔۔الوداع

جب رسول اللہ ﷺ مسکراتے ہوئے اصحاب کی جھرمٹ میں تم راضی ہو کر ملیں امام ابو حنیفہ اور غوث اعظم گلے لگائیں امام احمد رضا فخر سے سینے لگائیں میرے آقایان نعمت کو میر اسلام کہنا۔۔۔۔

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

ان شاء اللہ محشر کے میدان میں جب قدسیوں کے ساتھ مل کر مصطفی جان رحمت ﷺ پہ لاکھوں سلام پڑھا جائے گا شاہ اختر حضرت وجاہت کے ساتھ اس انجمن میں ملاقات ہوگی بس ایمان و سنیت کی حفاظت اور رضا کی نسبت نبی ﷺ کی الفت سلامت لے کر قبر میں جانے کی دعا کرنا۔

امیر المجاھدین تحفہِ امام احمد رضا یاد گار مجدد الف ثانی و فخر بریلی محافظ ناموس رسالت ﷺ سپہ سالار تحریک ختم نبوت ﷺ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ جس نہج سے زندگی گزار کر گئے ہمیں چاہیے اسی کو مشعل راہ بنا کر خود بھی اس شرف سے مشرف ہوں اور یہی ان کی آرزو تھی آپ فرماتے ہیں:

میری آخری بات تمارے سامنے ہے تم سب کے سامنے میرے ایک آرزو ہے۔۔۔

حضور ﷺ سے اتنی محبت ضرور کر کے جانا کہ جب

روح میری پیراہن خاکی سے نکلی

تو روزے سے آواز آئے او میرا فقیر آیا

(پھر جب قبر کی پاتال میں اتار دیئے جاو نکیرین آئیں سوالات کریں)

جب فرشتے قبر میں پوچھے (محبوب رب اکبر ﷺ کے بارے میں کہ یہ کون ہیں۔۔۔۔؟)

تو میرے آقا ﷺ خود فرمادیں جانے دو یہ اپنا ہی ہے

عاجزانہ گزارش:

امیر المجاھدین حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مقصد پر نظر رکھنے والے تھے شخصیات کو مقصد پر ہی اپناتے یا دور کر دیتے تھے بلکہ شخصیات کو بھی

مقصد ہی کے پیش کرتے وہ مقصد تھا ہر شخص اپنے حیثیت کے مطابق عزت رسول ﷺ کی بات کرے اور ناموس رسالت ﷺ پر پہریداری کرے جو بھی اس کام کی سعادت سے مشرف ہوتا آپ اس کے ساتھ ہوتے اور جو لیت و لعل سے کام لیتا آپ اسے اس کی ذمے داری یاد دلاتے مسلک اھلسنت المعروف مسلک اعلی حضرت کے مطابق ہی گستاخ رسول ﷺ کا قلع قمع اور ناموس رسالت ﷺ اور اسلامی شعائر و احکام کی حفاظت ہوسکتی ہے اس بات کو ناممکن سمجھنے والوں کے لیے امیر المجاھدین ناموس خاتم النبین ﷺ کے پہریدار حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی کی بافیض انقلابی حیات اس بات حجت و دلیل ہے آپ نے نہ صرف ہر باطل سے جدا ہو کر بلکہ حق و باطل کی آمیزش پسند لوگوں سے بھی صرف نظر کر کے جو عظیم کارنامہ انجام دیا وہ اس بات پر بین دلیل ہے کہ رضا کی روشن روش پر ہی حفظ ناموس مصطفی ﷺ ہوسکتا ہے۔

حفظ ناموس رسالت کا جو ذمے دار ہے

مسلک احمد رضا خاں پائندہ باد

میں نے حضرت صاحب کے سامنے پرانی یادوں ان کی صحبت بابرکت کے تذکروں اور ان کی شفقت و محبت کے سائے میں بیٹھے لمحات کا یہاں تذکرہ نہیں کیا حالانکہ ان

یادوں کا دریا ذھن و فکر میں چھایا ہوا ہے بس مدعا عرض کرنے کے لیے ایک واقعہ نقل کرتا ہوں:

بہار شریعت مسجد کے اندرون خانہ ایک تربیتی نسشت میں بلکل حضرت کے قدموں کو تھامے ویل چیئر سے مس ہوئے حاضر تھا آپ نے ایک واقعہ سنایا:

جب مجھے پولیس والے پکڑ کر لے کر گئے تو مجھے اس بیرک میں رکھا جہاں لال بیک چوہے اور دیگر حشرات آتے جاتے صاف نظر آتے تھے اس جگہ دس دس بیس بیس قتل کے ملزموں کو رکھا جاتا تھا میں معذور وہی بیٹھا رہتا جھنگوی گروپ کے چند افراد وہاں بند تھے وہ میرے پاس آئے مجھ سے میرا میرا جرم پوچھا میں نے کہ دیا کہ ناموس رسالت ﷺ ریلی کی وجہ سے مجھے گرفتار کرلیا گیا ہے انھوں نے افسوس کیا اور ان حکمرانوں کے لیے غم وغصے کا اظہار کرتے ہوئے مجھ سے ہمدردانہ لہجے میں کہا:

آیئے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں آپس میں اتحاد کرکے ہی ہم اپنے مطالبات منوا سکتے ہیں: امیر المجاہدین کی استقامت کو سلام آپ نے وہاں بھی بڑی جرأت سے جواب دیا: اتحاد تمہاری فکر پر نہیں ہو سکتا اتحاد فکر رضا لبیک یا رسول اللہ ﷺ پر ہی ہو سکتا ہے۔

اس لیے رضا کی روشن روِش اور کامیاب فکر پر عمل کرنے والا یہ روشن طریقہ تمام کے سامنے رہنا چاہیے بد مذھب ہمدردیاں جتانے آرہے ہیں آئندہ بھی آئیں گے مگر یاد رکھیے گا دشمن خیر الوری ﷺ سے دوستی اچھی نہیں۔۔۔

صلح کلی نبی کا نہیں سنیوں

سنی مسلم ہے سچا نبی کے لیے

دردمندانہ فریاد:

امیر المجاھدین فنافی خاتم النبین ﷺ محافظ ناموس رسالت ﷺ حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ جس راہ کے راہی تھے وہ راہ سیدھی شفاعت نگر یعنی گنبد خضرا کے مکین ﷺ کی شفاعت سے مل جاتی ہے وہ جس محاذ کے اس دور میں قائد تھے وہ محاذِ عشق رسول ﷺ تھی اس راہ میں قدم قدم پر بلائیں پل پل خون جگر کے گھونٹھ پی کر بھی لبوں کو سی کر کوئے جاناں سفر جاری وساری رکھنا پڑتا ہے آزمائش یا آسائش، مشکلات یا سہولیات ان تمام سے بے نیاز لقائے یار کے شوق میں چلتے رہنا پڑتا ہے اس لیے اس راہ میں چلنا آسان نہیں مگر اس کے لیے جو رسول اکرم ﷺ کو عقیدہ اھلسنت کے مطابق مانے جانے اور پختہ یقین رکھے مثال کے طور پر اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے جس کا کام کررہے ہیں وہ بے خبر بے اختیار اور

محض عام انسان ہے تو یقین جانیے مسافت طے کرنا تو دور کی بات اس راہ میں قدم رکھنا بھی عبث لگے گا لیکن عقیدہ وہ ہو جو اصحابِ اخیار اہل بیت اطہار ائمہ کبار کا تھا تو یقین جانیے نہ صرف مشکلات سہنا سہل بلکہ جان دینا بھی آسان۔۔۔۔

جیسے : اہلسنت کا عقیدہ ہے جس کی ترجمانی اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ یوں کرتے ہیں:

احمد رضا یہ راسخ عقیدہ رکھتا ہے کہ آقائے کائناتِ دوجہاں علیہ الصلوات والتحیات اپنے امتیوں کے دلی ارادوں نیتوں عزائم خطرات سب سے آگاہ ہیں اس میں سرکار ﷺ کی حیات ووفات کا کچھ فرق نہیں۔

اگر امتی اسی عقیدہ پر پختگی سے یقین رکھے گا تو اس کے لیے راہ عزیمت سہل بلکہ راحت کا باعث ہو گی

تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے پاداش میں جب امیر المجاھدین فنافی خاتم النبین ﷺ کو حکومتی کارندے گھسیٹ کر لے جارہے تھے، بے دردی سے اٹھا کر گاڑی میں پھینک رہے تھے تو آپ ان کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے آپ کی مسکراہٹ پر ظالموں کو تعجب ہوا۔۔۔۔

تو آپ نے مسکراتے ہوئے بڑے آرام سے فرمایا:

تم یہ کام جن کے لیے کر رہے ہو وہ تمہیں نہیں دیکھ رہے مگر جس کی عزت و ناموس کی حفاظت کے جرم میں میرے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ میرے آقا و مولی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مجھے دیکھ رہے ہیں

سبحان اللہ اسی لیے ابن رضا فرما گئے۔

مسلک اعلی حضرت پہ قائم رہو

زندگی دی گئی ہے اسی کے لیے

مسلک اعلی حضرت سلامت رہے

ایک یہ چان دینِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے

آیئے۔۔۔!!! حفظ ناموس مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جو قسم کھائی ہے اس کو نبھاتے چلیں شخصیت کے غم میں مشن نہ دبنے پائے کیونکہ علامہ رضوی اپنا کام کر کے امر ہو گئے۔

اب سیدنا خالد بن ولید، سیدنا ابو عبیدہ بن جراح، نے نہیں آنا یوسف بن تاشفین، شہاب الدین غوری، نورالدین زنگی، صلاح الدین ایوبی، التمش، ظہیر الدین بابر، سلطان ٹیپو نے اب قبر سے اٹھ کر میدان نہیں سجانا امیر المجاہدین اب نکلنے کی کال نہیں

دیں گیں۔۔۔ لیکن تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی غلامی ہو گی ختم نبوت کی پہریداری جاری رہے گی ۔ لیکن کیسے۔۔۔۔۔؟؟؟

لو امیر عزیمت کی آواز سنو۔۔۔

اب کام آپ نے کرنا ہے۔۔۔ ہاں ان کی روحیں آپ کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔۔۔ ان کی دعائیں آپ کی طرف ضرور متوجہ ہو جائیں گی۔۔۔ لیکن کھڑا آپ نے ہونا ہے۔

اللہ پاک امیر المجاھدین کے صدقے ہمیں بھی غیرت عشق رسول ﷺ عطا فرمائے آمین۔

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

مولانا محمد سلیم رضوی صاحب

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند کردار شخصیت تھے اور اولیاء اللہ کی سیرت میں پائے جانے والے تمام اوصاف ہمیں آپ کی ذات میں نظر آتے ہیں۔ سر دست ہم آپ کی سخاوت کی بات کر رہے ہیں۔

اللہ کریم کے فضل سے آپ بے حد سخی اور لوگوں پر عطائیں کرنے والے اور محبت و شفقتوں سے نوازنے والے تھے۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ایسے فنا ہو چکے تھے کہ اپنا ہر قدم سیرت طیبہ کے مطابق اٹھاتے یا یوں کہہ لیں کہ آپ کی عادات و انداز سے اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ جود وسخا کے معاملے میں بھی ایسا ہی تھا کہ آپ نے اپنے عمل سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام ہونے کا حق ادا کر دیا۔

آپ کے ایک خادم جنہیں آپ کی خدمت میں تیرہ سال کا عرصہ گزارنے کا اعزاز ملا وہ کہتے ہیں (خلاصہ و مفہوم کچھ یوں ہے):

"استاذ صاحب کی طبیعت دینے والی تھی، یعنی آپ ہر دم مائل باعطار ہتے، چاہے خادم ہو یا کوئی ملنے آیا ہو، یا کوئی مہمان آجاتا تو اسے نذرانہ پیش کرتے، تحفہ دیتے۔ حتیٰ کہ سفر میں کوئی مل جاتا، کسی عالم دین سے ملاقات ہو جاتی تو ان کو بھی نذرانہ پیش کرتے تھے۔ آپ کا جب ایکسیڈینٹ ہوا اور آپ ہسپتال میں جب ایڈمٹ تھے تو پورے ہسپتال میں آپ کا شہرہ ہو چکا تھا کہ پیر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بزرگ آئے ہوئے ہیں تو بیماری و تکلیف کے اس عالم میں بھی آپ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ وہاں جو بھی آتا اسے آپ کوئی نہ کوئی چیز ضرور دیتے۔ کوئی بھی آتا تو مجھے فرماتے کہ شاپر میں سے فلاں چیز نکال کر،

پیسے نکال کر اسے دے دو۔ اور ایک خاص بات یہ تھی کہ آپ کو جب کوئی نذرانہ پیش کرتا تو نہ آپ لیتے وقت پیسے گنتے تھے اور جب کسی کو دیتے تو اس وقت بھی آپ گن کر نہیں دیتے تھے۔ جیب میں ہاتھ ڈالتے جو ہاتھ آجاتا بغیر گنے دے دیتے۔ (تیرہ سال کے عرصہ میں میں نے آپ کو کبھی پیسے گنتے ہوئے نہیں دیکھا)"۔

آپ کے ایک مرید کا کہنا ہے کہ: "باباجی کسی کا احسان نہیں رکھتے تھے، کسی نے کوئی خدمت انجام دی ہوتی تو اسے کچھ نہ کچھ تحفہ دیتے۔ بلکہ آپ کے پاس جو بھی آتا اسے کچھ نہ کچھ پیش کرتے۔ کسی کو ٹوپی دے دیتے (اور یہ جالی والی براؤن رنگ کی ٹوپیاں آپ بہت تقسیم فرماتے تھے یہ آپ کا انداز تھا کہ یہ ٹوپیاں آپ اپنے پاس آنے والوں کو دیتے تھے) کسی کو عطر دے دیتے کسی کو تسبیح عطا کر دیتے الغرض آپ کی سخاوت کا سلسلہ ہر وقت جاری رہتا تھا۔

خود فقیر نے بھی بارہا آپ کو عطا کرتے اور لوگوں کو نوازتے ہوئے دیکھا۔

2017 میں NA120 کے ضمنی انتخابات میں فقیر بھی اپنے دوستوں کے ہمراہ کراچی سے لاہور حاضر ہوا تھا اور الیکشن کمپین کے دوران بھی آپ جب جلسہ سے لوٹتے تو اپنے خادم سے ہمارے (دوسرے شہروں سے آئے ہوئے لوگوں سے) متعلق فرماتے "ان کو روٹی (کھانا) کھلاؤ" پھر جب ہم ان سے واپسی کراچی جانے کے لئے الوداعی

سلام کے لئے حاضر ہوئے تو باوجود اس کے کہ آپ الیکشن کے نتائج پر دل برداشتہ تھے آپ نے ہم تمام لوگوں کو اپنے ہاتھ سے چاکلیٹ عطا کی۔ اس سے بھی آپ کی طبیعت کا اندازہ ہوتا ہے کہ کچھ نہ کچھ عطا ضرور عطا کرتے تھے چاہے وہ کچھ بھی ہو۔

اسی الیکشن کے دوران ایک جلسہ میں آپ تشریف لے گئے رات کافی ہو چکی تھی یہ ایک بازار میں جلسہ تھا۔ جب آپ اسٹیج پر رونق افروز ہوئے تو اسٹیج سے تھوڑے فاصلہ پر موجود ایک فریش جوس والے نے آپ کے لئے جوس کا گلاس بھیجا۔ جب وہ گلاس آپ کو پیش کیا گیا تو آپ نے اس کارکن سے جوس والے کو بلانے کا کہا. وہ غریب خوش خوش حاضر ہوا دست بوسی کی۔ حضرت بڑی شفقت سے اسے ملے اور ایک ہزار کا نوٹ نکال کر اسے عطا فرمایا۔ اور اس کی گزارش پر تھوڑا جوس بھی نوش فرمایا۔

فقیر کو حضرت صاحبزادہ صلاح الدین صاحب ابن قاری مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب قبلہ امیر المجاہدین والد صاحب قبلہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور میری ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھے پانچ ہزار کا نذرانہ عطا فرمایا۔ اس کے علاوہ بھی جب ملاقات ہوتی بہت کرم فرماتے اور محبتوں سے نوازتے۔

2019 میں مینار پاکستان کے عظیم الشان جلسہ میں جب مولانا جعفر قریشی نے پُر مزاح اور اپنے مخصوص انداز میں تقریر اور اشعار سے سب کو ہنسا دیا اور خوش کر دیا

تو تقریر ختم کرتے ہی حضرت امیر المجاہدین نے انہیں اپنے پاس بلایا اور آپ کی جھولی میں جتنے پیسے تھے (کافیلوگوں نے دوران کانفرنس آپ کو نذرانے پیش کئے تھے) اپنی عادت کی مطابق آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے وہ تمام پیسے اٹھا کر جعفر قریشی صاحب کو عطا کر دئے۔ اتنے بڑا نذرانہ لیتے ہوئے پہلے تو وہ تھوڑا جھجکے پھر انہوں نے لے لیا۔

خود امیر المجاہدین نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا کہ فیض آباد دھرنہ (2017) سے واپسی لوٹتے وقت کثیر لوگوں نے آپ کو نذرانے پیش کئے آپ نے وہ تمام رقم اپنی چادر میں باندھ لی۔ گھر آکر آپ نے وہ پیسے گنوائے تو وہ رقم ۷۵ پچھتر لاکھ روپے تھے. اتنی بھاری رقم آپ نے شہداء کے خاندان اور تحریک کے دیگر مصارف میں خرچ کر دی۔
ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ اس اصول پر کاربند تھے۔

"لاطمع لامنع ولا جمع"

یہ تو آپ کی سخاوت کا ایک مختصر سا جائزہ تھا اب یہ پہلو بھی دیکھیں کہ آپ خود ساری زندگی کرائے کے مکان میں رہتے تھے اور پندرہ ہزار کی مختصر تنخواہ آپ کو مسجد سے ملتی تھی۔ کمال یہ بھی ہے کہ آپ کے لاکھوں چاہنے والے تھے اگر آپ

چاہتے تو شاہانہ ٹھاٹ باٹ سے گزر بسر کرتے، بہت بڑا محل نُما گھر بناتے، بہت بڑی گاڑی میں گھومتے لیکن آپ اس شعر کے حقیقی مصداق تھے:

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج

جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

آپ نے رسول اکرم ﷺ کی سنت کو اختیار کرتے ہوئے انتہائی سادہ زندگی گزاری اور دنیا کی رنگینیوں سے کنارہ کش رہے۔ ان کے کردار کی بلندی اور عظمت کو دیکھ کر بس اتنا کہا جاسکتا ہے کہ

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے۔۔۔۔

علامہ خادم حسین رضوی اپنے ملفوظات کے آئینے میں

مولانا نازش مدنی مرادآبادی

(مرادآباد اترپردیش انڈیا)

امیر المجاہدین استاد العلماء والفضلاء امام الصرف شیخ الحدیث والتفسیر علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان نابغہ روزگار نفوس قدسیہ میں ہوتا جن کیمکمل زندگی ناموس رسالت و عقیدہ ختم نبوت پہ پہرا دیتے ہوئے گزری آپ رحمۃ اللہ علیہ لومت لائم کی پرواہ کیے بغیر تادم مرگ اس مشن کو لیکر کوشاں رہے اور وصال سے چند دن قبل بھی فیض آباد دھرنے میں 103 بخار کی شدید مشقت برداشت کر کے یہ ثابت کر گئے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا غلام جب تک زندہ ہے وہ ناموس رسالت پہ آنچ نہیں آنے دیگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اگر ملفوظات شریفہ کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات بخوبی عیاں ہو جاتی

ہے کہ ناموس رسالت کی محافظت آپ نے اپنی زندگی کا مقصد اصلی بنایا ہوا تھا اور یہ جزبہ آپ کی رگ وپے میں رچا بسا تھا اور کیوں نا ہو آپ دنیا کو یہ پیغام دے گئے۔

انہیں جانا انہیں مانا نا رکھا غیر سے کام

للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

ذیل میں آپ کے کچھ ملفوظات کو ذکر کیا جاتا ہے

• اگر دنیا و آخرت میں عزت چاہتے ہو تو لبیکیا رسول اللہ کا نعرہ لگا دو۔

• ایک جنگ شروع ہو چکی ہے اور یہ ناموس رسالت کی جنگ ہے جو اس جنگ میں پیچھے رہتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے غداری کر رہا ہے۔

• میری داڑھی سفید ہو گئی اور بہت سی کتابیں پڑھیں مگر مجھے ایک بھی ایسی روایت نہیں ملی کہ جس سے پتا چلے کہ جس نے رسول اللہ ﷺ سے 2 نمبری کی ہو وہ بچ گیا ہو۔

• اسلام قربانیوں کا نام ہے چیخنے چلانے کا نہیں۔

• اگر ہم فیض آباد میں جل کر راکھ بھی ہو جاتے تو حضور ﷺ کی ختم نبوت کے مقابلہ میں ان چیزوں کیکوئی بھی اہمیت نہیں۔

• جس کے پاس 4 پیسے آجاتے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ ایسی امیری سے انسان غریب ہی بہتر ہے۔

• لبیک کا نعرہ سیاسی نہیں اس سے بڑھ کر اسلام کا نعرہ ہیکوئی نہیں دو مرتبہ لبیک کا مطلب قیامت تک حاضر ہوں تین مرتبہ لبیک کا مطلب یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں بھی غلام حاضر ہے۔

• اسلام کسی کا قرض نہیں رکھتا اگر کسی نے صرف اسلام کے بارے میں کلمہ خیر بھی کہہ دیا تو اسلام اس جملہ کے صدقے ہزاروں لوگوں میں اسکی تعریف کروادیتا ہے۔

• نوجوانوں! تم اٹھ کھڑے ہوئے تمہارا اٹھ کھڑا ہونا ہی کافی ہے اسلام تمہاری جوانیاں بھی بچائے گا اور تمہاری عزتیں بھی اگر اسلام کے ساتھ چلو گے تو تمہارا نام بھی روشن ہو گا۔

• باتوں سے بات نہیں بنے گی دین نافذ کرنے کے لئے گھروں سے نکلنا ہو گا۔

• میں نے کتنی مرتبہ کہا تھا کہ گنہگار کے لئے معافی ہے غدار کے لئے کوئی معافی نہیں اور غازی کے قاتل تو ناموس رسالت کے غدار ہیں۔

• صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو پیٹ پہ پتھر باندھ کر بھی نماز نہیں چھوڑی اور تم اعلیٰ کھانا کھا کر کہتے ہو کہ دین پر چلنا مشکل ہے۔

• پاکستان کی ترقی ناموس رسالت اور ختم نبوت پہ ڈاکہ ڈال کر نہیں بلکہ تحفظ کر کے ہے۔

• جب رسول اللہ ﷺ کا دین تخت پر ہو گا تو کوئی کسی کا حق نہیں مارے گا۔

• اگر امت مسلمہ ترقی چاہتی ہے تو رسول اللہ ﷺ کی محبت اپنے دلوں میں مزید پیدا کرے۔

• حضور اقدس ﷺ کی تعظیم و توقیر ہر مسلمان پر فرض اعظم بلکہ جان ایمان ہے۔

• بیٹیوں کی عزتوں کی حفاظت تبھی ہو گی جب حضور ﷺ کا دین تخت پر ہو گا۔

• اگر کوئی اسلام کی مدد نہ کرنا چاہے تو اسلام کوئی اسکی مدد کا محتاج نہیں۔ اسلام تو کمزوریوں کو اتنی طاقت دے دیتا ہے کہ وہ ظالموں کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور فتح یاب ہو جاتے ہیں[1]۔

[1] نوٹ: یہ تمام ملفوظات قبلہ امیر المجاہدین قدس سرہ کی شوشل پوسٹوں سے حاصل کیے گیے ہیں۔

علامہ رضوی اپنے ملفوظات کے آئینے میں

خلیل احمد فیضانی

(ترتیب بابا سلمان فیضانی)

عربی کا ایک مشہور مقولہ ہے انما یترشح ما فی الاناء یعنی جس برتن میں جو ہو گا وہی ٹپکے گا یہ مقولہ اپنے عموم کے ذریعے ہر صورت و ہر جگہ پر منطبق ہوتا ہے اسی مقولہ کی روشنی میں جب ہم علامہ خادم حسین صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی گفتار و کردار کا جائزہ لیتے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ ہمیشہ عشق و مستی وفاداری و خودداری صدق و وفا جواں مردی و شجاعت عاجزی و انکساری صبر و تحمل کا ہی درس دیتے ہوئے نظر آتے ہیں اس سے عقل مند آدمی باسانی پتہ لگا سکتا ہے کہ جب وہ غیروں کو ان اوصاف حمیدہ کا خوگر بنانا چاہتے تھے تو وہ خود ان خوبیوں سے کس قدر متصف رہے ہوں گے صاحب

البیت ادری بمافیہ کے تحت خود انہی کی زبانی ان کے اقوال و فرمودات کو پڑھتے ہیں اور ان اوصاف جمیلہ کو اپنے ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۱. اقبال کہتا ہے عقل دیکھتی ہے کل کیا ہوگا پرسوں کیا ہوگا پیسے کہاں سے آتے ہیں عاشق صرف یہ دیکھتا ہے میرے صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت کس بات میں ہے۔

جب ہم بابا صاحب کی زندگی کو پڑھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اپنی ساری زندگی علامہ اقبال کے اس قول پر عمل پیرا ہو کر گزاری آپ کی اس سے بڑی سعادت مندی اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ کی پہچان ہی عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کا مقصد ہی تحفظ ناموس رسالت بنا دیا تھا اور ساری زندگی اس پر عمل پیرا رہے اعلی حضرت کا یہ شعر ہمیں ان کے مقصد زندگی کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوگا کہ

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

۲. لوگوں نے اسلام کھانے پینے کا نام رکھا ہوا ہے بیس قسم کے کی ڈشیں کھانے والوں کو کیا معلوم کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیٹ پر پتھر باندھ کر مٹی کیسے اٹھائی۔

جو انسان اپنے بیٹے کی شادی میں بے تحاشار قم اڑا کر شیطانی اخوت کا ثبوت دیتا ہے اور غریب آدمی کی بیٹی کی شادی میں شرکت کو بھی اپنے لئے باعث ننگ و عار سمجھتا ہے اس سڑیل سے کیا توقع کی جاسکتی کہ وہ دینی حمیت کا جذبہ لے کر اٹھے گا اور معاشرہ کی اصلاح کا کارنامہ انجام دے گا۔

۳. اعلی حضرت بریلوی کو کوئی خرید نہیں سکا اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تعارف ایسے کروایا فرمایا قیامت تک احمد رضا شہد کی وہ مکھی ہے جس کے شہد کا جواب بھی نہیں جس کے ڈنک کا جواب بھی نہیں

آپ فرماتے تھے کہ میں جس طرح کلام پاک کا حافظ ہوں اسی طرح کلام اعلی حضرت کا بھی حافظ ہوں یہ اسی عشق رضا اور فیضان رضا کا صدقہ تھا کہ یہ طور و طریقہ قدرے آپ کے اندر بھی سرایت کر گیا تھا اس لئے کہ جہاں آپ عاشقان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور سینہ کا سرور تھے وہیں آپ دشمنان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شمشیر بے نیام اور ان کے تابوت کی آخری کیل بھی تھے۔

۴. اقبال کہتا ہے اگر امت مسلمہ زندہ رہنا چاہتی ہے عزت کے ساتھ تو پھر ایک ہی طریقہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر چلو۔

آپ کا یہ وصف نمایاں تھا کہ آپ نے فکر اقبال کو اسلامی معاشرہ میں راسخ کر دیا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مسلمان جب تک دین مصطفی ﷺ پر عملی طور پر گامزن نہیں ہو گا اسی طرح دربدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرے گا تبھی تو اقبال بول اٹھا کہ وہ زمانہ میں معزز تھے مسلماں ہو کر ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر لیکن آج بھی اگر ہم سنبھل جاتے ہیں اور قرآنی تعلیمات کو حرز جاں بنانے پر عزم کر لیتے ہیں تو آج بھی کفار کا تسلط ختم ہو سکتا ہے۔

۵. بزدل بندے کا کام ہی نہیں ہے کہ وہ دین کی ترجمانی کرے۔

بزدلی ہر جگہ عیب ہے لیکن جب ناموس رسالت ﷺ کی بات آئے تو وہاں پر بزدلی فقط عیب نہیں بلکہ بے غیرتی اور نمک حرامی کا روپ دھار لیتی ہے جب ہم باباجی کے طرز حیات کو دیکھتے ہیں تو بابا صاحب کی زندگی کو اس شعر کا عملی نمونہ پاتے ہیں کہ ایں جواں مردی حق گوئی و بے باکی اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی تو یقینا آپ اپنے اس قول پر عمل پیرا تھے اور آپنے اسلامی معاشرہ کو بھی شجاعت و جواں مردی کا وہ جوہر عطا فرمایا کہ ہر بچہ کی زبان پر من سب نبیا فاقتلوہ کی ضرب جاری کر دی۔

آپ اکثر اپنی تقریروں میں فرمایا کرتے کہ نبی کریم ﷺ کی تلوار مبارک پر یہ الفاظ کندہ تھے کہ وفی الاقبال مکرمہ وفی الجبن عار والمرء لاینجو بالقدر یعنی آگے بڑھنا عزت ہے بزدلی سراپا شرمندگی ہے انسان بزدلی کی وجہ سے تقدیر سے بچ نہیں سکتا۔

۶. ناموس رسالت ﷺ پر حملہ دنیا کی سب سے بڑی دہشت گردی ہے۔

آج لوگ مسلمانوں کو دہشت گرد کہتے ہیں جب کہ مسلمان دنیا کی سب سے مظلوم قوم ہے یعنی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ خیر یہ سب ان کی اسلام دشمنی کا نتیجہ ہے لیکن جس نبی ﷺ کے صدقے میں کائنات بنی جن کے صدقے ہم عدم کی کوکھ سے ماں کی گود میں آئے اس نبی رحمت ﷺ کے بارے میں اگر کوئی بکواس کرتا ہے تو کچھ بھی ایکشن نہیں لیا جاتا جب کہ دنیا کی سب سے بڑی دہشت گردیہی ہے کہ پیغمبر امن کے خلاف زبان درازی کرکے درس امن کو تار تار کیا جائے اور خلق کی ایک تعداد کو غضب خداوندی کا مستحق بنا دیا جائے۔

۷. ساری دنیا کی عزتیں اس خاک پر قربان جہاں میرے آقا و مولا ﷺ نے ایک بار قدم مبارک رکھا۔

اگر عاشق کی نگاہ میں اپنے محبوب کے علاوہ کوئی جچ جائے تو اسے اپنے دعوی عشق پر نظر ثانی کرنی چاہئے لیکن جو عاشق صادق ہو گا اس کی نظر میں دنیا و مافیہا کی کوئی وقعت

نہیں ہو گی اس کا مطلوب و مقصود یہی ہو گا کہ میرے محبوب کی رضا کس میں ہے یقینا علامہ صاحب اپنے فرمان کی عملی تصویر تھے۔

۸. دل لگانے کی کائنات میں صرف ایک جگہ ہے وہ رسول ﷺ کی ذات مبارک ہے

۔

باباجی نے ایسا دل لگایا کہ اپنی ساری طاقت و قوت ناموس رسالت ﷺ کے لئے داوں پر لگا دی ایک بار ان کے بیٹے نے ان سے کہا اباجی تحریک کے ایک کام کے لئے کچھ پیسے چاہئے کہاں سے لائیں آپ نے دو چار چیزوں کی نشاندہی فرمائی کہ ان کو بیچ دو لیکن صاحبزادے نے عرض کی اباجی اخراجات زیادہ ہیں ابھی بھی پیسے کم پڑھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا میرے والی گاڑی بیچ دو تو ان کے بیٹے نے عرض کی نہ اباجی میں تو پرکھ رہا تھا کہ آپ کا عشق مصطفیٰ ﷺ کتنے عروج پر ہے یعنی آپ نے اپنی پرسنل گاڑی کو بھی تحریک کے لئے وقف کر دیا تھا اگر اسی جذبہ صادقہ سے لیث ہو کر آج ہم بھی میدان میں آتے ہیں تو غیر کی کیا مجال رہ جاتی ہے کہ وہ آنکھ اٹھا کر بھی ہماری طرف دیکھ سکے۔

۹. اقبال کہتا ہے جو اگر مگر کرتا ہے سمجھ جایئے گا اس کے پاس عشق کوئی نہیں عشق اگر مگر نہیں کرتا عشق صرف یہ دیکھتا ہے میرے نبی ﷺ کا مقام کیا ہے میرے نبی ﷺ کی عظمت کیا ہے۔

جو انسان ہر جگہ پر خصوصا دین میں جب اپنی ناقص عقل کے گھوڑے دوڑاتا ہے تو اخیر میں وہ ایسی ٹھوکر کھاتا ہے کہ کہیں کا نہیں رہتا اور جو خوش بخت و سلیم الفطرت انسان تسلیم و رضا کا پیکر بن کر کھڑا رہتا ہے کامیابیوں و سعادتوں سے ہمکنار وہی ہوتا ہے عاشق یہ نہیں دیکھتا کہ لوگ کیا کہیں گے عاشق یہ دیکھتا ہے کہ میرے محبوب کی رضا کس چیز میں ہے اور جو یہ دیکھتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے وہ عاشق نہیں بلکہ ذیاب فی ثیاب کی چلتی پھرتی ایک عملی تصویر ہے۔

۱۰. اقبال کہتا ہے لارڈ فرنگی کہہ رہا تھا مسلمانوں کو سدا غلام بنا کر رکھنا انہوں نے کہا یہ تو غلام نہیں بنتے ان کے پاس آٹھ تلواریں ہوں تب بھی بدر میں چلے جاتے ہیں۔

انگریز کی مسلمانوں سے بایں وجہ تو دشمنی ہے کہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ آج مسلمان سویا ہوا ہے کل اگر جاگ گیا تو ایک نئی صبح کا آغاز کرے گا جس طرح کل قیصر و کسری کے مالک ہو گئے کہیں پھر وہی جذبہ وہی مستی وہی رنگ لوٹ کر آ گیا تو ہم کو بھی قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار نہ ہونا پڑ جائے پس اگر مسلمان اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری شروع کر دے تو آج بھی میدان اسی کا ہے۔

۱۱. عشق اپنے فیصلے کرنے میں خود بڑا دلیر ہے اقبال کہتا ہے دین تو نام ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کے لئے اپنے آپ کو جلا دینے کا ہے۔

آپ نے بھولی بسری امت کو طریق عشق کا راہی بنایا جو نوجوان کسی حسینہ کی دام زلف کے اسیر ہو چکے تھے انہیں رخ مصطفی ﷺ کا شیدائی بنا دیا کیوں کہ آپ جانتے تھے کہ محض لفاظییا تقریری جوش سے یہ نوجوان نسلیں سدھرنے والی نہیں اگر ان کے اندر غیرت و حمیت کا مادہ پیدا کرنا ہے تو عشق مصطفی ﷺ سے سرشار کرنا پڑے گا پس آپ نے عشق و مستی کا وہ جہاں آباد کیا کہ قیامت تک آپ موضوع عشق کا عنوان بنے رہیں گے۔

۱۲. امتی کو حضور ﷺ سے کیسے پیار کرنا چاہئے امتی لوگوں سے پوچھ پوچھ کر پیار کرتا ہے انگوٹھے چومنا کہاں لکھا ہے میں نے کہا کہیں نہیں لکھا میں چومتا ہوں ویسے محبت کا یہ انداز ہوتا ہے محبت پوچھ پوچھ کر نہیں ہوتی محبت انّے واہ ہوتی ہے۔

جو شخص عیوب و نقائص کا پلندہ ہو اس سے بھی اگر کسی کو محبت ہو جائے تو کوئی عیب نظر نہیں آتا ہے لیکن ہمارے محبوب کی تو شان ہی نرالی ہے شاعر کہتا ہے۔

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کیا انصاف ہے

چاند میں تو داغ ان کا چہرہ صاف ہے

باباجی ہمیشہہی فرماتے تھے کہ محبت انّے واہ ہوتی ہے اس کا لغوی معنی تو فقیر کے علم میں نہیں لیکن آپ کی درد بھری اور عشق و مستی سے سرشار آواز سے یہی مفہوم ہوتا

ہے کہ تمہاری محبت اس طرح ہونیچاہیئے کہ اگر ساری دنیا بھی تمہارے خلاف کھڑی ہو جائے تب بھی در مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نہ چھوڑنا۔

۱۳. جس قوم کے چوروں کے بورڈ چوکوں میں لگ جائے کہ یہ قوم کے رہنما ہیں جب قوم کے ڈاکو چور قوم کے رہنما بن جائیں ان پر لوگ فخر کریں ان کے لوگ نعرے لگائیں اس قوم کو کب اللہ ہدایت دے گا اس قوم پر کب اللہ کی رحمت آئے گی۔

علامہ رضوی کا یہ انداز کہ آپ کسی بڑے سے بڑے سیاسی لیڈر کو بھی لتاڑتے ہوئے نظر آتے ہیں اس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جرات و بہادری آپ کو گھٹی میں پلادی گئی تھی اسی جذبہ جاویداں کے تحت آپ نے زندگی گزاری اور پسماندگان متوسلین محبین ومعتقدین کو بھییہی درس وفادے کر گئے کہ ہم ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وہ غلام ہیں جو سر کٹاتو سکتے ہیں لیکن سر جھکا نہیں سکتے۔

۱۴. جن کا ہم کام کر رہے ہیں وہ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔

یقینایہ ایک سنی صحیح العقیدہ کا عقیدہ ہونا ہیچاہیئے کہ میری زندگی کا ایک ایک لمحہ کو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ملاحظہ فرمارہے ہیں امام حجر عسقلانی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ لا فرق بین حیاتہ و موتہ اس کا ترجمہ یہی ہے کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جن سے خدا کی ذات نہیں چھپی اس سے امتی کا دن ورات کیسے چھپ سکتے ہیں۔

۱۵. اپنے دشمن کو چھوڑ دینا بہادری ہے اور سرکار دو عالم ﷺ کے دشمن کو چھوڑ دینا بے غیرتی ہے۔

یقیناحدیث پاک کے مطابق بہادر وہ ہے جو طاقت ہونے کے باوجود فریق مخالف کو گلے لگالے لیکن اس کے برعکس آج کل کچھ نام نہاد مسلمانوں پر افسوس ہوتا ہے کہ کوئی شخص اگر ان کی ذات یا ان کے ماں باپ پر طعن و تشنیع کرتا ہے تو اپنی بہادری کے جھنڈے گاڑتے ہوئے نظر آتے ہیں اور غصے سے آگ بگولہ ہو جاتے ہیں لیکن اگر سرکار ﷺ کی ذات پر حملہ کرنے والوں کے خلاف ایکشن لینے کا بولا جائے تو معافی کے فضائل اور اس پر مرتب ہونے والا اخروی اجر کی ایسی ایموشنل تقریر سناتے ہیں کہ ناخواندہ مسلمان تذبذب کا شکار ہو جاتا ہے کہ اب کیا کرنا چاہئے اس کو بہکاتے ہوئے اس طرح کہتے ہیں دیکھو ہمارے نبی ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں آپ بہت معاف کرنے والے تھے اس لئے ہمیں بھی معاف کر دینا چاہئے ایسے بے غیرت سے احتراز و اجتناب از حد لازم و ضروری ہے کاش وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جاں نثاریوں کے قصے پڑھ لیتے تو انہیں پتہ چل جاتا کہ معافی کا درس وہاں دیا جاتا ہے جہاں پر بات ذاتیات کی ہو لیکن جہاں بات آجائے حضور ﷺ کی تو پھر گستاخ کے لئے معافی اخلاق نہیں رہ جاتی بلکہ اس کا سر تن سے جدا کرنا ہی عین خُلق قرار دیا جاتا ہے۔

۱۶. انسان دلیر ہی اسی وقت ہوتا ہے جب دل میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت ہو۔
یہ بات شمس وامس سے زیادہ واضح ہے کہ غیر مسلم کو جب موت سر پر دکھتی ہے تو وہ اسلام کی حقانیت کا قائل ہو جاتا ہے اس کی سب بڑی مثال فرعون کا واقعہ ہے کہ جب اس کی روح حلقوم کو پہنچی تو چیخ اٹھا کہ میں بھی مومن ہوں لیکن اسے اس وقت کے ایمان نے نفع نہ دیا لیکن اس کے برعکس جو عاشق صادق ہوتا ہے اس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ جیسے جیسے موت کا وقت قریب ہوتا ہے عاشق پھولے نہیں سماتا کیوں کہ آج اس کو یار کی دید ہونی ہے جس کی ایک جھلک کے لئے اس نے ہزار موتوں کو شکست دی اس کی بڑی مثال حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا واقعہ ہے۔
۱۷. عشق پوچھ پوچھ کر نہیں ہوتا عشق ہوتا ہے بغیر سوچ سمجھے۔
بزرگوں نے فرمایا کہ العشق ناریحرک ماسوی المحبیبیعنی عشق ایک ایسا اینٹی وائرس ہے جو سارے وائرسوں کا خاتمہ کر دیتا ہے اور عاشق کو بصحت وعافیت اپنے محبوب سے جا ملاتا ہے باباجی نے تو اسی قول پر اپنا سارا عرصہ حیات مرکوز کر دیا تھا انہوں نے اپنی تحریک کا نام ہی تحریک لبیک رکھا یعنییارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ کا عاشق تن من دھن اور اپنی آل اور اولاد کے ساتھ آپ کی ناموس کے لئے حاضر ہے یہی تو عاشق کی علامت ہوتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کے لئے دونوں جہانوں کو بھی تیاگ دیتا ہے اور جو

دعوے تو بلند و بانگ کرے لیکن غداری کا عنصر بھی ساتھ میں برقرار رکھے وہ عاشق صادق نہیں بلکہ فاسق کاذب ہو گا۔

۱۸. اگر تم حضور ﷺ سے وفا کرو گے تو ساری دنیا تمہاری وفادار ہو جائے گی۔

جب ہم نے وفا کا درس بھلا دیا تو اللہ تعالی کی رحمت بھی ہم سے روٹھ گئییقینا آج بھی اگر ہم ایک امت بن کر در مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہوتے ہیں تو ساری دنیا ہمارے قدموں تلے ڈھیر ہو جائے گی بابا صاحب نے ساری زندگی تاجدار مدینہ ﷺ سے وفاداری کا درس دیا اور خود بھی ہمیشہ وفادار غلام کی سی زندگی گزاری۔

سب کچھ لٹا سکتے ہیں لیکن حضور ﷺ کی عزت و آبرو پر کبھی سوداگری نہیں کر سکتے۔

غیرت مند مومن کا یہ نشان امتیاز ہوتا ہے کہ دنیا ادھر کی ادھر کیوں نہ ہو جائے اس کے جسم کو لوہے کی کنگھیوں سے ادھیڑا جائے یا فصیل دار پر اس کو چڑھایا جائے یہ سب وہ ہنسی خوشی قبول کرے گا لیکن اپنے آقا ﷺ پر نکتہ چینی برداشت نہیں کرے گا بابا صاحب نے اپنا ساری زندگی حضور ﷺ کے نام پر لگادی اور اس طرح حزب مخالف کا تعاقب فرمایا کہ کعصف ماکول کا عملی نمونہ بنا کر چھوڑا۔

۱۹. دس محرم کو ایک چاولوں کی دیگ پکا دینا حسینی مشن نہیں بلکہ یزید کے سامنے ڈٹ جانا حسینی مشن ہے۔

آجیقینا ہمارا معاشرہ محرم کے ایک دیگ چاول کو اسلام اور ایک گلاس سبیل کو اس پر عمل پیرا ہونا سمجھ بیٹھا ہے جن شقی القلب افراد کے سامنے امام حسین رضی اللہ عنہ سینہ سپر ہو گئے تھے اور اپنے خاندان کو تحفظ اسلام کے خاطر قربان کر دیا تھا آج اسی حسین کو ماننے والے ظالم کے ساتھ کھڑے ہو کر سیلفی لینے کو فوز و فلاح کی نشانی قرار دے رہے ہیں بد بخت اہل تشیع کہ اپنے آپ کو حسینی مشن کا مبلغ و علمبردار گردانتے ہیں لیکن حمایت و نصرت کی جب باری آتی ہے تو یزید کا بھی ببانگ دہل ساتھ دیتے ہیں تو حسینی مشن یہ نہیں کہ ایک دیگ چاول پکا کر سال بھر سو جاو حسینی مشن و پیغام تو یہ ہے کہ یزید صفت درندوں کی نیند اڑا کر رکھ دو اور علی الاعلان اسلام کے احکام کا تحفظ کرو۔

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا قائدانہ کردار

مولانا قاری محمد تفسیر رضا قادری عاشقی
(پیلی بھیت شریف یوپی خطیب و امام جامع مسجد مڈکیری کرناٹک)

خلاق کائنات نے کرۂ ارض پر ان گنت مخلوقات کو وجود بخشا ہے لیکن انسان کو چند ایسی خصوصیات سے آراستہ فرمایا ہے جو انسان کو دیگر مخلوقات سے ممتاز و منفرد کرتی ہیں جن میں قائدانہ صلاحیت ایک رکن خاص کی حامل ہے۔

ایک قائد کا بنیادی مقصد مخلوق خدا کی درست رہنمائی اور مسائل کا آسان حل فراہم کرنا ہوتا ہے ایک باشعور باصلاحیت اور دیانتدار قائد نا صرف انسانی مسائل کے حل میں ہمیشہ مستعد و سرگرم رہتا ہے بلکہ ایک صالح معاشرے کی تشکیلِ نو اور اس کے قیام میں ایک کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

ایک قائد میں مندرجہ ذیل اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے:

ا. مخلص ہونا۔ کیونکہ ہر فعل و عمل میں اخلاص ضروری ہے۔

۲. علم کا ہونا کیونکہ بغیر علم نہ خود کی قیادت کی جاسکتی ہے اور نا قوم وملت کی۔

۳. حکمت و مصلحت سے پُر ہونا کیونکہ حکمت و مصلحت سے ہی پیچیدہ مسائل کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے اور نازک صورتحال سے نپٹا جاسکتا ہے۔

۴. امانت و دیانت داری کا حامل ہونا کیونکہ ایک قائد پر قوم وملت کا اعتماد و اعتقاد ضروری ہے اور اس کے لئے امانت و دیانت داری شرط ہے۔

۵. توکل علی اللہ سے متصف ہونا کیونکہ اللہ تعالی پر یقین کامل ہو تو نصرت خداوندی ہر موقع پر حاصل ہوتی ہے اور وہی کارساز عالم ہے اس کے بغیر کامیابی کا تصور بھی محال ہے۔

امیر المجاھدین علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مذکورہ بالا جمیع اوصاف و محامد کا مجموعہ تھی۔ آپ کی زندگی کے خدوخال مشیر ہیں کہ آپ قوم وملت کے وہ مرد مجاہد اور عصر حاضر کے وہ قائد افخم تھے جن کے اخلاق و کردار، انداز و اطوار قربان و ایثار، قول و قرار قائدانہ کردار کا عکس جمیل اور اوصاف قیادت کا بحر ذخار تھے۔

امیر المجاھدین رحمۃ اللہ علیہ نا صرف ایک عالم دین اور شیخ الحدیث تھے بلکہ سیاسی اور مذہبی قیادت کے ایک نیر تاباں، گوہر نایاب اور عظیم قائد و مدبر بھی تھے۔ خداداد صلاحیتوں سے بروقت وبر محل فیصلہ کرنا آپ کا وصف خاص تھا۔

امیر المجاھدین رحمۃ اللہ علیہ بے مثال رہنما فقید المثال دانشور تھے۔ وہ لوگوں کے دلوں پر راج کرتے تھے۔ وہ لوگوں کے ذہنوں میں بستے تھے۔ انہوں نے اپنی ایمانی شخصیت کے سحر سے ایک منتشر قوم کو اکٹھا کیا۔ ایک پرچم تلے جمع کیا، متحد کیا۔ ایک ایسی بکھری ہوئی قوم کو جو مدتوں سے ناموس رسالت پر اپنی ایمانی قوت کھو چکی تھی یکجا کرنا آسان کام نہ تھا مگر آپ نے یہ بھی کر دکھایا۔

اخلاص و عمل، علم و حمل، حکمت و مصلحت، امانت و دیانت اور توکل علی اللہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا اسی لئے بلا خوف لومۃ لائم ہر محاذ پر ڈٹ جاتے تھے اور زبان حال سے کہا کرتے تھے کہ "موت تو آنی جانی ہے اس سے کس کیباری ہے" یہی وجہ تھی کہ مولی تعالی نے ہر محاذ پر آپ کو کامیابی سے ہمکنار فرمایا اور مختصر وقت میں ہی آپ کی گوناگوں خوبیوں۔ قائدانہ کردار کے ترانے زبان زد عام و خاص تھے۔

امیر المجاھدین رحمۃ اللہ علیہ نے مایوس قوم کو ایسی قیادت مہیا کی جو ولولہ انگیز ہے، پرجوش ہے، مخلص ہے، جس کی کرشمہ سازیوں نے سب کو مسحور کر کے رکھ دیا ہے۔

آپ حق بات پر ڈٹ جانے والے، اصولوں پر سمجھوتہ نہ کرنے والے پکے، سچے قائد و سیاست دان تھے۔

نو عمری سے ہی قومی سالمیت، عشق رسول ﷺ کے خوگر تھے۔ اس عشق کی بھٹی میں مزید اضافہ علامہ اقبال کی مشہور زمانہ تصنیف کلیاتِ اقبال کے مطالعہ نے فرمایا اب آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک قائد ہی نہیں بلکہ قیادت کے بحر ذخار میں مستغرق ہو کر عوام و خواص میں رونما ہوئے تھے۔

❖ مسلمانوں کی دنیا میں نیا ایک رہنما نکلا:

جب کبھی کرۂ ارض پر کہیں بھی بالخصوص پاکستان میں کوئی بھی فتنہ وجود میں آتا موصوف اس فتنے کا اپنے علم و فضل سے منہ توڑ جواب دیتے اور اس کے سد باب تک تعاقب فرماتے تھے خاص طور پر تحفظ ناموس رسالت ﷺ پر جب بھی حملہ ہوا اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور دشمنان اسلام کے دانت کھٹے کر دئے۔ اسی وجہ سے آپ نے ابتداءً ایک تحریک فدایان ختم نبوت کو تشکیل دیا جو دشمنان اسلام کا قلع قمع کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتی تھی اسی بابت متعدد بار آپ کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھی ڈالا گیا لیکن آپ وقت کے حکمران و زعماء سے بلا خوف اپنے موقف پر ثابت قدم رہے اور کہتے رہے:

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ کی زندگی میں انقلابی دور اس وقت آیا جب ایک خاتون نے دنیا میں خواتین کو عزت و تکریم عطا کرنے والے پیغمبر، رسول کریم، رؤف الرحیم علیہ التحیۃ والثناء کی شان میں توہین آمیز کلمات کہے اور وقت کے حکمران و زعماء اس توہین رسالت کی مجرمہ کو تحفظ فراہم کرتے رہے تھے انتہا تو اس وقت ہو گئ جب حکومت پاکستان کے ایک وزیر نے اس مجرمہ کی حمایت و طرفداری کی اور گستاخئ رسولاللہ ﷺ کا مرتکب بن بیٹھا لیکن عدلیہ اس شخص کو سزا دینے کی بجائے آزادانہ تحفظ فراہم کرتی رہی تھی۔

ایسے پر فتن اور سنگین سے سنگین تر دور میں آپ مع رفقاء تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لئے میدان میںآگئے اور غازی ممتاز قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس توہین رسالت ﷺ کے مرتکب کو واصل نار کر دیایہ عمل ناموس رسالت ﷺ کیمحافظت کے لئے تھاہونا تویہچاہیۓ تھا کہ غازی ممتاز قادری رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کیا جاتا لیکنہوااس کے برعکس اور سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا گیا بایں وجہ علماء اہل سنت امیر المجاھدین کی زیر قیادت پورے پاکستان میں سراپا احتجاج ہوئے ملک بھر میں تحفظ ختم نبوت کے نام سے اجلاس منعقد کئے گئے اور ممتاز قادری رحمۃ اللہ علیہ کی رہائی کے لئے

مطالبات پیش کئے لیکن وقت کے طاغوتی اُمراء کے احکامات پر غازی ممتاز قادری رحمۃ اللہ علیہ کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا (اناللہ وانا الیہ رجعون)۔

قبلہ امیر المجاھدین رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے کچھ علمی رفقاء نے باہم مشورہ کیا کہ ان اقتدار کے نشے میں مست بے خود حکمرانوں کا تعاقب و بیخ کنی کی جائے اور ایک ایسی سیاسی تحریک معرضِ وجود میں لائی جائے جس کا مشن تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تخت پر لایا جائے، اسلامی قوانین کا نفاذ کیا جائے ہو اس مشن کو لیکر ایک سیاسی تحریک، تحریک لبیکیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقوع پذیر ہوئی جس کی قیادت قبلہ امیر المجاھدین رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کی گئی۔

امیر المجاھدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اعمال و افعال، اخلاق و کردار، عدل و انصاف، عشق و وفا اور ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ اور ایک قائد کی حیثیت سے اس شان سے آگے بڑھے کہ باطل کی تمام آندھیوں کو تہ تیغ کر دیا۔

آپ کے خلوص و صداقت، عشق و وفا، اخلاقی اقدار اور قائدانہ کردار کا ہی نتیجہ تھا کہ کچھ عرصے میں ہی تحریک بڑی تیزی کے ساتھ کامیابی کی طرف گامزن ہو گئی اور مختصر وقت میں ہی کثیر تعداد میں افراد آپ کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔

تحریک لبیکیا رسول اللہ ﷺ کا وجود میں آنا تھا کہ دشمنان اسلام اور تمام سیکولرازم کے علمبرداروں کی آنکھوں میں کھٹکنے لگی۔ اسی دوران پاکستان کی قومی اسمبلی،(ایوان اعلیٰ، پارلیمنٹ) میں قانون ختم نبوت میں ترمیمی آرڈیننس پیش گیا اس کے پیچھے قادیانیت اور تمام ناپاک عزائم کے سدباب کے لئے امیر المجاھدین نے غیور عوام اور اپنے اراکین کو ہمراہ لیا احتجاجا فیض آباد (پاکستان) کی سڑکوں پر اتر گئے جو کہ ایک ملک گیر احتجاج تھا یہ احتجاج چند ایام میں ایک آندولن و دھرنے کی صورت اختیار کر گیا جس میں حکومت وقت نے مسلمانان پاکستان اور مصطفیٰ جان رحمت کے دیوانوں پر ظلم و ستم کے ایسے پہاڑ توڑے کہ ماضی قریب میں ایسی مثالیں کم ہی ملتی ہیں گویا کہ عہد غلامی کییادیں تازہ ہو گئیں تھییہاں تک کہ آپ کے اراکین کو اپنی جانوں کی قربانی پیش کرنی پڑی۔ بالآخر آپ کی قائدانہ صلاحیتوں کے سامنے حکومت پاکستان کو جھکنا پڑااور مذاکرات کی میز پر آکر اس بل کو نامنظور کروایا۔

جو تیرگی سے شب بھر لڑا تھا

وہ دیا مہر و ماہ سے بڑا تھا

یہ جد وجہد آپ کے قائدانہ کردار کی واضح عکاسی کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ کس طرح قوم وملت کی قیادت وسیادت کی جاتی ہے۔ یہ آپ ہی کی ذات تھی جو دونوں

پیروں سے معذور ہو کر عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شانہ بشانہ کھڑی تھی اور دنیا کو نیا طرز زندگی، نئی فکر عطا کر رہی تھی۔ اقتدار و نظریات کے دور جدید کی تاریخ رقم کر رہی تھی۔

نصرت خداوندی کے باعث اس تحریک نے عروج کی وہ منزلیں طے فرمائیں کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک عظیم طاقت قوت بن کر سامنے آئی اور اتنی بڑی جماعت بن کر ابھری کہ 2017 میں قانونی طور پر رجسٹر ہوئی اور 2018 کے پارلیمانی انتخابات میں بائیس لاکھ سے زائد ووٹ حاصل کئے پورے پاکستان میں پانچویں اور پنجاب میں تیسری سب سے بڑی سیاسی جماعت بنی۔

لوگ حیران و ششدر تھے کہ اتنی کم مدت میں اتنی بڑی جماعت کیسے بن گئییقیناً یہ امیر المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلوص و للّٰہیت، قیادت و سیادت، بے لوث خدمت خلق اور سید کون و مکاں کی نظر عنایت ہی تھی کہ ایک سال کی مختصر مدت میں کامیابی کے جھنڈے ثبت فرمائے۔

یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم قائد و سیاستدان کی حیثیت سے منشۂ شہود پر واقع ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پُر ملال سے چند ایام قبل فرانسیسی صدر میکرون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نازیبا خاکے تیار کرواکر شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں توہین کی

ساری حدیں پار کر دیں تو عاشق صادق کا عشق للکار اٹھا اور احتجاجاً امیر المجاھدین رحمۃ اللہ علیہ نے حکومت پاکستان سے مطالبہ پیش فرمایا کہ فرانسیسی سفیر کو فوراً ملک بدر کر دیا جائے جس پر حکومت خاموش تماشابین رہی پھر کیا تھا تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فیض آباد اور پاکستان کے مختلف شہروں میں آپ اور آپ کے اراکین میدان میں ڈٹ گئے حتیٰ کہ آپ کی گرفتاری کی گئی آپ کے رفقاء پر پولیس کی جانب سے آنسوں گیس کی شیلنگ کی گئی لیکن آپ کے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی کمی واقع نہ ہوئی۔ آخرکار ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہرا دیتے ہوئے ایک عظیم قائد ہماری ظاہری نظروں سے روپوش ہو گیا۔

یوں اپنے قائدانہ کردار و عمل سے دنیا کو بتایا کہ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دینی و ملی اور سیاسی قائد کس طرح پہرہ دیتا ہے۔ قیادت و سیادت کے نقطۂ نظر کو تبدیل فرما کر قائد ملت اسلامیہ اور ایک عظیم سیاست دان ہونے کا حق ادا فرما دیا۔

آج پوری دنیا میں لاکھوں افراد آپ کے قائدانہ کردار کے مداح اور آپ کے قائدانہ کردار سے رہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔ اپنے تو اپنے اغیار و معاندین بھی معترف ہیں کہ آپ نے حقیقی معنی میں قیادت کے فرائض سرانجام دیئے ہیں۔

علامہ خادم حسین رضوی نے قوتِ عشق رسول ﷺ سے جہان میں اُجالے برپا کیے

مولانا غلام مصطفیٰ رضوی
(نوری مشن مالیگاؤں)

علامہ خادم حسین رضوی نے قوتِ عشق رسول ﷺ سے
جہان میں اُجالے برپا کیے

استعماری سازشوں کے مقابل تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لئے آپ نے مسلمانوں کو بیدار کیا۔

بندۂ مومن سے باطل قوتیں خوف زدہ ہیں۔ اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلِ رواں سے انہیں یہ خدشہ ہے کہ بالآخر دُنیا میں اسلام رہ جائے گا۔ ان کی صدیوں کی کاوش کا یہ نچوڑ تھا کہ مسلمان کا رشتۂ غلامی؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے توڑ دیا جائے تو مسلمان بہ آسانی مفتوح ہو جائے گا۔ اپنے اِس مشنِ گستاخی و توہین کے دَوام کے لئے تمام باطل قوتیں یکجا ہیں۔ یہی سبب ہے کہ:

۱. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ گروہ بالخصوص قادیانیت وغیرہ کی بھرپور معاونت کی جارہی ہے، اس میں امریکہ، اسرائیل، برطانیہ سمیت سبھی استعماری قوتیں شامل ہیں۔

۲. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کی پشت پناہی کی جاتی ہے، گستاخ کو مال، سیکوریٹی اور اقتدار کی معاونت سے نوازا جاتا ہے۔ جس سے ایسی جرأت کو حوصلہ ملتا ہے۔

۳. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب توہین آمیز خاکوں کو رواج دیا جارہا ہے۔ آزادیِ اظہار کے نام پر یہ دہشت گردی مسلسل جاری ہے۔

۴. عقیدۂ ختم نبوت و ناموسِ رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے پڑوسی ملک میں بنائے جانے والے ۱۹۷۴ء کے ایکٹ کے خلاف ہمیشہ استعماری قوتیں سرگرمِ عمل رہی ہیں۔ یا اس کی شقوں میں لچک پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔

۵. انصاف و دیانت کے تقاضوں سے انحراف کی شکل میں کسی گستاخ کو کوئی دیوانۂ مصطفیٰ کیفرِ کردار تک پہنچادے؛ تو اس کے خلاف آناً فاناً کورٹ، حکومتیں، مشنریز، عالمی طاقتیں متحرک ہو جاتی ہیں۔ فوراً پھانسیا موت کی سزا سُنا کر عاشقِ رسول کو خاموش کر دیا جاتا ہے:

صلۂ شہید کیا ہے تب و تاب جاودانہ

دوسری سمت گستاخ آزاد ہوتا ہے۔ اُس کے مقدمات التوا کا شکار بنائے جاتے ہیں۔ حکومتیں گستاخوں کو پناہ دے کر مسلمانوں کو پیغام دیتی ہیں کہ ہم بھی گستاخوں کی تائید میں ہیں۔

یہی اسباب ہیں جن کی بنیاد پر امیر المجاہدین عاشقِ رسول شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی (وصال: شبِ جمعہ ۴ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ / ۱۹رنومبر ۲۰۲۰ء) جیسے مردِ حق آگاہ کی ذات اُبھر کر سامنے آئی۔ آپ نے ناموسِ رسالت ﷺ کے محافظ غازی ممتاز قادری کی تائید میں لاکھوں عاشقانِ رسول کے ساتھ احتجاج درج کرایا۔ ان

کا احتجاج وقتی نہیں؛ مسلسل تھا۔ نمائشی نہیں عملی تھا؛ تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ کے لئے گرفتاریوں، آزمائشوں اور صعوبتوں سے گزرے۔ ایک ایسا شخص جو وہیل چیئر پر چلتا ہو؛ وہ عزم ویقیں کے کئی چراغ جلا گیا۔ وہ جِیا تو ناموسِ رسالت ﷺ کے لئے؛ اُس کے عزم کے آگے یورپ لرزہ براندام تھا، اس کے یقین کے آگے امریکہ اور استعماری قوتیں حواس باختہ تھیں۔ فرانس کے گستاخانہ اقدامات کے خلاف کوڈ۔۱۹ کی وَبا کے سخت حالات میں بھی آپ نے ناموسِ رسالت ﷺ کے لئے عزمِ آہنی کے ساتھ ریلی منعقد کی۔ یورپیمیڈیا گھبرا گیا۔ حکومتیں سٹپٹا گئیں۔

علامہ خادم حسین رضوی مشرباً نقشبندی تھے؛ لیکن ناموسِ رسالت ﷺ کے فِدائی اعلیٰ حضرت سے متاثر تھے، اِسلیئے "رضوی" نام کا حصہ بن گیا۔ اقبالؔ کی فکر "کی محمد ﷺ سے وَفا تو نے تو ہم تیرے ہیں" کو مطمحِ نظر بنایا، اور اپنے مرشدِ اجازت حضور تاج الشریعہ کے پیغام "نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جُدا کر دیں" کو اُصول قرار دیا۔ ساری دُنیا میں جتنے اسلام دُشمن ہیں؛ وہ سب علامہ خادم حسین رضوی کے دُشمن بن گئے۔ سب اس مردِ آہن سے خوف زدہ ہیں۔

ملعونہ آسیہ کو پڑوسی ملک نے اہانت رسالت کے بعد استعمار کے سائے میں پناہ دلوائی تو یہی مردِ مجاہد میدان میں آیا۔ اور گستاخِ رسول کے خلاف سینہ سپر رہا۔ جب

جب رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی کے لئے مغربی شیاطین نے جسارت کی؛ پوری قوت کے ساتھ ان کے خلاف عاشقانِ رسول کو جمع کر کے عالمی سطح پر احتجاج درج کرایا۔ وہ سر سے کفن باندھ کر آتا تھا؛ وہ مخلصانہ جدوجہد کرتا تھا۔ اس لئے اس کا مشن زندہ رہے گا۔ اس کی گونج "لبیکیا رسول اللہ ﷺ" کے سائے میں حرارت ایمانی بڑھاتی رہے گی۔

قارئین! یاد رکھیں کہ معافی، عفو و دَر گزر اور مصالحت آپسی معاملات اور ذاتیات میں ہوتی ہیں؛ ناموسِ رسالت ﷺ میں توہین اور گستاخی وہ جرمِ عظیم ہے جس میں معافی و دَر گزر کا سوال ہی نہیں ہے، بلکہ یہاں اسلامی غیرت و حمیت کا امتحان ہوتا ہے۔ یاد رکھیں! اگر آج گستاخی پر نگاہیں موند لی گئیں تو پوری قوم مار دی جائے گی؛ ہم نے ناموسِ رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے پوری طاقت و حکمت کے ساتھ میدانِ عمل میں مظاہرہ کیا تو فِدا کاری کا جذبہ قوم کی حیات کا تازہ باب رقم کرے گا۔ یہی تاریخ علامہ خادم حسین رضوی نے رقم کی۔ قوم کو غیرت کے اسباق پڑھائے۔ بزدلی کے دروس نے آج ہماری قوم کو کہاں پہنچا دیا؟ یہ مشاہدہ ہے کہ اصنامِ باطلہ کے حامی مسلمانوں کو مِٹا دینے پر تُلے ہوئے ہیں۔ دیر و کلیسا کے متشدد چہرے ہمیں دُنیا کے کئی خطوں میں دوڑا دوڑا کر ختم کر رہے ہیں۔ ہماری ہی زمیں، ہمارے ہی علاقے، ہمارے

لئے مقتل بن چکے ہیں۔ کئی عرب ملکوں کا سُہاگ لُٹ چکا ہے۔ یمن کی تاراجی جاری ہے۔ عراق وشام کی اینٹ سے اینٹ بجائی جاچکی ہے۔ افغانیوں پر کوہِ غم ٹوٹ چکا ہے۔ بیروت کی صبحیں شامِ غم کا نوحہ سُنا چکی ہیں۔ بعض مسلم مملکتیں جن سے مسلمانوں کا فائدہ ہونا تھا؛ وہ اسلام دُشمن قوتوں اور صہیونی طاقتوں کے ساتھ کھڑی ہیں۔

جن مملکتوں کو ناموسِ رسالت ﷺ کا پہرے دار بننا تھا؛ وہ اسرائیل کی چاپلوسی میں مگن ہیں۔ وہ اسرائیل دوستی کی راہیں ہموار کر کے فلسطینی مسلمانوں کے قتلِ عام کی موئید ہیں۔ المیہیہ کہ توہینِ رسالت کے معاملات میں مجرمانہ خاموشی کے شکار ہیں۔ جو کام مسلم حکومتوں کا تھا؛ وہ ایک وہیل چیئر پر براجمان بزرگ نے انجام دیا۔ وہ تنہا تھا لیکن پوری انجمن کا کام کر گیا۔ وہ معذور تھا لیکن بڑی قوتوں کا مالک تھا۔ وہ ضعیف تھا لیکن لاکھوں جوانوں سے زیادہ طاقت رکھتا تھا۔ وہ تنہا تھا، وہ بیمار تھا! نہیں نہیں وہ تو وہ تھا کہ جس کے لئے یہ شعر صادق آتا ہے:

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

علامہ خادم حسین رضوی نے قوتِ عشق رسول ﷺ سے جہان میں اُجالے برپا کیے۔ مسلمانوں میں محبتوں کی جوت جگائی۔ اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم نوریؔ کے اِس درس کا اعادہ کرتے رہے

یہ اِک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں

ترے نام پر سب کو وارا کروں میں

علامہ خادم حسین رضوی کی رحلت عہدِ عزیمت کا نقصان ہے۔ عہدِ استقامت کا رُخصت ہونا ہے۔ ان سے عقیدت کا تقاضا ہے کہ مسلمان اُٹھ کھڑے ہوں۔ لاکھوں خادم حسین رضوی بن جائیں۔ بزدلی کے مقابل استقامت کی راہ اپنائیں۔ غیرتوں کی صبح طلوع کریں۔ بزدلی کی شامیں قوم کی موت کا پیغام ہوتی ہیں۔ جہان میں اسلامی شناخت کے ساتھ جئیں۔ رسول اللہ ﷺ سے رشتۂ غلامی کو مضبوط کریں۔ یاد رکھیں! یہ عہد اگر غفلت میں گزار دیے تو پھر مٹا دیے جائیں گے۔ ہماری حمیت و غیرت کا تقاضا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ناموس کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں۔ یقیناً ایمانی قوت سہارا دے گی اور قومی غیرت بیدار ہو گی؛ جس کا راست فائدہ یہ بھی ہو گا کہ ہمیں مٹانے کا منصوبہ بنانے والے سرنگوں ہوں گے۔ قافلۂ عشقِ رسول اپنی منزل فضائے حجاز میں فروکش ہو گا۔ یقیں کی منزل پر کامیابی کے علَم نصب ہوں گے:

یہ نغمہ فصل گُل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

علامہ خادم حسین رضوی کی رحلت نے ناموسِ رسالت ﷺ کے لئے ان کے عزمِ محکم کا اعادہ کر دیا۔ جنازہ میں لاکھوں سَروں کا سمندر اس بات کا اشارہ تھا کہ اگر مسلمان محبت رسول ﷺ کے نام پر بیدار ہو گئے تو یقیناً ایوانِ کفر لرز اُٹھے گا۔ اور مٹانے والے خود مٹتے چلے جائیں گے۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

دیدہ ام مردے دریں قحط الرجال

سید صبغت اللہ سہر وردی
(دار العلم والمعرفہ خانقاہِ قادریہ سہر وردیہ شاہ آباد شریف خان پور۔ ضلع رحیمیار خان)

دیدہ ام مردے دریں قحط الرجال

تیرگی سے جو شب بھر لڑا تھا

وہ دیا مہر و مہ سے بڑا تھا

" علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ" جیسی شخصیت کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے شاید لُغات میں وہ الفاظ ہی نہیں ہیں جو ان کے مجاہدانہ وغازیانہ کردار کی اس طرح غمازی کر سکیں جیسا کہ علامہ صاحب کی شخصیت کا حق ہے۔علامہ صاحب سے میری کبھی بالمشافہ ملاقات نہیں تھی صرف دو بار ٹیلی فون پر بات ہوئی تھی اور بہ حیثیت سید کے انھوں نے جس ادب اور محبت کا مجھ سے اظہار فرمایا وہ بتاتے ہوئے مجھے جھجھک محسوس ہوتی ہے بس اس پر اللہ انھیں اجر عطا فرمائے۔باوجود ملاقات نہ ہونے کے مجھے ان کے کردار،ان کے نظریے اور ان کے مشن کی وجہ سے ان کے ساتھ جو محبت وعقیدت تھی وہ الفاظ میں بیان کرنا میرے لئے ناممکن ہے۔

گئے دنوں کا سُراغ لے کر کدھر سے آیا کدھر گیا وہ
عجیب مانوس اَجنبی تھا مجھے تو حیران کر گیا

(ناصرؔ کاظمی)

کسے خبر تھی کہ دیہات سے تعلق رکھنے والا مدرسے کا ایک طالب علم اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کئی سال کروفر کے ساتھ مسند تدریس پر بِتائے گا اور اس کے بعد دین کی خاطر اپنے سر پر اس وقت کفن باندھ کر نکلے گا جب ایک حادثے میں وہ

دونوں ٹانگوں سے بھی معذور ہو چکا ہو گا اور اس وقت اسلام کی خاطر کھڑا ہو گا جب عالَمِ کفر اپنے مسلمان گماشتوں کو ہی استعمال کر کے اسلام پر یلغار کر رہا ہو گا اور حلقہ ء درویشاں کا یہ مردِ مجاہد اس وقت نکلے گا جب بڑے بڑے صاحبانِ جبہ و دستار اپنے مفادات اور مصلحتوں کی خاطر دینی حمیت کو خیر باد کہہ چکے ہوں گے اور بہ ظاہر یہ بے سر و سامان شیخ الحدیث عشقِ رسالت مآب کا عَلَم اس انداز سے لے کر میدان میں اترے گا کہ قرون اولی کییاد تازہ کر دے گا اور اس انداز سے میدان میں اترے گا کہ قیامت تک آنے والی نسلیں اس پر فخر کریں گی اور فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر آنکھ اس کے بچھڑنے کے دکھ میں اشک بار ہو گی اور ٹانگوں سے معذور اس شیخ الحدیث کے نام پر ہی اپنے ہزاروں جسمانی تن درست مگر ذہنی طور پر معذور شیوخ نچھاور کر دیں گی۔

علامہ صاحب ایسی عبقری شخصیات روز روز پیدا نہیں ہوتیں جو صرف یہ نہیں کہ خود ایک بیدار مغز اور بیدار دل انسان تھے بلکہ ان کے پاس تو خوابِ غفلت میں سوئے ہوں کو جھنجھوڑنے اور بیدار کرنے کا انوکھا ہنر موجود تھا اور وہ اس انداز سے غافلین کو بیدار کرتے کہ وہ خود بیداری شعور کے سفیر بن جاتے پھر اسلام اور عظمت

مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اس انداز سے تربیت کرنا کہ ان کے حلقے میں آنے والا ہر شخص سر بکف مجاہد بن جاتا، جس کی زبان پر صرف یہی نعرہء مستانہ ہوتا کہ

گریزد از صفِ ما ہر کہ مردِ غوغا نیست
کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلہ ما نیست

اور اس قافلے کا بچہ بچہ ہر ایک غدار، گستاخ اور بے حمیت کو ہمیشہ دیوانہ وار للکار کر کہتا کہ

یہ بات عیاں ہے لوگوں پر
ہم پھول بھی ہیں تلوار بھی ہیں

بارگاہِ احدیت و احمدیت سے علامہ صاحب کے سر پر درد امت، وفا، ایثار، عِلم، تاثیر، جذبہ، حمیت، غیرت، شجاعت، بہادری اور عشق و محبت کا جو تاج سجایا گیا تھا اس کی جھلملاہٹ صدیوں تک ماند نہیں پڑے گی۔

لیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

کیا خوب کہا تھا کسی نے کہ

ایثار و وفا، سوز و جنوں، درد و تمنا

یہ ایک لہو کتنے چراغوں میں جلا ہے

علامہ صاحب کشتۂ عشق رسول ﷺ ہی نہیں تھے بلکہ اس ذات مقدس سے نسبت رکھنے والی ہر شخصیت اور ہر چیز سے والہانہ محبت ان کی شخصیت کا خاصہ تھی۔ یہ بات ایک مسلمہ مگر تلخ حقیقت ہے کہ بند کمرے میں بیٹھ کر بلند و بانگ دعوے کرنا بہت آسان ہے، ہوا کے رخ پر اڑنا بہت سہل ہے، مصلحت کوشی روشِ عام ہے، مفاد پرستی، منافقت، ضمیر فروشی اور قول و فعل میں تضاد برتتے ہوئے اپنی اولاد اور دیگر وابستگان کے لئے دوہرے معیارات رکھنا عام ہو چکا ہے یوں کہہ لیجیے کہ

ہر شخص بنا لیتا ہے تہذیب کا معیار
اپنے لئے کچھ اور، زمانے کے لئے اور

مگر ٹھٹھرتے سرد موسم، سخت وبائی ایام اور خوف واِبتلا کے دنوں میں اپنے اہل و عیال سمیت کھلے آسمان تلے چادر لپیٹ کر بیٹھنا اور اسی چادر کو سڑک پر بچھا کر اس پر سو جانا اور اسلام کی نظریاتی سرحدوں کی زندگی بھر پہرے داری کرنا علامہ صاحب کا طرہ ءامتیاز ہے اور شاید کسی نے ایسے ہی بطلِ حریت کے متعلق کہا تھا کہ

موجیم کہ آسودگی ما عدم ماست

ما زندہ بہ آنیم کہ آرام نہ گیریم

علامہ صاحب کو بارگاہ الوہیت و رسالت سے علم و معرفت کا جو غیر معمولی حصہ عطا ہوا تھا اور جس طرح انھیں عربی و فارسی زبان و بیان پر ملکہ حاصل تھا اور ان کو جس درجے کی ذہانت و فطانت سے نوازا گیا تھا اور جس بلاغت کے ساتھ وہ کلامِ اقبال کا قرآن و حدیث سے انسلاک و انطباق کرتے تھے ماضی قریب میں بھی اس کیکوئی مثال نہیں ملتی۔ علامہ صاحب سے اختلاف کرنے والے حضرات اگرچہ بہت نکتہ چینی کی کوشش کر رہے ہیں لیکن باوجود تلاشِ بِسیار کے بھیبہ اعتراض کوئی نہیں کر سکے گا کہ علامہ صاحب نے فلاں حوالہ غلط دیا ہے، فلاں واقعہ غلط بیان کیا ہے، فلاں شعر غلط پڑھا ہے اور فلاں لفظ کا اعراب غلط پڑھا ہے اور یہ ان کا علمی تبحر ہی نہیں بلکہ معرفت کے بحرِ زخار میں برسوں غواصی کی علامت ہے۔

نہ دانم چہ جادوئیست بطرز گفتارش

کہ باز بستہ زبانِ سخن طرازاں را

اس گئے گزرے دور میں علامہ صاحب اس قافلہء عزیمت و حریت کے حدی خواں تھے جس کے پیشوا سیدنا امام حسین علیہ السلام اور سیدنا امام احمد ابنِ حنبل رضی اللہ عنہ تھے اور قیامت تک آنے والی عزیمت کی جتنی بھی تحریکیں اٹھیں گی ان میں علامہ صاحب کا

نام ہمیشہ تابندہ و جاوید رہے گا اور جب بھی ان کا ذکر ہو گا تو دل و دماغ پکار اٹھیں گے کہ

چہ ساز بود کہ بنواخت مطرب عشاق

کہ رفت عمر و ہنوزم دماغ پر ز صدا است

(حافظؔ)

علامہ صاحب ایسی ہمہ صفت شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں اور ایسی عدیم النظیر شخصیات کے مقام و مرتبے کا ادراک ان کے چلے جانے کے بعد ہوتا ہے۔

ہمارے یہاں تو ویسے بھی خود کو منوانے کے لئے مرنا پڑتا ہے۔

نظیریؔ نیشاپوری کا یہ شعر علامہ صاحب کے لئے ہی معلوم ہوتا ہے

تو نظیریؔ ز فلک آمدہ بودی چو مسیح

باز پس رفتی و کس قدر تو نہ شناخت دریغ

اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کی خدمات کے صلے میں ان کی نیابت کے لئے عالمِ اسلام کو ایسی کوئی شخصیت عطا کرے جو نہ صرف ان کے لئے قبر میں راحت کا سامان کر سکے بلکہ مصطفوی مشن کو اسی توانائی، جرات اور ثابت قدمی کے ساتھ آگے بڑھا کر

پایہء تکمیل تک پہنچا سکے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر جانے والا اپنی جگہ یوں خالی کر جاتا ہے کہ

زہر چمن کہ گذشتم بہ ہر گلے کہ رسیدم

بہ آب دیدہ نوشتم کہ یار جائے تو خالیست

ناصر کاظمی نے یہ نوحہ کچھ ان لفظوں میں پڑھا ہے کہ

میں ان کی راہ دیکھتا ہوں رات بھر

وہ روشنی دکھانے والے کیا ہوئے

عشاقان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی فہرست میں علامہ صاحب کا نام ہمیشہ دمکتا رہے گا۔

ہرگز حدیث زلف تو کوتہ نمی شود

ایں گفتگوئے تا بقیامت مسلسل است

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کے جذبہء حریت اور غیرتِ دینی کا خراج ہر امتی کو عطا فرمائے۔

راہ عظیمت کا ایک جاں باز راہی

مولانا خلیل احمد فیضانی

راہ عظیمت کا ایک جاں باز راہی

میرے استاذ گرامی حضرت مولانا صادق صاحب قبلہ مصباحی زید مجدہ نے کیا ہی کمال فرمایا کہ تاریخ ہمیشہ عظیمت رقم کرنے والوں کی لکھی جاتی ہے اس قول کے تناظر میں اگر ہم چودہ صدیوں کی تاریخ کا منصفانہ جائزہ لیتے ہیں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آج جن پاک ہستیوں کے نام تاریخ کے صفحات پر ستاروں کی طرح دمک رہے ہیں وہ سب راہ عظیمت کے شہسوار اور عزم وہمت کے کوہ گراں تھے اس لئے وہ حضرات نہ ہی حکمرانوں کو خاطر میں لاتے اور نہ ہی لومہ لاءم کی پرواہ کرتے الحب فی اللہ اور البغض فی اللہ ان کی زندگی کا اولین مقصد تھا طاغوتی طاقتیں ان کے لئے پابجولاں ثابت نہیں ہو سکتی دشمنان خدا عزوجل ورسول اللہ ﷺ کے لئے وہ شمشیر براں تھے اسی سلسلہ الذہبیہ کی ایک فولادی کڑی جس کو آج دنیا خادم حسین رضوی کے نام سے جانتی اور پہچانتی بھی ہے رضوی صاحب کی زندگی عزیمت کی عملی تصویر تھی کفر جب ان کی رعد وبرق جیسی گرجتی آواز کو سنتا تو

’’یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ‘‘ کا مجسمہ بن کر وہیں ساکت و جامد ہو جاتا
انہوں نے کبھی بھی اپنے ذاتییا سیاسی مقصد کے حصول کے لئے قدم نہیں اٹھایا
وہ ہمیشہ اسی نظریہ پر قائم رہے کہ انہیں جانا انہیں مانانہ رکھا غیر سے کام للہ
الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا انہوں نے عشق مصطفی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے ایسے دیپ
روشن کیے کہ عشاق رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم تا قیام قیامت پروانہ وار ان کا طواف کر کے
محبوب کے جلووں کا نظارہ کرتے رہیں گے میں یہ بات کہنے میں حق بجانب
ہوں کہ وہ چند سال اور حیات رہتے تو عالم کفر کی بنیادیں ہلا کر چھوڑتے کیوں
کہ ان کی آواز میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی حمایت کار فرما تھی ان کے
کردار میں ملکوتی تقدس کا نور ضیاپاشیاں کرتا نظر آتا تھا ان کی رگوں میں
حیدری لہو کا ولولہ ٹھاٹھیں مار رہا تھا ان کے جذبات میں موسی بن نصیر کی
جھلک پنہاں تھی ان کے عزم و اعتماد میں طارق بن زیاد کا جلوہ مضمر تھا ان کے
اخلاق و کردار میں اورنگ زیب کی جلوہ باریاں جلوہ فگن تھی ان کے تیور میں
صلاح الدین ایوبی کا روپ نمایاں تھا ان کی غیرت میں نورالدین زنگی کا خمیر
مخفی تھا ان کے حوصلوں میں یوسف بن تاشفین کی اڑان موجود تھی ان کی

حمیت و استقامت میں مجد دالف ثانی کا وصف جلوہ گر تھا ان کے عشق میں احمد رضا کا سوز و گداز ظاہر و باہر تھا یعنی وہ کوئی تن تنہا شخصیت نہیں تھی بلکہ ہزاروں غازیان اسلام کی مشترکہ آواز کی عملی تصویر تھی جس طرح ان پاک ہستیوں کا مشن اللہ اور رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دین کو عام کرنا اور ہر اس گمراہ فرقہ کا قلع قمع کرنا کہ جو بارگاہ ایزدی میں لب کشائی کرے یا ناموس رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کھلواڑ کرے اور آج کے دور میں زیادہ تر حملہ ناموس رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ہی کیے جارہے ہیں اس لئے انہوں نے اپنی تحریک کی بنیاد ہی تحفظ ناموس رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عزم پر رکھی قادیانیت وہابیت دیوبندیت لادینیت کے خلاف وہ آہنی دیوار بن کر سینہ سپر ہوگئے انگریز نواز زعما قادیانیت نواز حکمراں وقت اور لبرلز افکار کے حاملین کو اپنی اوقات یاد دلادی ہزار مرتبہ سیاسی لیڈران نے ان کو کمزور گردانتے ہوئے سمجھوتے کی بات کہیلیکن وہ تو یقین محکم کی قوت سے مالامال تھے ان کو ایسا دندان شکن جواب دیتے کہ وہ مبہوت ہوکر واپس لوٹتے یہ سب اس لئے کہ انہوں نے راہ عزیمت کو اختیار کر رکھا تھا ناموس رسالت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ نچھاور

کرنے کو وہ اپنی معراج سمجھتے تھے اسلئے پایہ استقامت متزلزل نہ ہو سکا اور نہ ہی دولت و حشم کے انبار انہیں اپنی طرف مائل کر سکے ان کے سامنے اعلی حضرت کا یہ نظریہ تھا کہ

کروں مدح اہل دول رضا

پڑے اس بلا میں میری بلا

میں گدا ہوں اپنے کریم کا

مرا دین پارہ نان نہیں

۱۹ نومبر ۲۰۲۰ کی شب علامہ صاحب کے وصال کی خبر بجلی بن کر گری عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دل بجھ سے گئے جذبات امڈ پڑے آنکھیں اشکبار ہو گئیں طبیعتیں مضمحل ہو گئیں ہمارا رشتہ ان سے صرف عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد پر تھا وہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مداہنت و رعایتکے قائل نہ تھے بلکہ امام احمد رضا کے اس پیغام کو حرز جاں بنائے ہوئے تھے کہ

دشمن احمد پہ شدت کیجیے

ملحدوں سے کیا مروت کیجیے

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ اور خدمت دین

مولانا محمد ہاشم رضا مصباحی

ہر عہد اور ہر زمانے میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے کچھ خاص اور مخلص بندے ایسے ہوتے ہیں جو اپنی زندگیاں دین متین کی حفاظت وصیانت اور خدمت کے لئے وقف کر دیتے ہیں

دین کی خدمت کے مختلف طریقے ہیں:

- کوئی مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دے کر دین کی خدمت کرتا ہے۔
- کوئی مدرسے کی چٹائی پر بیٹھ کر طالبان علوم نبویہ کو علوم وفنون کا درس دے کر دین کی خدمت کرتا ہے۔
- کوئی تصنیف و تالیف کے ذریعے دین کی خدمت کرتا ہے۔
- کوئی وعظ و خطابت کے ذریعے دین کی خدمت کرتا ہے۔
- کوئی کسی تحریکیا تنظیم کے ذریعے دین کی خدمت کرتا ہے۔

امیر المجاہدین علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ ان باکمال شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے مختلف شعبہائے دین کے ذریعے تازندگی دین کی خدمات انجام دیں۔آپ کی خدمات دین کا دائرہ کافی وسیع نظر آتا ہے ہم مختصراً روشنی ڈالتے ہیں۔

➢ امامت کے ذریعے دین کی خدمت:

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف مساجد میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیے۔ سب سے پہلے ۱۹۹۳ میں محکمہ اوقاف لاہور کی طرف سے دربار حضرت سائیں کانواں میں آپ کا تقرر ہوا پھر حضرت شاہ ابو المعالی کے مزار سے متصل مسجد میں پھر وہاں حکومتی پالیسیوں پر تنقید کی وجہ سے چار ماہ آپ کو معطل کر دیا گیا بحال ہونے پر حضرت پیر مکی رحمۃ اللہ علیہ لاہور کے دربار سے متصل مسجد میں تقرر ہوا وہاں غازی ممتاز حسین قادری صاحب کے معاملے کے بعد آپ نے استعفی دے دیا اور آخر میں آپ جامع مسجد رحمۃ للعالمین لاہور میں تادم وصال خطیب رہے۔

➢ تدریس کے ذریعے دین کی خدمت:

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۹۰ میں اپنے مادر علمی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ہی میں علم تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور ۲۰۱۵ء تک اسی جامعہ میں شیخ الحدیث کے منصب جلیل پر فائز رہے علم صرف میں کمال مہارت حاصل ہونے کی وجہ سے آپ کو امام الصرف مانا گیا اپنے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے والے طالبان علوم میں بھی علم صرف میں مہارت و کمال پیدا کر دیتے تھے اور کبھی کبھی دوران خطابت گردان سنا کر اہل علم کی ضیافت طبع فرمادیا کرتے تھے اور سامعین کو محو حیرت کر دیتے تھے یہ

ان پر خصوصی فیضان تھا علامہ عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا جن کی نگرانی میں انہوں نے جامعہ نظامیہ رضویہ میں تیرہ سال اس فن کی تدریس میں گذارے۔

- تصنیف کے ذریعے دین کی خدمت:

چوں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فن صرف میں مہارت تامہ رکھتے تھے چنانچہ اسی فن میں آپ نے دو وقیع اور جامع کتابیں تصنیف کیں (۱) تیسیر ابواب الصرف:(صرف کی گردانوں پر مشتمل کتاب)(۲) تعلیمات خادمیہ:(جامع قوانین اور مفصل تعلیمات پر مشتمل کتاب)۔

- وعظ و خطابت کے ذریعے دین کی خدمت:

وعظ و خطابت تبلیغ دین کا بہت اہم اور مؤثر ذریعہ ہے ہمارے اسلاف کرام و بزرگانِ دین اپنے نورانی و عرفانی خطابات سے تاریک دلوں کو منور فرمادیا کرتے تھے علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ ایک کامیاب خطیب بھی تھے چوں کہ ان کی مادری زبان پنجابی تھی اس لئے وہ اکثر و بیشتر پنجابی میں خطاب فرمایا کرتے تھے مولانا روم امام احمد رضا اور علامہ اقبال کی شاعری سے بہت زیادہ متاثر تھے اس لئے اپنے خطابات میں جابجا امام احمد رضا قدس سرہ اور علامہ اقبال کے اشعار پڑھا کرتے تھے ان کا خطاب

دلوں پر اثر کرتا تھا فکر کو بلندی دیتا تھا وہ اپنے خطاب کے ذریعے ایوان باطل میں لرزاں پیدا کر دیتے تھے۔

➢ تحریک لبیک پاکستان کے ذریعے دین کی خدمت:

یوں تو علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات دینیہ کا دائرہ وسیع ہے لیکن تحفظ ختم نبوت و ناموس رسالت کی تحریک چلا کر جو انہوں نے دین کی خدمت انجام دی اس کی بدولت وہ عالم اسلام میں شہرت و مقبولیت کے درجے پر فائز ہو گی

عوام و خواص میں ان کی شہرت و مقبولیت اس وقت عروج پر پہنچی جب ۲۰۱۶ء غازی ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ کو گستاخ رسول سلمان تاثیر کے قتل کے الزام میں پھانسی دے دی گئی اس واقعے سے آپ کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہو گیا اور آپ نے تحفظ ناموس رسالت کے نیک اور عظیم مقصد کے لئے تحریک لبیک پاکستان کے نام سے ایک جماعت بنا ڈالی اور تا عمر اس کے امیر رہے۔

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے سچے عاشق رسول تھے جو ضعیف العمری میں بھی وہیل چیئر پر بیٹھ کر تحفظ ناموس رسالت کے لئے وہ کام کر گیے جو تیز رفتار والے بھی نہ کر سکے۔

تحفظ ختم نبوت و ناموس رسالت کے لئے مختلف دھرنے دیے حکومت وقت کو للکارا جس کی پاداش میں آپ کو کئی بار قید و بند کی صعوبتوں کا سامنا بھی کرنا پڑا ظالموں نے آپ کو گھسیٹا اور مارا پیٹا بھی آپ کا مذاق اڑایا گیا کئی کئی دن بھوکا پیاسا رہنے پر مجبور کیا مگر وہ مرد قلندر جو اقبال کے اس شعر کا مصداق تھا

آئین جوانمردی حق گوئی و بیباکی

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اس کے پائے ثبات میں لغزش نہ آسکی اور تا زندگی وہ امت مسلمہ کو تحفظ ناموس رسالتکا درس دیتا رہابالآخر وہ پیکر عزیمت و استقامت ۱۹ نومبر ۲۰۲۰ء شب جمعہ میں دار الفنا سے دار البقا کی طرف کوچ کر گئے۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ علم صرف کے بحر بیکراں

مولانا خلیل احمد فیضانی

جب ہم بنظر غائر تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت شمس وامس سے زیادہ واضح ہو جاتی ہے کہ عالم اسلام کی بے شمار شخصیات ایسی گزری ہیں کہ جن کی وجہ سے کسی فن کو یا بھلائی ہوئی روایات کو حیات نو نصیب ہوئی بریں بنا اس شخصیت کو اسی فن کے ساتھ مشہور کر دیا گیا حالاں کہ وہ شخصیت ہر فن مولا کے منصب عظیم پر فائز ہوتی ہے ہر میدان اس کی جولان گاہ ہوتا ہے فرق صرف غالب مغلوب کا رہتا ہے یعنی بعض فنون میں بنسبت دوسرے فنون کے ایک گونہ دلچسپی زیادہ رہتی ہے تو اس شخصیت کو اسی فن کے اندر منحصر کر دیا جاتا ہے جب کہ حقیقت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے تو اس طرح سے کئی ایک فنون ابھی تک عدم توجہی کے شکار ہیں تو انہیں عدم توجہی کے شکار فنون قدیمہ میں سے ایک فن فن صرف ہے جس کی تدوینی حیثیت کچھ یوں ہے یہ فن پہلی صدی ہجری میں

علم نحو کے ساتھ مدون کیا گیا تھا بعد میں دوسری یا تیسری ہجری میں اسے ایک مستقل فن کی حیثیت حاصل ہوئی اور اس کے مسائل واحکام کو الگ سے تدوین کیا گیا

مشہور قول کے مطابق اس فن کے مدون اول ابو عثمان بکر المازنی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کی تاریخ وفات ۱۴۸ ہجری ہے نحو کے مشہور امام امام اخفش کے شاگرد تھے ان کی علوم میں پختگی کافی مشہور تھی امام مبرد کا قول ہے کہ سیبویہ کے بعد ابو عثمان سے زیادہ نحو کا کوئی بڑا عالم نہیں. ان کی مشہور تصنیفات کتاب القران، علل النحو، تفاسیر کتب سیبویہ وغیرہ ہیں یہ تو مشہور قول تھا جو کشف الظنون اور مفتاح السعادہ میں ذکر ہے لیکن بعض صرفیین کی تحقیق یہ ہے کہ اس فن کا مدون ابو عثمان المازنی نہیں بلکہ ان سے ایک صدی قبل امام اعظم ابو حنیفہ متوفی ۱۵۰ ھ ہے اور ان کے بعد ان کے تلامذہ اس کو نقل کرتے اسی طرح سے یہ فن نشیب و فراز کی گھاٹیاں عبور کرتا رہا اور موج بحر کی طرح ہچکولے کھاتا رہا اور پروان چڑھتا رہا اب ہم لوگ جس دور میں جی رہے ہیں اس میں ہر آدمی شارٹ کٹ کا متلاشی رہتا ہے یہاں تک کہ اس مرض کو اسلامی علوم کے اندر بھی مندرج کر دیا کہ بس ہر فن کے مبادیات کی معلومات ہی کافی ہے زیادہ توجہ اور بال کی کھال نکالنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن اسی دور قحط الرجال کے اندر ایک ایسے مرد قلندر نے جنم لیا جو ہر میدان کا غازی معلوم ہوتا تھا اس قلندر نے اپنی زیادہ تر زندگی خدمت دین کے لئے وقف کر دی تھی اور اگنور کیے ہوئے فنون کو ایک ایسی تازگی بخشی جو ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت باقی رہے گی آپ یوں تو ہر فن مولی تھے لیکن

آپ کی علم صرف کے حوالہ سے خدمات یقینا آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے آپ کے ذریعے یہ فن یک لخت اٹھان میں آگیا اور اس کو حیات جاویداں نصیب ہو گئ میری مراد علامہ خادم حسین رضوی ہیں جو حافظ قرآن اور شیخ الحدیث ہونے کے ساتھ اتنے بڑے صرفی تھے کہ آج اگر ابو عثمان المازنی بھی ان کو سنتے تو داد تحسین دیے بغیر نہ رہتے علامہ رضوی کون ہیں ان کا کردار کیا رہا ان کا دیگر علوم پر تبحر کا کیا عالم ہے یہ چیزیں موضوع سخن نہیں ہے بتانا صرف یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کے ذریعے ایک بھولے بسرے فن کو تازگی بخشی آپ نے بھی خوب محنت و مشقتسے فن کو پڑھا اور پڑھایا ان کے علم صرف میں تبحر کا عالم یہ تھا کہ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں پانچ ہزار طلبہ کو ایک ہی نشست میں صرف پڑھا سکتا ہوں اور یہ بھی فرماتے کہ جس کو پڑھاوں گا اس کو امام بنا کر ہی چھوڑوں گا اور آپ کا یہ قول بھی ہے کہ قرآن مقدس کے الحمد سے لے کر قل اعوذ برب الناس تک ہر صیغے کی گردان اور اس کی تعلیل مجھ کو حفظ قرآن کی طرح ازبر ہے فن صرف کا ایک اہم موضوع بلکہ رکن اعظم ہے گردانیں ان گردانوں میں باباجی کیمہارت کا عالم یہ تھا کہ وہ بر وقت جس صیغہ کی صرف صغیر یا صرف کبیر بیان فرمانا چاہتے بلا جھجھک بیان فرمادیتے اور انداز ایسا ہوتا کہ جاہل پر بھی وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ان کی فن صرف میں مہارت کا اندازہ اس

واقعہ سے بھی لگا سکتے ہیں جو فقیر کے ایک مخلص دوست حافظ سلمان عطاری کے ساتھ پیش آیا ہوا یوں کہ انہوں نے فقیر سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں علم صرف اور نحو کے اکابر مصنفین جیسے سیبویہ اخفش. المازنی وغیرہ کی فہرست دیکھ رہا تھا دیکھتے دیکھتے اچانک جھٹکا سا لگا کیا دیکھتا ہوں کہ اسی اکابر مصنفین کی فہرست میں ایک نام جلی حروف میں خادم حسین رضوی لکھا ہوا تھا اولا تو میں اس سوچ میں پڑ گیا کہ یہ وہی تو خادم حسین رضوی نہیں ہے جن کی گردانیں ہر طالب علم کی زبان پر جاری وساری ہیں مجھ کو یقین نہیں ہوا کہ اتنے بڑے بڑے مصنفین کے درمیان ان کا نام کیسے شامل کیا جا سکتا ہے لیکن کسی اسلامی بھائی سے پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہ وہی بابا ہے جن کی گردانوں کا تو دیوانہ ہے اس واقعہ کے ذریعے اس فن میں باباجی کے مقام و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے وہاں پہ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ علما کرام کے نزدیک بھی ان کی قابلیت مسلم تھی آپ کو شروع سے ہی اس فن میں دل چسپی تھی اور جامعہ نظامیہ میں بعد تقرری کے بھی آپ نے اسی فن کی کتابیں پڑھائی بعد میں اپنے استاذ گرامی عبد الستار نیازی کے حکم پر مطولات کا درس دینا شروع کیا آپ نے جہاں اپنی ظاہری حیات میں اس علم کو عروج بخشا وہیں آج بھی ان کی تصنیفات آسمان علم پر اپنی نوری کرنیں بکھیر رہی رہیں ان کی اس فن میں دو کتابیں ہیں الحمد للہ فقیر کو دونوں کے مطالعہ کا شرف حاصل ہے ایک کا نام ہے تیسیر

ابواب الصرف اس کا انداز نہایت ہی سہل اور ترتیب نہایت مہذب یہ کتاب تقریبا سات سو صفحات پر مشتمل ہے اور دوسری کتاب کا نام تعلیلا تخادمیہ ہے یہ کتاب قواعد تعلیلات پر مشتمل ہے کافی ضخیم ہے تقریبا چھ سو صفحات پر مشتمل ہیں ایک اور کتاب بھی جس کا نام انوار خادمیہ ہے جو آپ کے ارشاد پر لکھی گئی ہے. فقیر یہ بات کہنے میں حق بجانب ہو گا اور قارئین اس بات کی تصدیق کریں گے کہ جو طالب علم ان تینوں کتابوں کو اچھی طرح سے سمجھ کر یاد کر لے گا عربی ادب کی باریکیوں میں کہیں ٹھوکر نہیں کھائے گا۔

علامہ خادم حسین رضوی علم صرف کے میدان میں

مولانا محمد حسنین عطاری

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہرا دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد دین حق کو مٹانے کی بھرپور کوششیں کی گئیں ہمارے اسلاف نے بڑی دلیری کے ساتھ مقابلہ کیا اور علم الھدی کو سرنگوں نہ ہونے دیا..

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں

سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردان عرب

عروج وزوال تاریخ کا حصہ ہیں جو قومیں دور انحطاط میں اپنے افکار و نظریات پر سختی سے عمل پیرا رہیں انہیں دوبارہ بلند ہوتے دیر نہیں لگتی لیکن جو قومیں اپنے افکار و نظریات کو چھوڑ کر اغیار کی نقالی میں مصروف ہو جاتی ہیں تباہی و بربادی اسکا مقدر بن جاتی ہے.

سیدی و مرشدی اعلیحضرت نے جو دس اصول دین کی اشاعت و ترویج کے لئے ارشاد کئے تھے اور جو توشیقی فکر میرے امام دے گئے تھے اگر انہیں بزرگان اہلسنت قاہرہ و نوجوانان ملت طاہرہ اپناتے تو آج ہم بدحالی کا شکار نہ ہوتے. انگریز کے برصغیر میں آنے کے بعد ہمارے بزرگوں نے جس طرح جبل استقامت بن کر ان کا مقابلہ کیا وہ تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے.

انکے چلے جانے کے بعد چاہئے تو یہ تھا کہ دینی مدارس کی ترقی و خوشحالی کیلئے اپنے اسلاف کے دئےہوئے حفاظت نظام تعلیم کا بندوبستکیا جاتا..... لیکن.... ہاہ........ تعجب در تعجب آہستہ آہستہ دینی مدارس کے ارباب حل و عقد مغربییلغار کے زیر دام آگے اور آج ہم یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ جو کتابیں سرکاری سطح پر مسلمانوں کو پڑھائی جاتی تھیں آج انہیں مدارس دینیہ کے نصاب میں شامل کر لیا گیاہے.

ایک طرف مسلمانوں کے علم کے ناپید ہونے کا دکھ تو دوسری طرف اتباع فرنگ کا غم. دیگر قومیں ہم مسلمانوں سے علم حاصل کر کے بہر اور ہو چکی ہیں اور ہم اپنے بزرگوں کا ورثہ ہاتھ سے گنوا بیٹھے....

علم صرف بھی انہیں علوم کا ایک حصہ ہے کہ جسے مسلمانوں کی ایک تعداد نے پس پشت ڈال دیا. ہم اپنی اس مختصر تحریر میں علم صرف اور معلم صرف میری مراد علامہ خادم حسین رضوی کے نورانی چہرے پر روشنی ڈال کر اپنے قلم کو زینت بخشنے کی کوشش کریں گے...

شعر:

پڑھ کے حدائق بخشش میں نے سیکھی حسن منقبت ولی
میرے قلم کو جو ہے نسبت فکر رضا کی عنایت ہے

لفظ صرف وہ بابرکات لفظ ہے جس کا ورود قرآن میں کئی مرتبہ ہوا...

۱. کہیں فرمایا:[ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ]۔[۱]
۲. کہیں فرمایا:[وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ] ۔[۲]
۳. کہیں فرمایا:[ثُمَّ انصَرَفُوا] ۔[۳]
۴. کہیں فرمایا:[وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ] ۔[۴]

---

[۱] سورة آل عمران152.
[۲] سورة الأعراف٤٧.
[۳] سورة التوبة١٢٧.
[٤] سورة الإسراء ٤١.

۵. کہیں آیا:[وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ] ۔[۱]

۶. کہیں ارشاد ہوا:[وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ]۔[۲]

۷. کہیں آیا:[فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا] ۔[۳]

۸. کہیں فرمایا:[وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا]۔[۴]

۹. کہیں فرمایا:[وَصَرَّفْنَا الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ] ۔[۵]

۱۰. کہیں فرمایا:[وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا] ۔[۶]

۱۱. کہیں فرمایا:[وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ] ۔[۷]

ویسے تو علم صرف کی تدوین دوسری صدی ہی میں رایہ وضع کے سایہ میں آچکی تھی جسکی خدمت کا صحرا اولی شیخ ابو الاسود دوئلی کے شاگرد معاذ بن مسلم فراء

[۱] سورة الإسراء ۸۹.

[۲] سورة طه۱۱۳.

[۳] سورة الفرقان۱۹.

[۴] سورة الفرقان۵۰.

[۵] سورة الأحقاف ۲۷.

[۶] سورة الأحقاف ۲۹.

[۷] سورة الكهف۵٤.

متوفی ۱۸۷ھ کے سر سجتا ہے، پھر ان کے شاگرد امام ابو علی کسائی متوفی ۱۸۹ کا نام متر قین علم صرف کی صف اول میں ہے.

تیسری صدی کے اوائل زمانہ ۲۰۷ھ میں با قائدہ اس علم کو ابوزکریا دیلمی نے لبادہ تدوین سے آراستہ کیا ورنہ اس سے پہلے علم صرف کو نحو کی ایک شاخ گردانا جاتا تھا....

دور دوران مثل سیل رواں دواں رہا علم صرف ترقی و عروج کے زیور بیش بہا سے مزین ہوتا رہا کہ ابن عدی متوفی ۲۴۸ کا دور آتا ہے اور یہ میدان صرف میں ایک کتاب تصریف مازنی جو کہ علم صرف کا ایک غر محجل ہے چھوڑ جاتے ہیں.........

پھر گردش زمانہ کے ساتھ ساتھ ایک طرف عثمان بن جنی نحوی متوفی ۳۹۲ کی کتاب لا جواب تصریف ملوکی کی جلوہ گری ہوتی ہے...

تو دوسری طرف نزہۃ الصرف فی علم الصرف للشیخ المیدانی متوفی ۵۱۸ھ اپنا دامن لہراتی ہوئ نظر آتی ہے.....پھر اس کے بعد شہنشاہ نحو علامہ ابن حاجب متوفی ٦٤٦ کی کتاب مستطاب شافیہ کا دور حکومت آتا ہے کہ جس کتاب نے اس فن کی کامل ترجمانی کی....

ساتویں صدی ہجری کا آفتاب غروب ہوتا ہی چاہتا تھا کہ علامہ ابن مالک متوفی ۶۷۳ کی لامیۃ الافعال، امام ابو الذبیح حضرمی متوفی ٦٧٦ کی اساس التصریف نے پھر سے علم صرف کے میدان میں لہلہاتی شمعیں روشن کیں....

پھر جب نویں صدی انتہائی وقت پر ہوتی ہے تو امام علاء الدین قوشیحی متوفی ۸۷۹ کی کتاب اسنی کا وجود ہوتا ہے.

اسکے علاوہ بھی علم صرف کے موضوع پر کئی کتب تالیف کی گئیں مثلا نوادر الاصول فی شرح الاصول للمفتی سعد اللہ متوفی ۱۲۹۴.

صرف بہائی للشیخ املی، میزان الصرف، پنج گنج کلاہما للشیخ اودہی صاحب ہدایہ النحو، صرف میر للشیخ الجرجانی، فصول اکبری للشیخ اکبر الہ آبادی قانونچہ للشاہ ولایت علی.......

پھر ان صدیوں کے منظوم لؤلؤں کے آخر میں ۱۴ ویں صدی سن ۱۹۶۶عیسوی میں امام عاشقان، محقق دوراں علامہ زماں فخر الاعیان معتمد عالماں معلم صرفیین تاج العلماء سراج الصلحاء صاحب فہم و ذکاء بقیۃ السلف حجۃ الخلف فاضل جلیل عالم نبیل شمشیر بے نیام شمشیر رضاء الانام سید العلماء والاعلام قدوۃ السالکین سلطان العاشقین جبل استقامت صاحب رشد و ہدایت مؤید ملت طاہرہ صاحب حجۃ قاہرہ نائب غوث جیلانی جانشین امام ربانی حق و صداقت کی نشانی صاحب فیض غوث صمدانی

وحامل دلیل حقانی علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جو صرف آٹھ سال کی عمر میں دینی تعلیم کے حصول کیلئے جہلم کی طرف زادراہ باندھ چکے تھے.

پھر سن ۱۹۸۰ میں آپ لاہور آگئے اور اسکے بعد زندگی کا بیشتر حصہ یہیں گزرا...

سن ۱۹۸۸میں آپ مدرسہ سے فارغ التحصیلہوئے......

پہلی ملازمت آپ نے محکمہ اوقاف میں کی سیاست میں آنے کے بعد محکمہ اوقاف کو داغ مفارقت دیا..

اسکے بعد آپ آخر تک یتیم خانہ روڈ لاہور کے قریب واقع مسجد رحمۃ للعالمین میں خطیب تھے...

- آپ رحمۃ اللہ علیہ اور خدمت صرف:

جہاں حضرت علام کی شخصیت استاذ الفقہ والحدیث کی حامل ہے وہاں آپ کی ذات استاذ الصرف کی حیثیت سے بھی جانی جاتی ہے....

آپ نے جو کتابیں لکھیں ان میں سے صرف کے موضوع پر دو کتابیں تصنیف فرمائیں: التعلیلات للخادمیۃ والتیسیر للابواب الصرفیہ جو کہ بحمد اللہ ایک مستقل سیمینار کی حیثیت رکھتی ہیں...

➢ شان تعلیلات خادمیۃ آپ کی اپنی ہی زبانی:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کییہ کتاب آپ کی صرفیانہ فقاہت پر ایک بیش بہا دلیل ہے.

یہ کتاب جامع قوانین اور مفصل تعلیلات پر مشتمل ہے. آپ فرماتے ہیں کہ مفصل تعلیلات کی حاجت اس لئے پیش آئی کہ مشاغل اتنے بڑھتے گئے کہ پڑھنے پڑھانے والوں کے پاس اتنا وقت نہیں بچتا کہ وہ تمام صیغوں کی مفصل تعلیلات کریں. اس موضوع پر میری نظر سے کوئی ایسی کتاب نہیں گزری اگر کسی نے کچھ لکھا ہے تو چند گردان آفرینیوں پر اکتفاء کیا یا متعدد گردانوں کے بعض صیغے لکھ کر باقی صیغوں کو ان پر قیاس آرائیاں کرنے کا اشارہ کر دیا. اس کتاب میں مذکورہ اسلوب سے احتراز موجود ہے اور تفصیلی بحث کا وجود مسعود ہے جسکی رعنائیاں اہل خرد پر مخفی نہیں.

➢ علامہ خادم حسین اور طلبہ صرف:

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تقاریر میں جب خطاب فرمایا کرتے تو وہ خطاب عام تو واسطے عوام ہوتا لیکن دراثناء طلبہ سے خطاب فرماتے اور ارشاد کرتے کہ ہے کوئی طالب علم جو فلاں باب سے فلاں گردان سنائے اور فلاں باب سے وہ گردان سنائے....

ہائے وہ شفیق کی شفقت سے لبریز دل لبھاتی آواز.... مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ سقف آسمان اور ردائے زمین حضرت علام کی اسدانہ آواز سے گونج رہے تھے کہ آپ نے فرمایاہے کوئی کہ جو آذایؤذی ایذاء سے صرف صغیر سنائے اور میری طرف سے اسے تعلیلات خادمیہ اور ابواب الصرف ہبہ کے طور پر دی جائے....

کبھی تو علامہ صاحب کا شفقت سے لبریز خطاب تو طلبہ کی طرف ہوتا اور انہیں تحفہ کی سعادت دی جاتی تو کبھی مدعیان سیاست کی گوشمالی کرتی گرجدار آواز کانوں کو لبھاتی تو کبھی ابانہ حق کے واسطے اہل باطل کے سامنے ناقل مذہب احناف امام محمد بن حسن شیبانی کی جھلک نظر آتی کہ جن کی سنت تھی اقتدار وقت سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا..

یہ تھا مختصر صرف اور صاحبِ صرف کا تذکرہ ذاکرہ.

اللہ پاک سے دعاہے کہ اس احقر کی ادنی سی تحریر کو شرف قبولیت سے بہر اور فرمائے اور ہم سب کو علوم دینیہ کے محافظوں کی صف میں قبول فرمائے اور ایسی مضبوطی عطا فرمائے کہ جیسی جبال شامخۃ کو عطاء فرمائی ایسازور قلم عطاء کرے کہ جیسا ہمارے آئمہ کو اور علامہ خادم حسین رضوی کو عطاء فرمایا بلکہ اس زور کا کچھ حصہ ایسا شرح صدر فرمائے جیسا کہ اسنے زمین کو عطاء فرمایا اور اسد اللہ کے صدقے ایسی

شجاعت مرحمت فرمائے کہ اہلسنت کی فصیلوں پر پہرہ دینے کے قابل ہو جائیں اور ہمیں مسلک اعلیحضرت پر بوسیلہ حجۃ الاسلام حامد رضا کے صدقے دوام مرحمت فرمائے.

علامہ خادم حسین رضوی بحیثیت امام الصرف

مولانا نازش مدنی مرادآبادی
(خادم التدریس جامعۃ المدینہ آن لائن باسنی ناگور شریف راجستھان)

خادم اہل سنت امام الصرف امیر المجاہدین استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر علامہ خادم حسین رضوی قدس سرہ العزیز کا شہرہ یوں تو پورے آفاق عالم میں محافظ ناموس رسالت کے لہاذ سے ہوا مگر علماء طبقہ اس سے بھی بخوبی واقف ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فقط ایک روحانی قائد اور سیاسی لیڈر ہی نہیں تھے بلکہ آپ ایک تجربہ کار استاد اور شیخ الحدیث بھی تھے بلکہ یوں کہا جائے تو مبالغہ نہ ہو گا کہ آپ کی حیات طیبہ کا بیشتر حصہ درس و تدریس میں گزرا سوائے آخری چند سالوں کے آپ نے مسلسل کئی سال جامعہ نظامیہ لاہور اور جامعہ نعمایہ لاہور میں تدریسی خدمات انجام دیں اور آپ کے تلامذہ ہزاروں کی تعداد میں ملک و بیرون ملک میں علم کی روشنیپھیلا رہے ہیں یوں تو آپ چاہے کوئی بھی فن ہو اس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے مگر خاص طور پر

آپ کو فن صرف سے انتہاء درجہ کا شغف اور لگاؤ تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت کے ایک شاگرد کا بیان ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو صرف پڑھانے کا اس قدر لگاؤ تھا کہ جب جامعہ نظامیہ لاہور میں تدریس کرتے تھے تو آپ کئی سال مسلسل ابتدائی درجوں کو صرف پڑھاتے رہے استاذ العلماء قبلہ علامہ عبد الستار سعیدی زید مجدہ کے پیہم اصرار پر آپ نے مطول کتب کا درس دینا شروع کیا یہ ایک واضح مثال تھی آپ کے فن صرف سے شغف رکھنے کی علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے باضابطہ فن صرف میں دو کتابیں تصنیف فرمائی ہیں ایک " تیسیر ابواب الصرف" یہ گردانوں پر مشتمل ایک انسائیکلوپیڈیا ہے فقیر نے تو باضابطہ اس کو درس نظامی کے اولیٰ درجہ میں پڑھنے کی سعادت حاصل کی ہے تو بخوبی جانتا ہوں کہ قبلہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے کس تندہی اور جانفشانی سے اس کو سپرد قرطاس کیا ہے اور کیسے لعل و گوہر اس میں پروئے ہیں دوسری کتاب ہے " تعلیلات خادمیہ" اس کو بھی اگر تعلیلات کا انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو مبالغہ نہ ہو گا اس لئے کہ قبلہ امیر المجاہدین قدس سرہ العزیز نے اس میں صرف کے ایسے نادر و نایاب صیغوں کی تعلیلات کا ذکر کیا ہے جو عام طور پر کتب صرف میں نایاب ہیں اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسب ارشاد مفتی فیاض احمد

سعیدی دام ظلہ شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ لاہور نے فن صرف کی معرکۃ الآراء کتاب مراح الارواح کی شرح بنام " انوار خادمیہ شرح مراح الارواح " تصنیف فرمائی جو قبلہ امیر المجاہدین قدس سرہ کی کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے نام سے موسوم ہی نیز قبلہ خادم حسین رضویہ رحمۃ اللہ علیہ کی صرف سے لگاؤ کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن عظیم کے الحمد سے ناس تک تمام ضیغوں کے حافظ تھے اس کا ثبوت آپ کے خطابات سے بھی ہوتا ہے کہ کئی تقاریر میں آپ پوری پوری گردان سنا دیا کرتے تھے اور بعض اوقات تو یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ دوران تقریر ہی کسی بھی طالب علم کو قرآن کی کسی آیت کو پڑھ کر اسکی گردان سننے لگتے تھے اور صحیح ہونے پر اس کو انعامات سے بھی نوازتے تھے۔

بہر حال آپ کو فن صرف سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔

دعا گو ہوں اللہ جل شانہ امام الصرف علامہ حافظ خادم حسین رضوی قدس سرہ کی علمی وروحانی فیض سے ہم تمام کو بہرہ ور فرمائے۔

آمین بجاہ طہ ویس

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ بحیثیتِ مقرر

مولانا حافظ محمد اسامہ عطاری

دنیا میں کچھ ایسے عظیم لوگ ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالی نے بے شمار خوبیوں اور اوصاف سے نوازا ہوتا ہے۔ انہی میں سے ایک شخصیت امیر المجاہدین شیخ الحدیث علامہ حافظ خادم حسین رضوی صاحب نور اللہ مرقدہ ہیں۔ آپ کے اوصاف اور خدمات کو اگر جمع کیا جائے تو سینکڑوں صفحات ان کے احاطے سے قاصر ہیں۔ آپ کے عشق رسول کا ذکر کیا جائے یا آپ کے ایمانی بیانات کا ذکر کیا جائے، آپ کی ناموس رسالت کے لئے قربانیوں کا ذکر کیا جائے یا آپ کے ختم نبوت کے تحفظ کے کارنامے کا ذکر کیے جائے، آپ کی جذبۂ ایمانی کا ذکر کیا جائے یا آپ کی للکار سے کفاروں کے لرزنے کا ذکر کیا جائے، آپ کی ہر ادا کمال ہے!

آپ کی اتنی لاتعداد خوبیوں میں سے ایک خوبی جو مجھے بہت زیادہ محبوب ہے وہ آپ کا ایمانی بیان ہے کہ جسے سننے والا کسی دینی شعبے سے وابستہ ہو یا دنیاوی شعبے سے وابستہ ہو، نیک ہو یا گناہ گار جیسا بھی ہو وہ جب آپ کا بیان سنتا ہے تو اس کے سینے میں عشق رسول کی آگ بھڑک اٹھتی ہے، جذبۂ ایمانی بیدار ہو جاتا ہے، یادیں مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں تڑپ جاتا ہے ناموسِ رسالت پر قربان ہونے کے لئے بے تاب ہو جاتا ہے اور اس کے جسم کے ہر حصے سے یہ آواز آنے لگتی ہے کہ

کروں تیرے نام پہ جاں فدا

نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا

کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

آپ کے بیان کی کچھ نمایاں خوبیاں:

۱. اقبال کی شاعری:

آپ کے بیان کی ایک امتیازی شان یہ تھی کہ آپ علامہ اقبال کی اشعار کو کثرت کے ساتھ اپنے بیان میں پڑھا کرتے تھے، آپ کو اقبال کی اردو اور فارسی شاعری حفظ تھی، بہت سے حضرات کی خواہش تھی کہ امیر المجاہدین کے اقبال کی

شاعری پر سلسلہ وار لیکچرز ہونے چاہئے جس کے ذریعے عوام وخواص تک پیغامِ اقبال پہنچے کیونکہ آپ نے اقبال کی شاعری کو اس انداز میں سمجھا تھا کہ جب آپ خطاب کے دوران انہیں بیان کرتے تو ایسا لگتا کہ اقبال نے یہ شعر اِسی موقعکے لئے لکھا ہے۔

۲. زبان دل کی ترجمان:

اللہ والوں کی یہ شان ہوتی ہے کہ جو بات اُن کے دل میں ہو وہی زبان پر ہوتی ہے اور آپ اس شان کے مصداق تھے۔ ایسا نہ تھا کہ آپ کے دل میں کچھ اور زبان پر کچھ اور ہوتا، اور نہ ہی آپ کسی غلط مصلحت کا شکار ہوتے تھے۔ یہی آپ کا طریق تھا کیونکہ

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق

یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

۳. کفر کو للکار:

جس طرح کفر و باطل کو آپ للکارتے تھے یہ آپ کا ہی خاصہ تھا۔ آپ یہاں سے للکارتے تھے اور وہاں انکی نیندیں حرام ہو جاتی تھی۔ اسکی مثال کہ جب ڈینمارک کے ایک گستاخ کے خاکے بنانے کے اعلان پر آپنے اسے ایسا للکارا کہ اسنے خاکے بنانے کا مقابلہ منسوخ کر دیا اور اس بات کا اظہار اس نے اپنے ٹویٹ میں بھی کیا تھا۔ اسی

طرح بی بی سی، انڈین چینلز، اور کئی انٹر نیشنل چینلز اور ویبسائٹس کی رپورٹس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی للکار سے کفر کانپتا تھا۔

۴. غیر اللہ کا خوف نہیں:

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے[أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ][1] بے شک اللہ کے اولیاء پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم۔ آپ کی شخصیت اس آیت کی عملی تفسیر تھی کیونکہ جب آپ خطاب فرماتے تو حق کو حق اور باطل کو باطل کہتے چاہے اسکے لئے آپ کو قید و بند کی صعوبتیں کیوں نہ برداشت کرنی پڑتی اور اللہ کے سوا کسی چیز کا خوف نہ رکھتے تھے۔

مفتیٔ اعظم پاکستان منیب الرحمن دام ظلہ نے اپنے ایک کالم میں امیر المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت کے حوالے سے فرمایا تھا کہ "ان میں خود اعتمادی غضب کی ہے ،بے دھڑک اور بے لحاظ ہیں۔ دیگر مذہبی سیاسی جماعتوں میںکوئی شہبازِ خطابت ان کے قد کاٹھ کا نہیں ہے، ان کا ابلاغ غضب کا ہے۔ ان کو دوسروں پر ایک برتریہ بھی حاصل ہے کہ اُن کے مخاطَبین خاص وضع قطع کے لوگ نہیں ہیں، معاشرے کے ہر طبقے کے لوگ ہیں"۔

---

[1] سورة یونس ٦٢.

برطانیہ کے بہت بڑے عالمِ دین عالمی اسکالر علامہ ثاقب اقبال شامی دام ظلہ نے اپنے ایک بیان کے دوران امیر المجاہدین کی خطابت کے بارے میں فرمایا کہ "ربِ کعبہ کی قسم میں نے برطانیہ میں کچھ نوجوانوں کو اِس بابے کے بیان کو سنتے ہوئے اشکوں کی برسات کرتے دیکھا ہے، اور رو رو کر کہہ رہے ہیں کہ برطانیہ کے سرد موسم نے ہمارے ایمان کی تپش کو سرد کر دیا تھا اس قلندر کے بیان کو سن کر ہمارا ابھی دل کرتا ہے کہ آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ناموس پر کٹ مریں، یہ بابا جب بولتا ہے تو دل سے بولتا ہے۔"

رب تعالی آپ کی قبر پر اپنی رحمت کی بارش فرمائے اور آپ کے جذبۂ ایمانی اور عشق رسول سے ہمیں حصہ عطا فرمائے۔

علامہ خادم حسین رضوی، تعلیماتِ رضا اور کلام اقبال کا فکری وارث

لقمان قاصر (ارسلان)

انیس نومبر ۲۰۲۰ عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے انتہائی دکھ بھرا دن تھا۔ کیونکہ اس دن ایک عاشقِ صادق شیخ الحدیث حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی۔ آپ ایک سچے عاشق رسول تھے اور اپنی زندگی کا بیشتر حصہ دین اسلام پڑھانے اور اسے سیاسی و معاشرتی سطح پر نافذ کرنے میں گزرا۔ ایک عرصہ آپ طلباء اسلام کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کراتے رہے۔ یہ وہ وقت تھا جب آپ کی شخصیت سیاسی لحاظ سے نامعلوم تھی۔ لیکن غازی ممتاز قادری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ نے گویا آپ کے اندر موجود سوز و ساز کے ایندھن میں اضافہ کر

دیاہو اور آپ تحفظ ناموس رسالت کے لئے معاشرتی سطحپر اپنا کردار ادا کرنے کے لئے ظاہر ہوئے۔ یہاں میں نے سوز ساز کے لغویمعنی مراد نہیں لئے بلکہ وہ معنی مراد لئے ہیں جو علامہ اقبال اپنے فلسفہ خودی کی توضیح کے لئے استعمال فرماتے تھے۔ علامہ اقبال کے ہاں سوز کے معنی در غم جاناں سوختنیعنی فراقِ یار میں تڑپنا اور ساز کے معنیبا غمِ جاناں ساختنیعنی تڑپنے میں لذت محسوس کرنا ہیں۔ بس اسی تڑپ اور لذتِ تڑپ نے آپ کو ختم نبوت کا ایک جاندار محافظ بنا دیا اور اسی کی بنیاد پر آپ رحمۃ اللہ علیہ ختم نبوت کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو دبا دینے کی قوت رکھتے تھے۔ معاشرہ کی دین انحرافانہ مجبوریوں، مغربی منطقوں اور حالات کے پیچدار و گنجلک پن کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے معاشرتی سطح پر بھی علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری زندگی اس سوز و ساز میں گزار دی اور امت کو بھی اس رمزِ جاں سے آشنا کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس دنیا سے رحلت فرمائی تو تاریخِ پاکستان کا سب سے بڑا جنازہ آپ ہی کا تھا۔ اس جنازہ میں ایک کروڑ سے بھی زیادہ عاشقان رسول نے شرکت کی اور بروقتِ جنازہ سب کے لبوں پر لبیک یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نعرے تھے اور آنکھیں اشک بار تھی۔ جنازہ میں گونجتے نعروں اور اشک بار آنکھیں اس بات کا ثبوت تھیں کہ

شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ امت کے اندر عشق رسول کی سوز و ساز والیکیفیت پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

ایک لحاظ سے جنازہ پر موجود مسلمانوں کی تعداد نے اس ملک میں موجود دو قومی نظریہ کے مخالف لبرل و سیکولر ذہنیت کے حامل لوگوں کو یہ پیغام دیا کہ تم چاہے جتنے پروپیگنڈے کرلو، میڈیا کے ذریعہ ذہن سازی کرلو اور مغربی آقاؤں کے سرمایے کو استعمال میں لاکر سوشلمیڈیا ،پرنٹ میڈیا اور ٹی وی پر دیے جانے والے اشتہار،ڈرامے اور فلموں کے ذریعے مسلمانوں کے سینوں میں پیوست دین کا بیج نکالنے کی کوشش کرلو لیکن تم کبھی کامیاب نہیں ہو گے۔ تم جتنی تدبیریں کرو، جتنے منصوبے بناؤ ہو گا وہی جو اللہ کو منظور ہو گا۔ یہ اللہ کی منظوری ہی تو تھی کہ شیخ الحدیث خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں غازی ممتاز قادری رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت سے قبل شاید ہی عام آدمی جانتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے اس مجاہد کو کھڑا کیا اور اس مجاہد بلکہ امیر المجاہدین نے محض قلیل وقت میں امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر وہ چنگاری جلائی جسے اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں رمزِ حیات سے تعبیر کیا ہے۔ سوز و ساز میں مست اس عاشقِ رسول نے امت کو اسی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قطرہ پلایا جو کہ مغربی مشروب کی

وجہ سے موضوعِ طبع نہ رہا عشق رسول کا وہ قطرہ ایسا ہے کہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

پھر کہیں سے اس کو پیدا کر، بڑی دولت ہے یہ

زندگی کیسی جو دل بیگانۂ پہلو ہو

اللہ نے یہ کام ان کو سونپا تھا اور انہوں نے بخوبی انجام دیا۔ بہر حال اس ساری صورت سے " سیکولر، لبرل اور وہ جدت پسند مسلمان" جن کا دین محض تعقل کی بنیاد پر قائم ہے اور جو جذبہ عشق رسول کو معاذ اللہ کم خواندگی سے تشبیہ دیتے ہیں "کو علم ہو گیا ہو گا کہ سوشل میڈیا پر خود ساختہ صورت حال اور منصوعی مایوسی پھیلانے سے اس امت کے دلسے حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں نکالا جا سکتا اور یہ کہ اس امت نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق منقطع نہیں کیا۔ امت اپنی تمام تر بد اعمالیوں، نفس پسندیوں اور کم کوشیوں کے باوجود اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتی ہے اور اس محبت کو عشق کی سطح فراہم کرنے والے شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ خادم حسین رضوی کی شخصیت نے اپنے جذبہ دینی سے اس امت کے عروقِ مردہ میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زندگی کی وہ لہر پیدا کر دی ہے جس سے یہ امت جاندار ہو گئی ہے اور اللہ سے دعا ہے کہ یہ جانداری قائم رہے۔ اللہ اس جماعت

کے تمام افراد کو یہ ہمت دے کہ وہ شیخ الحدیث حضرت خادم حسین رضوی کے اس پیغام کو آگے بڑھائیں اور اس ملک کا بچہ بچہ لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شعور پالے اور عزت رسول کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو دبا کر رکھ دے۔

اب میں نفسِ مضمون پر چند ایک گزارشات کرتاہوں :

شیخ الحدیث حضر تعلامہ خادم حسین رضوی کو امام اہل سنت کے فکری لٹریچر سے کیا مناسبت اور الفت تھی اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگائے کہ امام اہلسنت اعداء دین کے لئے جو رویہ رکھتے تھے بالکل ایسے ہی شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی میں وہی انداز ورویہ موجود تھا۔میں یہاں بعض احباب کے لئے امام اہل سنت کے حوالے سے چند گزارشات پیش کرتاہوں تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی اور ان میں کیا مناسبت پائی جاتی تھی۔

امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کی تاریخ میں ایک ہمہ جہتی شخصیت ہیں۔ آپ اسلامی، طبیعیاتی اور دیگر علوم کے ماہر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر شروع سے اپنا فضل فرمایا اور بچپن ہی سے صلاحتیں ظاہر ہوئی۔ علمی کمالات حاصل کیے اور ایک جیّد عالم دین بلکہ مجدد دین کی صورت میں امت کے سامنے آئے۔امام اہل سنت کو شاعری کی چاہ نہیں تھی جیسے بعض سطحی تخیل کے

شاعروں میں پائیجاتی ہے۔ لیکن آپ ان کا لکھا ہوا نعتیہ کلام کا مجموعہ ملاحظہ فرمائیں تو آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ یہ اسی شخصیت کا لکھا ہوا کلام ہے کہ جو اپنے آپ کو شاعر کہلوانا پسند نہیں کرتا۔ آدمی جب امام اہل سنت کا لکھا ہوا کلام مثلاً "زمین و زماں تمہارے لئے، چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے، قصیدہ معراج شریف ملاحظہ کرتا ہے تو یقین کرنا مشکل ہوتا ہے کہ اتنا جمالیاتی ذوق رکھنے والی شخصیت شاعری فقط رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کے لئے کرتی ہے وہ خود اپنے نعتیہ کلام کے قصیدہ معراج شریف میں لکھتے ہیں کہ

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبولِ سرکار ہے تمنا
نا شاعری کی ہوس نا پرواہ ردی تھی کیا کیسے کافیے تھے

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی عشق رسول کا نمونہ تھی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں امام اہل سنت کی تعلیمات سے عملی تعلق تھا۔امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایسی مبارک شخصیت تھی کہ جسنے امتِ رسول کے سینوں میں وہ عشق رسول پیدا کیا جو کہ سلف صالحین کا مزاجِ ذوق تھا۔امام اہل سنت کی تصنیفات سے آشنائی رکھنے والے قاری پر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ جب عزت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی آنچ یا حرف آئے تو امام اہل سنت برق کی طرح عزت

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر یاوا گوئی کرنے والوں پر گرتے اور سخت گرفت فرماتے تھے۔ امام اہل سنت کے فتاوی جات اور دیگر تصانیف اس بات کی گواہ ہیں کہ امام اہل سنت کو کتنا عشق رسول تھا اور دشمنان رسول پر کس قدر قہر بن کر برستے تھے۔ یہ امام اہل سنت ہی کی شخصیت تھی جس نے اپنے دور کے دشمانِ رسول پر بروقت گرفت اور امت کو بتلایا کہ ایسے لوگوں کے لئے کوئی نرم گوشہ نہیں۔امام اہل سنت ہی کا ایک شعر ہے فرماتے ہیں کہ

دشمنِ احمد پہ شدت کیجیے　　　ملحدوں سے کیا مروت کیجیے

غیض میں جل جائیں بی دینوں کے دل　　　یارسول اللہ کی کثرت کیجیے

امام اہل سنت کی انہیں تعلیمات کو شیخ الحدیث حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے ملک پاکستان بلکہ عالم اسلام میں پھلایا اور لبیک یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نعرہ بچے بچے کی زبان پر جاری کر دیا۔خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ نا صرف تعلیماتِ رضا کی عملی شکل تھے بلکہ آپ کلامِ رضا کا اعلی ذوق رکھتے تھے اور امام اہل سنت کی عشق رسول میں ڈوب کر لکھی ہوئی نعتیں جس انداز سے اپنے خطبہ و تقریر میں پڑھتے تھے وہ سامعین کو مست و کیف کی سی حالت میں مبتلا کر دیتی تھی۔ آپ کلامِ رضا کو جاننے والے تھے اور امام اہل سنت نے جس عشقیہ انداز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کی ہے

اس عشقیہ کیفیت سے شیخ الحدیث حضرت خادم حسین رضوی کو حد درجہ نسبت تھی۔اپنی تقریروں میں وہ ”زمین و زمان، چمک تجھ سے پاتے ہیں، وہی رب ہے جس نے تجھ کو جس نے ہمہ تن گرم بنایا، دشمن احمد پہ شدت کیجیے اوراس جیسے دیگر کلام پڑھتے تھے اور ایکسماں باندھ دیتے تھے۔سننے والے عشق رسول میں ڈوب جاتے اور اپنے ظرف کے مطابق اس کلام سے سرور حاصل کرتے تھے۔غرض شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی کو امام اہل سنت کی تعلیمات و کلام سے حد درجہ شغف تھااور یہی وجہ ہے کہ ان کی شخصیت میں موجود عشق رسول نے ہم جیسوں کو بھی یہ بتلایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہی سرمایہ حیات ہے اور آخرت میں بخشش کا سبب ہے۔ آپ اپنے بیانات میں امام. اہل سنت شاہ احمد رضاخان رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر بارہا پڑھتے تھے کہ

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

جس طرح شیخ الحدیث حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے امت کو یہ شعور دیا کہ حقیقی سرمایہ ہے ہی محبت رسول اور اسی سے نجاتِ آخرت ہے ہمیں چاہئے

کہ اس شعور کو مزید اجاگر کریں اور امت میں یہ شرارہ پھر سے ابھارے تاکہ امت اس مسئلے سے واقف ہو کر اپنی زندگیوں کو غلامی رسول میں گزارے۔۔

دوسری بڑی شخصیت جن کی تعلیمات سے شیخ الحدیث حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے ناصرف خود فیض لیا بلکہامت کو بھی ان کی شاعری میں پایا جانے والا سوز و ساز، درد و عشق اور آتش رومی سے روشناس کروایا وہ شخصیت شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ خادم حسین رضوی صرف کلامِ اقبال کے حافظ تھے بلکہ کلامِ اقبالکی روح سمجھتے تھے اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح اپنے کلام میں مسلمانوں کو پیغام دیا کہ " اسلام کی نشاۃ ثانیہ فقط اس وقت ہو گی جب مسلمان اپنے اندر عشق رسول کی چنگاری پیدا کرے گا "اسی طرح شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی اپنے بیانات اور خطبات میں ارشاد فرماتے تھے کہ امت کی فلاح اسی میں ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر آجائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنا جینا مرنا طے کر لے۔ جو لوگ اقبال کے کلام سے آگاہ ہیں وہ جانتے ہیں کہ اقبال کا کلام عشق رسول اور خیر خواہِ امتکے سوا کچھ بھی نہیں۔ یہ کلامِ اقبال ہی تھا جس نے علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ خیر خواہِ امت کی لگن لگا دی اور شیخ الحدیث نے نفاذ اسلام اور خیرِ امت کے لئے جماعت بندی

کی اور اس میں لبیک کا ہی پیغام دیا اور فرمایا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نفاذ اسلام کے لئے حاضر ہیں۔ایک طرف تو کلامِ اقبال جس سوز میں ڈوب کر لکھا گیا ہے اس کی مثال شاید ہی موجود ہو اور دوسری طرف شیخ الحدیث حضرت خادم حسین رضوی جب اس کو پڑھتے تھے تو گویا اقبال کے الفاظ کو تحسسات کا جامہ پہنا دیتے تھے ۔جس دلیر مندی، غماری اور امیدی غرض نوعیت کلام کے تقاضے سے کلام اقبال شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی پڑھتے تو نوجوانوں میں ایک ولولہ پیدا ہوتا جو نا صرف حب رسول کی افزائشکا سبب بنتا بلکہ ان کے اندر شرارہ پیدا ہوتا جو نفاذ اسلام میں بڑھ چڑھ کوشش کرنے کا جذبہ بیدار کرتا۔شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی اپنے بیانات میں امت کو یہی فرماتے تھے کہ اپنے اندر صحابہ کرام جیسا جذبہ پیدا کرو تاکہ حرمتِ رسول کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکے اور اگر کسی دریدہ دہن میں یہ جسارت پیدا ہو تو سیف اللہ حضرت خالد بن ولید کی طرح اس کو لگام ڈالو۔علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا امت کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرح بننے کا سبق دینا اقبال ہی کی شاعری کا اثر ہے جیسے اقبال رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مثنوی پس چہ باید کرد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کرتے ہیں کہ

اے تو ما بیچارگاں را ساز و برگ وارہاں ایں قوم را از ترسِ مرگ

اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی یہ طویل التجا جو کہ انہوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کی ہے جس کا طوالت کی وجہ سے عرض مطلب گزارش کرنے سے قاصر، باذوق احباب کے لئے عرض ہے کہ ان کی کتاب مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوامِ مشرق کی آخری التجا پڑھ لے۔

اقبال کے اسی بلیغ کلام کو شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی نے اپنے انداز میں بتلایا کہ اگر مسلمان خالد جانباز کی طرح موت کے خوف سے بے پرواہ و بیگانہ ہو جائے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کی راہ میں مزاحم نہیں ہو سکتی۔ شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی نے بھیقوم کو یہی بتلاتے تھے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بھی بالفاظ اقبال گویا تھے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قوم کو جو آپ کی نام لیوا ہے موت کے خوف سے رہائی عطا کیجیے تاکہ یہ نقشِ صحابہ پر چل کر نفاذ اسلام کر سکے اور دشمنان اسلام کا مقابلہ کر سکے۔

آج ہمارے درمیان شیخ الحدیث حضرت علامہ خادم حسین رضوی موجود نہیں ہیں لیکن وہ ہمیں بحثیت قوم ایک سمت عطا کر گئے ہیں۔ ہمیں ایک نصب العین دے کر گئے ہیں کہ جینا مرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو اور جو حرمتِ رسول پر دریدہ دہنی کرے اسے ان کے انجام تک پہنچاؤ۔ وہ ہمیں ایک جماعت دے کر گئے ہیں اور ان کی

اپنی بھی یہی کوشش تھی کہ نفاذ اسلام ہو جہاں مظلوموں کو ان کا حق دیا جائے، ظالم کو ان کے کیے کی سزا دی جائے، عدل قائم کیا جائے، معاشرتی نانصافیاں روکی جائیں ،طبقاتی فرق ختم کر دیا جائے ،ایڈم سمتھ کے capitalism اور کارل مارکس کے اشتراکیت کے چکروں میں پڑنے کی بجائے اپنا نظام حیات اپنایا جائے اور احکامات خداوندی کو ہی اصول و معیار بنایا جائے جس کا اجمالی خاکہ ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ دستور ریاست کیا ہو گا محمد رسول اللہ۔

کردار کا غازی علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ

ابو سِنان عتیق الرحمٰن رضوی

(سہ ماہی المختار، مالیگاؤں-المختار ڈاٹ اِن ٹیم)

وہ گیا تاروں سے آگے آشیانہ چھوڑ کر.....

حفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم پہرے دار..... مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق زار..... کروڑوں عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں کی دھڑکن.....راہِ عزیمت کے راہی..... خلیفۂ حضور تاج الشریعہ، شیخ الحدیث والتفسیر، علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ آج شب تقریبا پونے نو بجے کروڑوں عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو داغ مفارقت دے کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے..... اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

لاکھوں دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں کے لئے سعی پیہم کرنا..... ساری امت کو گستاخانِ رسول کے خلاف اقدامات کے لئے للکارنا، ترغیب دلانا..... اور میدان عمل میں خود بھی ڈٹ کر یہ باور کرادینا کہ "ہم صرف گفتار کے نہیں، کردار کے بھی غازی ہیں۔"..... سوتی، سرد و سُست قوم کو جوش و جذبے سے سرشار کرنا..... حفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالینا..... حفظ ناموس رسالت کے لئے یخ بستہ سڑکوں پر، کھلے میدانوں میں بستر لگا دینا..... سو سو سے زائد جسمانی درجہ حرارت کے باوجود کھلے آسمان میں گستاخوں کے خلاف کھڑے رہنا..... اور استقامت کا ایسا کوہ مستحکم بن جانا کہ کفر و باطل کے ایوانوں کو لرزابراندام کر دینا..... جس کی آواز اور عشق کی حرارت نے ساری دنیا کے باطل ایوانوں میں عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف بیٹھا دیا..... یہسب جراءتیں، ہمتیں، ایک ایسا شخص کر

گیا جو بظاہر پیروں سے معذور تھا..... اور ہم جیسے لاکھوں کروڑوں صحیح و سالم جسم و اعضاء کے ساتھ زندگی جینے والوں کو بتا دیا

اطلس و کمخاب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو

اس تن بے جان پہ خاکی کفن رہ جائے گا

یہ عظیم مجاہد ہمیں خواب غفلت سے جگاتے رہے..... عشق رسالت مآب ﷺ سے آشنا کراتے رہے..... اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے..... اے کاش! ہم اس مرد مجاہد کے آوازۂ سحر پر کان دھرتے..... وہ ہمارے بیدار ضمیروں کو جھنجھوڑتے رہے..... کاش ہم ان کا درد دُروں سمجھ پاتے..... ہم میں بعض نے ان کا لہجہ پکڑ لیا، مگر یہ نہ دیکھا یہ لہجہ کب سخت ہوتا ہے..... غور کریں معلوم ہو گا..... وہ بس عشق رسالت میں گرفتار تھے..... جب بھی محبوب کائنات ﷺ کے بارگاہ میں کسی کو جراءت کرتا پاتے، سخت ہو جاتے..... یہ ایمان کامل کی علامت ہے..... وہ ہم سب کو بھی اسی درجہ کا مومن کامل بنانا چاہتے تھے..... اور اس عمر و حالت میں جہد مسلسل کرتے رہے..... آپ کو بھی تسلیم کرنا ہو گا

گل ساری سرکار دی اے

مگر اب افسوس کے سوا کچھ نہ رہا..... ہمیشہ کی طرح اس بار بھی ہمیں پھر ایک ستارہ غروب ہونے کے بعد اس کی چمک، دمک، رمق اور تابانی کا احساس ہوا..... ایک بار پھر عظیم ہیرا کھونے بعد ہمیں اس کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوا..... عجیب مرد قلندر ہے.....بظاہر دنیا سے رخصت ہو گئے مگر کفر و ظلمت کے اندھیارے ایوانوں میں ان کے رعب اب بھی قائم ہے..... سوشل میڈیا پر آپ کا نام لینے والوں، آپ کے لئے تعزیت کرنے والوں کو بلاک کر دیا جا رہا ہے..... واہ! مجاہد اسلام تیری عظمت کو سلام ..... دنیا سے جاتے جاتے بھی کفار و مشرقین کو ہلا کر رکھ دیا..... اب ہم میں یہ مرد مجاہد، درویش قلندر نہیں رہے..... جو وہیل چیئر پر بیٹھ کر سارے عالم کفر کی اسلام مخالف سازشوں کے خلاف جراءت و بہادری، بے باکی، کے ساتھ جواب دیتے رہے.....اس میں کوئی شک نہیں گزشتہ چند برسوں میں تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اٹھنے والی آواز کا سہرا باباجی کے سر جاتا ہے..... حفظِ ناموس رسالت کے حوالے سے عالم اسلام میں ایک نئی روح پھونک دینے والا مجاہد عاشقانِ رسول کو یتیم چھوڑ گیا..... آپ کا وصال حقیقتاً نا قابل تلافی نقصان ہے..... آپ کا وجود گستاخوں کے لئے قیامت سے کم نا تھا..... اللہ جل مجدہ اپنے پیاروں کے طفیل حضور باباجی رحمۃ اللہ علیہ کو انبیا، اولیا، صلحا، شہدا کا قرب نصیب کرے..... اور ہم سب کو

آپ کے مشن حفظِ ناموس رسالت کو استقامت کے ساتھ آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے..... اور مسلک اعلیٰ حضرت پر خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے حضور سید العلماء مارہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

حفظ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے

یاالٰہی مسلکِ احمد رضاخان زندہ باد

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم و بحق الغوث الاعظم محی الدین رضی اللہ عنہ

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے امتیازات

عون محمد سعیدی مصطفوی

(بہاولپور)

گزشتہ دنوں اہل سنت کو بالخصوص اور اہل اسلام کو بالعموم ایک روح فرسا اور اندوہ ناک صدمے سے دوچار ہونا پڑا۔ یہ صدمہ امیر المجاہدین، فناء فی خاتم النبیین، استاذ العلماء، شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی اچانک وفات کا سانحہ فاجعہ تھا۔ آپ کی وفات نے ہر اس آدمی کو سوگوار اور اشک بار کیا جس کے دل میں ذرہ سا بھی اسلام اور اہل اسلام کا درد تھا۔ علامہ رضوی کو خدمت دین کے حوالے کثیر امتیازات حاصل ہیں۔ ہم ذیل میں ان میں سے چند ایک کا ذکر کرتے ہیں :

۱. دنیا بھر میں لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعرے کی گونج:

اس میں کوئی شک نہیں کہ "لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کا نعرہ پہلے دن سے اہل سنت کی نمایاں پہچان رہا ہے۔ لیکن آج یہ نعرہ جس انداز اور جوش و جذبے سے قومی و بین الاقوامی سطح پر لگایا جا رہا ہے اور چار دانگ عالم میں اس کی گونج سنائی دے رہی ہے اس میں خالصتاً علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی محنتوں اور خلوص کا ہی عمل دخل ہے۔ آپ کی ہر ہر تقریر میں درجنوں بار یہ نعرہ ایک مخصوص طرز پر لگایا جاتا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج ہر سنی بچے کی زبان پر یہ نعرہ جاری ہے۔

۲. ناموس رسالت پر جان تک قربان کر دینے والی عظیم فورس کی تیاری:

علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک امتیازی وصف یہ بھی ہے کہ انہوں نے کوئی سو دو سو نہیں بلکہ لاکھوں دلوں میں عشق رسالت کے چراغ روشن کر دیے۔ بالخصوص نوجوان طبقے کی توجہات کا مرکز و محور ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بنا دیا۔ یہ ان کی شبانہ روز کاوشوں کا ہی نتیجہ ہے کہ اس وقت اہل سنت میں ناموس رسالت پر جان تک قربان کرنے والی ایک عظیم فورس تیار ہو چکی ہے۔

۳. گستاخان رسول کے ایوانوں میں کھلبلی:

قوم نے ایسے مذہبی قائدین بھی دیکھے ہوں گے جو ناموس رسالت کے معاملے میں طرح طرح کی مصلحتوں کا شکار ہو گئے اور ان کی آواز بیٹھنا شروع ہو گئی۔ لیکن علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات مستقلاً قومی و بین الاقوامی گستاخان رسول کے لئے شمشیر بے نیام رہیانہوں نے نتائج کی پرواہ کیے بغیر انہیں ہمیشہ ڈنکے کی چوٹ پر للکارا۔ جس کی وجہ سے ان کی صفوں میں شدید ترین کھلبلی رہی۔

۴. عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا زبردست شعور:

علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے نہ صرف یہ کہ خود محافظ تھے بلکہ انہوں نے عوام اہل سنت میں بھی اس کا زبردست شعور پیدا کیا۔ جب بھی حکومتی ایوانوں میں اس حوالے سے کسی قسم کی گڑبڑ کی کوشش کی گئی وہ اس

کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن گئے اور انہیں ہزیمت سے دوچار کیا۔ قادیانیت ہمیشہ ان کی للکار سے لرزہ بر اندام رہی۔ "تاجدار ختم نبوت: زندہ باد، زندہ باد" کا نعرہ دشمنان ختم نبوت لئے تیغ براں سے کم نہ تھا۔

۵. افکار و کلام اعلیٰ حضرت کا فروغ:

علامہ رضوی نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ کلام اور افکار و نظریات کو بھی خوب فروغ دیا۔ بالخصوص اعلیٰ حضرت کا یہ مصرع "انہیں جانا، انہیں مانا، نہ رکھا غیر سے کام" تو ان کی خاص پہچان بن گیا۔ آپ کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کثیر کثیر کلام زبانییاد تھا
۔

۶. فکر اقبال کا احیا:

اگر شاعر مشرق، حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ آج زندہ ہوتے اور علامہ رضوی کی بلند خیالی و بلند پروازی کو ملاحظہ فرماتے تو بے شک وہ پکار اٹھتے کہ میرے کلام میں پیش کردہ شاہینیہی تو ہے۔ علامہ رضوی کو کلام اقبال جس طرح ازبر تھا اس کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ انہوں نے کلام اقبال کے ذریعے قوم کے مردہ جسم میں روح پھونکی اور اسے منزل آشنا کیا۔ یقیناً ان کے وصال پر ان کا استقبال کرنے والی ارواح میں علامہ اقبال بھی ضرور شامل ہوں گے۔

۷. اسلامی انقلابی نظام سیاست کا شعور:

علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ انہوں نے اہل اسلام کو بالعموم اور اہل سنت کو بالخصوص اسلامی انقلابی نظام سیاست کا شعور دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہیں اس سلسلے میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی۔ ان پر لاکھوں افراد کے عوامی اعتماد کو دیکھ کر عرصہ دراز سے کام کرنے والی بڑی بڑی سیاسی جماعتیں انگشت بدنداں ہیں۔ علامہ رضوی اسلام کے اس نظریے کے داعی تھے "جدا ہوں دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی"۔

۸. یزیدان عصر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی جرات:

علامہ رضوی اس حوالے سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سچے خادم اور مکمل طور پر ان کے نقش قدم پہ تھے۔ انہوں نے اپنے مقتدا و پیشوا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح پوری جرأت کے ساتھ یزیدان عصر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی اور انہیں بر سر منبر للکارا۔ جس پر ان کے جلسوں، ریلیوں اور دھرنوں کے گونج دار اور گرج دار خطابات شاہد عادل ہیں۔ انہوں نے حق گوئی و بے باکی میں کبھی بھی کسی مصلحت کو آڑے نہیں آنے دیا۔ یقیناوہ اس شعر کے حقیقی مصداق تھے:

مفاہمت نہ سکھا جبر نا روا سے مجھے
میں سر بکف ہوں، لڑا دے کسی بلا سے مجھے

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک پچپن سال تھی جبکہ ان کے خادم علامہ رضوی نے چون سال کی عمر پائی۔ یہ ایک عظیم اشارہ ہے کہ وہ مکمل طور پر سیدنا امام حسین کے نقش قدم پر تھے۔

۹. عشق رسول میں لازوال و بے مثال فنائیت :

علامہ رضوی کی زندگی کا تجزیاتی مطالعہ کرنے والا یقینا یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ انہیں شراب عشق احمد کی صرف دو چار بوندیں نہیں بلکہ پورے کا پورا جام حاصل تھا۔ ان کے عاشقانہ بیانات سے صرف انہی کی فنائیت کا اظہار نہیں ہوتا تھا بلکہ اپنے ساتھ ساتھ وہ بے شمار سامعین کو بھی مقام فنا تک پہنچا دیتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہمیں یہ جسم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر قربان کرنے کے لئے ہی تو دیا گیا ہے۔ ان کے مطابق جب مرنا برحق ہے تو پھر بندہ کیوں نہ نام مصطفی پر قربان کر کے عزت سے مرے۔ وہ اکثر اس شعر پر وجد میں آجاتے تھے:

زمانے بھر کی ہر ایک نعمت انہی کے صدقے خدا نے دی ہے
گر ان کی عزت پہ حرف آیا تو اپنی عزت کو کیا کریں گے

۱۰. جذبہ جہاد کی از سرنو بیداری:

علامہ رضوی اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ تھے کہ جہاد اسلام اور اہل اسلام کی بقا کا ضامن اور عالم کفر کو لگام دینے کا واحد ذریعہ ہے، اس لئے انہوں نے پورے جوش و جذبے کے ساتھ قوم میں جذبہ جہاد کو از سرنو بیدار کیا۔ وہ اپنے بیانات میں اسلام کی چودہ سو سالہ جہادی تاریخ کے لگاتار و پیہم حوالے دیتے تھے۔ بجا طور پر ان کا یہ کہنا تھا کہ گستاخی رسالت کے مرتکب ممالک کا علاج صرف احتجاج نہیں بلکہ ان پہ ایٹم بم گرانا ہے۔ یہ انہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ آج بچے بچے کی زبان پر "الجہاد الجہاد: لبیک لبیک" کا نعرہ ہے۔ لہذا انہیں امیر المجاہدین کہنا ان کا بنیادی حق ہے۔

۱۱. کشمیر و اہل کشمیر کے حقوق کے لئے توانا آواز:

مقبوضہ کشمیر میں گزشتہ پون صدی سے تا حال مسلمان بچوں، جوانوں، بوڑھوں، مردوں اور عورتوں کا نہایت بے رحمی سے قتل عام جاری ہے۔ اس سنگین ترین معاملے پر مختلف سیاسی و مذہبی جماعتیں اپنی اپنی دکانداریاں چمکاتی چلی آئی ہیں، لیکن اچھا ریٹ نہ ملنے کی وجہ سے اس وقت سب کا کاروبار سرد ہے۔ ان سرد حالات میں بھی گزشتہ کئی سالوں سے بابا جی علامہ خادم حسین رضوی کی مخلصانہ آواز بہر حال پوری

قوت کے ساتھ گونجتی رہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ اہل کشمیر علامہ رضوی کے وصال پر نہایت رنجیدہ اور دکھی ہیں۔

۱۲. بھارتی حکمرانوں کے لئے شمشیر بے نیام:

علامہ رضوی دنیا بھر کے تمام اور بالخصوص بھارت کے ظالم حکمرانوں کے لئے شمشیر بے نیام تھے۔ انہوں نے ہمیشہ مظلوم مسلمانوں کے لئے آواز بلند کی۔ وہ ببانگ دہل بابری مسجد کا بدلہ لینے کی بات کرتے تھے۔ان کا کہنا تھا کہ قطب مینار بھی ہمارا ہے ،جامع مسجد دہلی بھی ہماری ہے اور تاج محل بھی ہمارا ہے۔ وہ اپنے اسٹیج سے بھارتی حکمرانوں کی چیرہ دستیوں پر انہیں وقتاً فوقتاً للکارتے رہتے تھے۔انہوں نے حکومت وقت سے بارہا بھارتی حکمرانوں کے خلاف اعلان جہاد کا مطالبہ کیا۔یہی وجہ ہے کہ بھارتی حکومت نے ان کی وفات پر بے حد خوشی کا اظہار کیا۔

۱۳. تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت کی علم برداری:

علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں ناموس مصطفی کی پاسبانی کی وہاں ناموس صحابہ و اہل بیت کی بھی خوب خوب پہرے داری کی۔انہوں نے صحابہ و اہل بیت کے نفوس قدسیہ پر بھونکنے والوں کو بر سر منبر للکارا۔ جس کی وجہ سے رافضیت وناصبیت ہر دو ایوانوں میں وہ ناپسندیدہ قرار پائے۔انہوں نے کبھی بھی پرواہ نہیں کی کہ اس طرح وہ کئی لوگوں کی

حمایت سے محروم ہو جائیں گے۔ اور یہی ایک سچے اور مخلص عالم دین کا طرہ امتیاز ہوتا ہے۔

نکل جاتی ہے سچی بات جس کے منہ سے مستی میں
فقیہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا

۱۴. لاکھوں دلوں میں شریعت مطہرہ پر عمل کا جذبہ:

علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خصوصی امتیاز یہ بھی ہے کہ انہوں نے لاکھوں دلوں میں شریعت مطہرہ پر عمل کا جذبہ پیدا کیا۔ بہت سے بے نمازی، نمازی بن گئے۔ بہت سے لوگوں نے اپنے چہرے سنت رسول سے سجا لئے۔ بہت سے لوگوں نے سر پر دستاریں باندھنا شروع کر دیں۔ بہت سے لوگوں نے ان کی طرز پر تقریریں کرنا شروع کر دیں۔ بہت سے لوگوں نے کثیر گناہوں کے کام ترک کر دیے۔ انہوں نے مروجہ پیروں اور لیڈروں کی طرح نہ تو عوام سے اپنے نعرے لگوائے اور نہ ہی اپنے ترانے پڑھوائے۔ انہوں نے لوگوں کو اپنے نقش قدم پر چلانے کی بجائے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کا درس دیا۔ یقیناً اس صدقہ جاریہ کا ثواب بھی علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کو ہمیشہ ملتا رہے گا۔

۱۵. فرنگی تعلیم کی بجائے دینی تعلیم کی عظمت کا جذبہ:

علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں میں یہ شعور بھی بیدار کیا کہ عزت، شہرت، دولت اور ہر نعمت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، لہذا ضروری نہیں کہ یہ سب کچھ فرنگی تعلیم سے حاصل ہو۔ یہ سب کچھ دینی تعلیم سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ ان کا کہنا تھا اگر اے بی سی پڑھنے سے روزی مل سکتی ہے تو قال اللہ و قال الرسول سے بھیمل سکتی ہے۔ انہوں نے اپنی اولاد کو بھی قرآن وحدیث کی تعلیم پر لگایا اور ان کی تربیت کی وجہ سے ان کے چاہنے والے کثیر لوگوں نے بھی اپنے بچوں کو حصول علم دین کی راہ پر لگایا جس کی وجہ سے مدارس دینیہ آباد وشاد ہو گئے۔

۱۶. دین کی سربلندی کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کا ذہن:

علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو سب سے اہم کارنامہ سر انجام دیا وہ یہ کہ زبردست تربیت کے ذریعے لوگوں کے دلوں سے موت کا خوف دور کر دیا۔ انہیں ہر طرح کی قربانی دینے کا ذہن دیا۔ بالخصوص کسی بھی قسم کی حالات کی پرواہ کیے بغیر میدان میں نکلنے اور ہر طرح کے باطل سے لڑنے کا جذبہ پیدا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ایک اشارے پر ملک کے چپے چپے، کونے کونے اور گوشے گوشے سے لوگ سر پہ کفن باندھ کر لاکھوں کی تعداد میں باہر نکل آتے تھے اور دو دو فٹ اوپر اچھل کر لبیک کے نعروں سے ایک سماں باندھ دیتے تھے۔ علامہ صاحب کے مختلف دھرنوں میں کافی تعداد میں

لوگ بھوکے پیاسے بھی رہے، سردی گرمی بھی برداشت کی، شیلنگ و فائرنگ وغیرہ کے سبب زخمی و معذور بھی ہوئے حتیٰ کہ کئی سعادت مندوں نے جام شہادت بھی نوش کیا۔

۱۷. حکمرانوں اور سیاست دانوں کی آنکھیں کھول دینے والا شاندار اسوہ:

ہمارے سیاست دان اور حکمران بہت زیادہ پروٹوکول کے متمنی، شہرت کے بھوکے اور عزت کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ لیکن باوجود ہزار جتن کے وہ یہ سب حاصل نہیں کر پاتے۔ صرف وقتی اور مصنوعی قسم کی نمائش ہوتی ہے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ لیکن علامہ رضوی کو باوجود معذوری اور درویشی کے جو فلک بوس اور ریکارڈ توڑ پروٹوکول، شہرت اور عزت حاصل ہوئے اس سے تمام سیاست دانوں اور حکمرانوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس میں ان کے لئے یہ سبق ہے کہ اگر وہ حقیقی عزت و شہرت چاہتے ہیں تو پھر سارے باطل نظریات کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نظریے کے پیروکار بن جائیں۔

۱۸. طویل ترین عرصے کے لئے دین و مسلک کا استحکام:

علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی لازوال کوششوں، بے مثال قربانیوں اور باکمال تربیتوں کے نتیجہ میں دین کی کمزوری ایک بہت بڑی طاقت میں تبدیل ہوگئی۔ اس کے ضعیف بدن

میں ایک نئی جان پیدا ہوگئی۔ آئندہ طویل ترین عرصے کے لئے دین اسلام باطل کے بہت زیادہ حملوں، سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے محفوظ ہو گیا۔ اب تمام دین دشمن طاقتیں، حکومتیں، افراد اور جماعتیں دینی عقائد و اعمال پر شب خون مارنے سے پہلے ہزار بار سوچیں گی کیونکہ رضوی شیروں کی ایک عظیم فورس ان کو پسپا کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار بیٹھی ہے۔۔یقیناً یہ بھی غیب کی طرف سے علامہ رضوی کے ذریعے دین کی حفاظت کا ایک عظیم انتظام ہوا ہے۔

۱۹. جملہ مکاتب کی طرف سے زبردست پذیرائی کا حصول:

علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کو جو زبردست پذیرائی حاصل ہوئی اس سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آگئی کہ خلوص کبھی بھی رائیگاں نہیں جاتا۔ جس کا عمل بے غرض ہو اس کی جزا منفرد اور جداگانہ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ رضوی کی خدمات کو بلا امتیاز دنیا بھر کے جملہ مذاہب، مسالک، مکاتب اور شعبہ ہائے زندگی کی طرف سے بہت زیادہ سراہا گیا۔ یہ ان کی کوششوں کا صرف چھوٹا سا دنیوی انعام تھا، قبر و حشر میں اس پر جو بڑے بڑے انعامات حاصل ہوں گے وہ ہمارے تصور سے بھی باہر ہیں۔

۲۰. امام احمد بن حنبل کی روحانی جانشینی:

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ وہ عظیم ہستی تھے جنہوں نے دین کی خاطر اپنے تن پہ سینکڑوں روح فرسا مظالم برداشت کیے۔ علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ بھی عصر حاضر میں ان کے سچے جانشین تھے، انہوں نے بھی ناموس رسالت اور ختم نبوت کی خاطر لگاتار جیلیں، گالیاں، مخالفتیں اور طرح طرح کے مظالم برداشت کیے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ربیع الاول میں رب کے حضور حاضر ہوئے، جبکہ ان کے جانشین علامہ رضوی ان سے ایک قدم پیچھے ربیع الثانی رب کے حضور حاضر ہوئے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں بھی لاکھوں افراد شریک ہوئے اور ان کے جانشین کے جنازے میں بھی لاکھوں افراد شریک ہوئے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ربیع الثانی میں ہی اپنے وقت کے عظیم مجدد اور سیدنا امام احمد بن حنبل کے مقلد غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی کا وصال مبارک ہے۔

۲۱. قلیل وقت میں کثیر نتائج:

علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی باقاعدہ عملی جدوجہد صرف دس سال کے قلیل عرصے پر مشتمل ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ان پر کرم ہے کہ اتنے قلیل وقت میں ان سے اتنا عظیم کام لے لیا ورنہ بے شمار مخلصین بھی ایسے ہوتے ہیں جنہیں اتنی جلدی اتنی زیادہ کامیابیاں نہیں ملتیں۔ باقی ان پیر صاحبان کی تو بات ہی نہ کریں جن کی نسلیں بھی دین کے نام پر

مریدوں کے مال پہ پل رہی ہیں۔ ان کے کر و فر، ان کے پروٹوکول، ان کے آداب مجلس، ان کے اخراجات آمد و رفت، ان کے نام کی مالائیں، ان کے زہد و تقوی کے شہرے، ان کے قصیدے اور ان کے القابات کھلم کھلا چغلی کھاتے ہیں کہ انہوں نے دین کی وہ خدمت نہیں کی جو دین نے ان کی خدمت کی ہے۔

۲۲. مذہبی قائدین کے لئے تازیانہ عبرت:

بہت سے مذہبی قائدین کے دماغوں میں بھی ایک دوسرے کومات دینے کا بھوت سوار ہوتا ہے جس کا ان کے طور طریقوں اور لب ولہجے سے خود ہی اندازہ ہو جاتا ہے۔ ایسے مذہبی لیڈروں کے لئے علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیتیقینا ایک بہت بڑا تازیانہ عبرت ہے۔ علامہ رضوی نے سمجھا دیا کہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے بجائے آنکھیں بند کر کے دین کا کام کرتے چلے جاؤ، دنیا کی ساری عزتیں سمٹ کر تمہارے قدموں میں آ جائیں گی۔ اور اگر تم خود یا اپنے پیروکاروں کے ذریعے دین کی آڑ لے کر دوسرے مذہبی قائدین کی سر احتا اعلانیۃ کردار کشی کرنے کے چکروں میں رہو گے تو اس کا خمیازہ تمہیں بھی ایک دن ضرور بھگتنا پڑے گا۔ اور اس انداز میں دین کا فائدہ نہیں بلکہ سرا سر نقصان ہے۔

۲۳. عظیم الشان تاریخی جنازہ:

لاکھوں افراد پر مشتمل علامہ رضوی کا تاریخی جنازہ بھی ان کا ایک بہت بڑا امتیاز ہے۔
یقیناً یہ جنازہ ایک بہت بڑا ریفرنڈم تھا ہر طرح کی باطل سیاست کے خلاف، جھوٹی قیادتوں کے خلاف، گستاخی رسالت کے خلاف، دشمنان ختم نبوت کے خلاف، لبرل ازم وسیکولرازم کے خلاف، دین بےزاروں کے خلاف، بددیانتیکے خلاف، عریانی وفحاشی کے خلاف، ظلم و تشدد کے خلاف، دہشت گردی کے خلاف، بدامنی کے خلاف، جہالت کے خلاف، عیاشی کے خلاف، سرمایہ داری وجاگیرداری کے خلاف۔
گویاعلامہ رضوی اپنے عظیم الشان جنازے کی صورت میں ایک بہت بڑا علمی، دینی، فکری اور سیاسی سرمایہ پیچھے چھوڑ گئے ہیں اگر ان کے جانشین حکمت وفراست سے کام لیں تو وہ اسے کام میں لا کر ایک بہت بڑا عالمی انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ وہ اس سرمائے کا کیا کرتے ہیں۔ دیدہ باید۔

کردار میں بھری تھیں عزیمت کی بجلیاں!

آہ! ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہریدار رُخصت ہوا

غلام مصطفیٰ رضوی

(نوری مشن مالیگاؤں)

عاشقانِ مصطفیٰ رنجیدہ ہیں؛ آنکھیں نم ہیں-اِس لئے کہ پاکستان کی سرزمین پر مردِ حق آگاہ (علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ) جو ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے پہرہ دیتا تھا، وہ اِس جہانِ فانی سے رُخصت ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

کردار میں بھری تھیں عزیمت کی بجلیاں

تجھ کو جھکا سکے نہ شدائد، تجھے سلام

(فریدی مصباحی)

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ ایک فکر کا نام ہے۔ ایک عزم کا نام ہے۔ ایک جذبۂ صالح کا نام ہے۔ حق و صداقت کے داعی کا نام ہے۔ جن کی زندگی اس عنوان کے ساتھ اُبھر کر سامنے آئی، جہاں ہمارے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو جایا کرتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہی ہمارا سرمایہ ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہی وہ قیمتی دولت ہے کہ

جو ہمیں تمام جہان سے پیاری ہے۔ جان سے زیادہ عزیز ہے-ناموسِ رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے مردِ حق آگاہ علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں نمایاں ہوا۔ اور عاشقانِ رسول کے دلوں کی دھڑکن بن گیا۔ وہ مشنِ اعلیٰ حضرت کا بیباک داعی تھا۔

آج دُنیا میں جتنی باطل قوتیں ہیں، سب کا نشانہ رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ پاک ہے۔ بے ادبیوں کا ہنگامہ ہے۔ گستاخیوں کے ہزاروں کیکر، ببول اور تھوہڑ کی کاشت کی جا رہی ہے۔ بنامِ مسلم کتنے ہی دھتورے اُگائے جاچکے ہیں جن کے استیصال کے لئے "حسام الحرمین" کی ضرورت ہے تمام باطل قوتیں اس پوائنٹ پر یکجا ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے رشتۂ غلامی کو توڑ دیا جائے؛ تاکہ مسلمان کبھی اُبھر نہ سکے۔ وہ مُردہ ہو جائے-

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

عشقِ رسول ﷺ دلوں سے نکالنے کے لئے صدیوں سے دُشمنانِ اسلام متحرک ہیں۔ گزری صدی میں گستاخوں کو بے نقاب کرنے میں سب سے نمایاں

خدمت انجام دینے والی ذات اعلیٰ حضرت کی رہی ہے، جن کی زندگی کے لیل و نہار تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف تھے۔ جن کا پیغام تھا-

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا نازِ دوا اُٹھائے کیوں

اعلیٰ حضرت کے پیغامِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہریداری کے لئے فکر رضا کا شیدائی علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں سامنے آیا۔ اور ''قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دینے'' کا جذبۂ صالح لے کر آگے بڑھا۔ یقیں کی اس منزل پر فائز ہوا؛ جہاں باطل کی شوکت و قوت کا خوف اور رعب زیر قدم ہوتا ہے۔ جہاں جرأت و بہادری کا ہر باب تازہ ہوتا ہے-

تازہ مِرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا
عشق تمام مصطفیٰ، عقل تمام بولہب

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحریک کی بنیاد ہی تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم پر رکھی۔ قادیانیت، صہیونیت، یہودیت، لادینیت کے خلاف وہ آہنی دیوار بن گئے۔ انگریز نواز حکمراں، قادیانیت نواز سربراہانِ وقت اور لبرلز

افکار کے مبلغین گھٹنوں بیٹھ گئے۔ بارہا ایسا ہوا کہ قادیانیت نے پوری طاقت کے ساتھ عقائدِ اسلامی کی فصیل پر حملہ کیا، لیکن مردِ مجاہد نے پامردی کے ساتھ ان کے فریب کا جواب دیا۔ ان کا مقصد نیک تھا۔ ان کے عزائم مستحکم تھے۔ یقیں محکم کی قوت سے وہ مالامال تھے۔ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جاں نثاری کے جذبات سے معمور تھے۔ اسلیئے پایۂ استقامت متزلزل نہ ہوا۔ نہ ہی جاہ و حشم انھیں جھکا سکے۔ ان کے سامنے امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت کا یہ درس تھا کہ

کروں مدح اہلِ دول رضاؔ پڑے اس بلا میں مِری بلا

میں گدا ہوں اپنے کریم کا مِرا دین پارۂ ناں نہیں

۱۹؍ نومبر کی شب علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر بجلی بن کر گری۔ عاشقانِ رسول کے دل تھم گئے۔ جذبات امڈ پڑے۔ آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ طبیعتیں مضمحل ہو گئیں۔ ہمارا ان سے کیا رشتہ تھا؟ یہی کہ وہ سرحدِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہبانی کرتے تھے۔ وہ گستاخِ رسول کے لئے مداہنت و رعایت کے قائل نہ تھے؛ بلکہ اعلیٰ حضرت کے اس پیغام کو حرزِ جاں بنائے ہوئے تھے

دشمن احمد پہ شدت کیجیے

ملحدوں کی کیا مروت کیجیے

اور حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس پیغام کی بھی عملی تعبیر تھے۔

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر مادر برادر مال و جاں ان پر فدا کر دیں

فرانس اور یورپ کے گستاخوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کی۔ اپنے خبثِ باطنی کا مظاہرہ کیا۔ مسلمانوں کی حرارتِ ایمانی کو ناپنا چاہا۔ علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ ڈٹ گئے۔ آپ نے وہ احتجاج درج کرایا جس سے پڑوسی ملک کے اقتدار کی چولیں ہل گئیں۔ فرانس کے گستاخ گھبرا گئے۔ انھیں ایک وہیل چیئر پر براجمان بزرگ سے خوف تھا۔ انھیں ڈر تھا کہ یہ تو جوانوں میں روح پھونک دیتا ہے۔ حرارتِ ایمانی کو اپیل کرتا ہے۔ بوڑھوں کو جواں عزم دیتا ہے۔ یقیں محکم کے ساتھ محبتوں کا توشہ سنبھالنے کا مزاج دیتا ہے۔

وہ گئے لیکن ایک عزم دے گئے۔ فرانس کے گستاخوں کے خلاف استقامت کے ساتھ مظاہرہ کیا۔ یوں ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی تادمِ آخر پہریداری کے درسِ زریں کو آخری سانس تک دوہراتے رہے۔ ان سے عقیدت کا تقاضا ہے کہ ہم ان کے مشن کو یاد رکھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں سے متنفر رہیں۔ گستاخوں سے نرمی نہ

برتیں؛ بلکہ ایمانی حرارت کا مظاہرہ کر کے اپنی زندگی کا ہر صفحہ درخشاں بنائیں تاکہ موت کی وادی بھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبۂ صالح پر گواہ بن جائے۔ تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو درس دیا وہ بالکل واضح ہے۔

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لئے

زندگی ہے نبی کی نبی کے لئے

ناسمجھ مرتے ہیں زندگی کے لئے

جینا مرنا ہے سب کچھ نبی کے لئے

داغِ عشق نبی لے چلو قبر میں

ہے چراغِ لحد روشنی کے لئے

مشنِ علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ "عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم" ہے... گستاخوں سے بیزاری ہے... اس لئے مشن زندہ رہے گا... ان شاء اللہ!

اسلام غیرت کا درس دیتا ہے۔۔۔

احقر سید زمان علی جعفری قادری

۱۱/ ۹ کا واقعہ اُمّتِ مُسلِمہ کے لئے اپنے دامن میں خاک وخون اور شعلوں کی بارش لے کر آیا۔۔۔ جارج بش نے نہتے مسلمانوں کے ساتھ صلیبی جنگوں کے جس تسلسل کا اعلان کیا تھا دو دہائی تک اپنی پوری شدت سے جاری رہی۔۔۔ عجب تماشہ تھا۔۔۔ اُمّتِ مُسلمہ زخموں سے چُور چُور تھی۔۔۔

لہُو پورے بدن سے رِس رہا تھا۔۔۔ عراق و شام پر شعلے برستے رہے ۔۔۔افغانستان کی سر زمین پر لہُو بہتا رہا۔۔۔ پاکستان تقریبا دو دہائیوں تک خود کش حملوں کی زد میں رہا۔۔۔ مسلمان نمازیوں پر یہودی کُتے چھوڑ رہے تھے۔۔۔ مسلم عورت عبرت کی داستان بنادی گئی۔۔۔ برما میں مسلم خواتین کی عصمت دری ہوتی رہی ۔۔۔ کشمیر میں مسلمان ذبح ہوتا رہا۔۔۔ کنٹینر میں مسلمانوں کو بند کر کے نیچے سے آگ لگا کر انہیں بھُون دیا گیا۔۔۔ گوانتا ناموبے کی جیل میں مسلمان قیدیوں سے ہونے والی بد سلوکی سے لے کر۔۔۔ گستاخانہ خاکوں تک صلیبی دہشت گردی وحشت و بربریت کی نئی داستان رقم کرتی رہی۔۔۔

لیکن اس ہولناک جنگ کا ایک عجب وحشی منظر یہ تھا کہ ظالم و مظلوم دونوں ایک ہی نعرہ لگا رہے تھے۔۔۔

ظالم قہقہے لگاتے ہوئے کہہ رہا تھا اور مظلوم عاجزی و انکساری کے ساتھ ہاتھ جوڑتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

جن کا جسم لہُو لہُو تھا وہ بھی اور جو لہُو میں نہلا رہے تھے وہ بھی۔۔۔

جو ستم ڈھا رہے تھے وہ بھی اور جو ظلم سہہ رہے تھے وہ بھی۔۔۔

محراب و منبر سے لے کر جامعات کے استاد تک ۔۔۔ ٹی وی پر بیٹھے صحافیوں اور دانشوروں تک سب ہی ایک نعرہ لگا رہے تھے۔۔۔ مومنین سے لے کر مُستَشرِقین و مُتجدّدین تک سب ایک ہی راگ الاپ رہے تھے "اسلام امن کا درس دیتا ہے"

تصور تو کیجیے کیسا عجیب اور ہولناک منظر ہے۔۔۔ جسم لہُو لہُو ہے اور سسکتے ہوئے وجود کے ساتھ ایک ہی آواز سُنائی دے رہی ہے "اسلام امن کا درس دیتا ہے"

اُمت کی بیٹی کو پکڑ کر امریکہ کے حوالے کر دیا جاتا ہے اور کہنے والے کہتے ہیں۔

"اسلام امن کا درس دیتا ہے"

دوسری جانب پوری دنیا میں "میڈِن امریکہ تَصوُّف" کو فروغ دیا جاتا ہے۔۔۔ڈالرز کی بوریاں کھول دی جاتی ہیں۔۔۔ نام نہاد صوفیوں کی ایک پوری جماعت چوغے پہن کر نکل کھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے "اسلام امن کا درس دیتا ہے"۔۔۔

یہ ستم ۱۵ سال تک اپنی آب و تاب کے ساتھ جاری رہتا ہے۔۔۔ ایسا لگتا ہے پوری قوم ہپناٹزم کا شکار ہو چکی ہے کہ اسی دوران وہیل چیئر پر بیٹھا ایک بظاہر معذور شخص خانقاہ سے نکل کر رسم شبّیری ادا کرتا ہے اور پوری قوت سے نعرہ لگاتا ہے۔۔۔

"اسلام غیرت کا درس دیتا ہے"

نسلِ نَو کو داستانِ عزیمت اپنے کردار کی زبان میں سُناتا ہے تو دنیا دیکھتی ہے دُشمنانِ اسلام کی مصنوعی امن پسندی کا سحر ٹوٹنے لگتا ہے۔۔۔ آوازیں بلند ہونے لگتی ہیں ۔۔۔ مصنوعی تصوف پر مشتمل خانقاہی گرجے ڈھیر ہونے لگتے ہیں۔۔۔ یورپ کے قہقہے تھمنے لگتے ہیں تو مومنین کے چہرے دمکنے لگتے ہیں کہ ہے کوئی للکارنے والا۔۔۔ مخالفین کی آواز سنائی دیتی ہے یہ کون دیوانہ ہے جو انہیں للکار رہا ہے۔۔۔

پھر فرانس نے سرکاری سطح پر جب خاکے لگائے تو وہ دیوانہ رک نہ سکا پوری قوت سے نعرہ لگایا

من سبّ نبیاً فاقتلوہ

جو نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے قتل کر دو

بچے بچے کو رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد ہونے لگا۔۔۔ حدیثِ رسول ﷺ نے سلوگن کی شکل اختیار کرلی۔۔۔ عالَمِ کُفر سہم گیا۔۔۔ شیلنگ بڑھنے لگی۔۔۔ اپنے کارکنان کے ساتھ اس نے شیلنگ کا بھی مقابلہ کیا مگر شیلنگ کے اثرات پڑنے ہی تھے اس نے دیوانے کی طبیعت کو اور خراب کر دیا۔۔۔ اور خلقِ خُدا نے، اہلِ درد نے آنسوؤں کو ضبط کرتے ہوئے سفر شہادت کی مبارکباد دی۔

یقیناً آواز تو آئی ہو گی

حبیب کو حبیب سے ملا دو۔

آؤ! اس عظیم مُجاہد کی آواز کو مضبوط بنائیں۔۔۔ آرائش کردار سے تحفّظِ ناموسِ رسالت ﷺ کا ذمہ اٹھائیں۔۔۔

تو نے تا عمر دیا حُب نبی کا پیغام

اِسی چاہت نے بڑھایا ترا عزّ و اکرام

ہوگیا سارے زمانے میں یہ نعرہ ترا عام

"اُنھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

للہ الحمد، میں دنیا سے مسلمان گیا"

نہ کسی اور کو چاہا نہ کہیں دھیان گیا

اپنے سرکار کی عزت پہ وہ قربان گیا

دے کے ایماں کے تحفظ کا وہ سامان گیا

خادمِ رضوی یہ کرتے ہوئے اعلان گیا

"للہ الحمد، میں دنیا سے مسلمان گیا"

"تابِ نظر پھونک گیا"

فدائے تاجدار ختم نبوت محافظ ناموس رسالت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ

خَیمۂ کفر میں ہیبت کے شَرر پھونک گیا

وہ صفِ حق میں نئی تابِ نظر، پھونک گیا

سینۂ قوم کو اسلامی حَمیّت دے کر

شبِ تاریک میں تابندہ سحر پھونک گیا

یوں لڑا جَبر و ستم سے وہ حسینی خادم

نَبضِ ملت میں شجاعت کا ہنر پھونک گیا

پاؤں معذور، مگر حق کو بچانے کے لئے

خود چلا، اوروں میں بھی عزمِ سفر پھونک گیا

لے گئی پار اُسے رب پہ بھروسے کی ناؤ

کہہ کے لبیک، وہ کشتی کو اِدھر پھونک گیا

عظمتِ ختمِ نبوت پہ دیا یوں پہرہ

ساری امت میں وہی ذوقِ جگر پھونک گیا

اُس نے پرواہ نہ کی اپنی، نہ اپنے گھر کی

بہرِ حق، جان و دل و دولت و زر پھونک گیا

شمعِ ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے

ہم میں وہ جذبۂ کردارِ عمر پھونک گیا

اُس کی عظمت پہ فدا، اُس کی قیادت کو سلام

ہم میں اسلام کی غیرت وہ نڈر پھونک گیا

خوش ہوئی روحِ رضا، کھل اٹھا رُوے اقبال

یوں سخن میں وہ نیا سوز و اثر پھونک گیا

سَر فروشی کی ڈگر چل کے فریدی اُس نے

حق کو آباد کیا، خرمنِ شَر پھونک گیا

فریدی صدیقی مصباحی

جنازہ تیرا

غمزدہ کر گئی ہر ایک کو تیری رحلت

اے مجاہد ! لبِ عالم پہ ہے تیری مدحت

جیسے اک در پہ سمٹ آئی ہو ساری خِلقت

چاند کے پاس ستاروں کی ہے جیسی کثرت

"یوں اٹھا تیرے دِوانوں میں جنازہ تیرا "

سلمان فریدی مصباحی

ترے نور سے رخشاں ہوئی صبح وطن

اے کہ ترے نور سے رخشاں ہوئی صبح وطن

تونے کی، ویرانیِ ہستی میں تعمیرِ چمن

سازِ مشرق میں سمو دی نغمۂ مغرب کی لے

تونے بھر دی نئے پیالوں میں صہبائے کہن

اب بجھا سکتی نہیں جس کو ہوائے روزگار

تونے سینوں میں لگا دی زندگی کی وہ لگن

مدتوں کرتی ہے گردش جستجو میں کائنات

تب کہیں ملتا ہے ایسا محرمِ رازِ حیات

روح رواں ہائے چل بسا

رضوی مشن کا روح رواں ہائے چل بسا!

علم و عمل کا کوہ گراں ہائے چل بسا!

صحرا میں، بن میں، دے کے اذاں ہائے چل بسا!

لبیک یا رسول کا نعرہ تھا حرز جاں

ذکر نبی تھا ورد زباں ہائے چل بسا!

ناموس مصطفیٰ کا محافظ تھا لاکلام

ملت کی شان حق کی زباں ہائے چل بسا!

بے شک تھا اس صدی کا "امیر المجاہدین"

کہتے ہیں لوگ اب وہ کہاں ہائے چل بسا!

احمد رضا کے در کی گدائی نصیب تھی

اِس پر ہے خود اُسی کا بیاں ہائے چل بسا !

فکر رضا کا اچھا محافظ تھا پاک میں

رضوی مشن کا روح رواں ہائے چل بسا !

اقبالیات پر بھی بڑا دسترس رہا

نسلوں کو دے کے عزم جواں ہائے چل بسا !

افسوس!آہ !!ختم نبوت کا پہرے دار

صد حیف!!!دیکھو!اہل جہاں ہائے چل بسا !

صدقہ حسینیت کا بہ صد شان تھا ملا

ظالم کو بھی دیا تھا اماں ہائے چل بسا !

شیرازہ حریت کا بکھرنے نہیں دیا

ہے آج بھی یہ وصف عیاں ہائے چل بسا !

آنکھیں ہیں اشک بار زمانہ ہے سوگ وار

ازہرؔ قلم ہے نوحہ کناں ہائے چل بسا!

ازہر القادری

جامعہ اہل سنت امداد العلوم مٹھنا کھنڈ سری سدھارتھ نگر یوپی انڈیا

اے قائد ہمارے! الوداع

اے دلوں کے نور! آنکھوں کے ستارے الوداع
اے حبیبِ مصطفیٰ! اے حق کے پیارے الوداع

اے وقارِ بزمِ دیں! اے مَردِ حق خادم حسین
سُنّیت کے شیر! اے قائد ہمارے الوداع

خون روتی ہے نظر، غم سے تڑپتا ہے جگر
کہہ اٹھے بہتے ہوئے اشکوں کے دھارے الوداع

سرخ رو ہو کر چلے تم جانبِ خلد بریں
اپنی جاں سے دین کے صدقے اتارے، الوداع

آہ تجھ سا ہادی و رہبر کہاں پائیں گے ہم
آسمانِ جرأت و ہمت کے تارے الوداع

دیکھ کر تجھ کو، مدینے والے کی آتی تھی یاد

عاشقانِ مصطفیٰ کے اے سہارے الوداع

الفراق اے حُرمت ختم الرسل کے پاسباں

تو نے ہستی کے گُہر آقا پہ وارے الوداع

گلشنِ عالم ہے سُونا اور فضائیں سوگوار

کہہ رہے ہیں تجھ سے افسردہ نظارے الوداع

دین پر سب کچھ لٹا کر کام ایسا کر گیے

حشر تک گونجیں گے اب نغمے تمہارے الوداع

تو نے پیدا کی دلوں میں، حق پہ مرنے کی تڑپ

قوم میں ایثار جوہر کے نکھارے الوداع

بزمِ عرش و فرش میں ہے اِس لئے چرچا ترا

تو نے دے کر نورِ حق، ایماں سنوارے الوداع

اے فریدی! یہ صدا ے عالمِ اسلام ہے
سارے اہل حق، یہ رو رو کر پکارے الوداع
فریدی صدیقی مصباحی

﴿مختصر تعارف و اہداف﴾

- **دارالتحقیقات انٹر نیشنل** علاقائی، لسانی، عصبی خیالات سے مبرء ایک خالص مذہبی اور اسلامی تحریک ہے۔

اصلاح معاشرہ، مذہبی فسادات کے خاتمہ، علوم شریعہ اور مستند لٹریچر کے ذریعے اہل سنت کے درمیان اتحاد اور جمیع مسلمین تک اسلام کی تعلیمات کو پہچانے کے لئے اس تنظیم کی بنیاد رکھی گئی۔ اس تنظیم کا ایک مقصد دنیا بھر کے علماء اہلسنت کو یکجا کر کے انہیں انکی تحریرات، تقریرات و دیگر امور کے لئے انہیں ایک عظیم پلیٹ فارم مہیہ کرنا بھی ہے تا کہ تعلیمات اسلام کو با آسانی دیگر مسلمانوں تک پہنچایا جاسکے.

- **دارالتحقیقات انٹر نیشنل** خواہاں ہے کہ ہر ایسے کام کو احسن انداز سے سر انجام دیا جائے جس کا تعلق اصلاح معاشرہ، مسلمانوں کی باہمی دوری کا خاتمہ، اور اہل اسلام تک اسلام کی حقیقی روح پہچانے سے ہو۔ اور اکثر شعبوں میں دارالتحقیقات کی نمایاں کارکردگی لوگوں پر روز روشن کی طرح واضح ہے۔

تنظیم میں شمولیت کے چند اصول:

ابتداً حُسنِ نیت کا شامل ہونا ایسے عظیم مقاصد کے لئے از حد ضروری ہے حسنِ نیت کی عطر سے اپنے قلوب کو منور کرنا تنظیمی اراکین کے لئے لازمی امر ہے۔

❖ تنظیم میں شمولیت کے لئے انا پرستی، شخصیت پرستی، بغض وعناد، حسد و عداوت سے خالی ہونا لازمی امر ہے۔

❖ تنظیم میں کسی قسم کے اختلاف یا کسی مسئلہ میں راہنمائی کے لئے متعلقہ شخص سے رابطہ کرنے کی کوئی ممانعت نہیں بصورت اختلاف تنظیم کے مسؤلین / عہدداران میں سے کسی ایک کو مطلع کرنا ضروری ہو گا۔

❖ کسی بھی تنظیم کی کامیابی اس کے اراکین کے باہمی اتفاق اور خلوص پر منحصر ہے۔

❖ تنظیم کا ہر رکن اپنے منتخب کردہ کام کو مقررہ وقت پر مکمل کرنے کا پابند ہو گا۔



ضروری امر

"آپکے کام کا دارو مدار آپ کے شوق اور آپکی معلومات پر ہے"

- فقط کسی چیز کا مشتاق (شوق رکھنا) کسی کام کا نہیں جب تک کہ معلومات کا تلاطم نہ ہو اور فقط معلومات کسی کام کی نہیں جب وہ دلچسپی کے پیمانہ سے لبریز نہ ہو سمجھ لیں دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں ایک کے ارتفاع سے دوسرے کا ارتفاع لازم ہے۔

- تنظیم کامیاب تب بنتی ہے جب وہ فراغت کا انتظار نہیں بلکہ مواقع کی تلاش میں ہو۔

- موٹیویشنل سپیکر لکھتا ہے: "بڑی تنظیم "غلط فھمی "یعنی کہ اس بات کا شوق رکھنا کہ تنظیم بڑی ہو گی تب ہی کام چلے گا یہ محض خام خیالی ہے۔ لوگ آتے جائیں گے کاروان بنتا جائیگا۔

- ابتداً کوئی بھی تنظیم اوجِ ثریا کو نہیں پہنچتی بلکہ اپنا کام اپنا عمل استقلال و استقرار کے ساتھ جاری رکھنا پڑھتا ہے پھر جاکر کہیں تعداد بڑھتی ہے۔
- جب تنظیم کا ہر رکن دوسرے کی بات پہ اظہار مسرت کرے ایک دوسرے کی کاوش پہ داد رساں ہو عزت افزائیکرے تحقیق و تدوین کی سعی کو نوازے تو وہ ٹیم جلد کامیاب ہو جاتی ہے۔
- دوسرے کی بات کو اپنی بات سے اہم سمجھنا اعلی شخصیت کی علامت ہے وگرنہ انا پرستی کی وجہ سے بہت سا بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے
- جب تنظیمی اراکین اپنا وقت اپنی آواز بروقت اور بر محل اٹھائیں گے تو بہت سے کام آسان ہو جائیں گے۔
- تنظیم کے ارکین کو اگر کوئی مشورہ کی ضرورت پیش ہو تو فی الفور اپنی آواز کو اپنی تنظیم تک پہنچائے۔
- تنظیم کا ہر فرد جب یہ سوچ سمجھ کر فیصلہ اور مشورہ دیگا کہ میرے مشورہ پہ ہونے والا لائحہ عمل مثبت ہو گا یا منفی تو بہت سی خرافات یہ سوچنے سے ہی دُور ہو جاتی ہیں۔

- تنظیمی اراکین کا کسی کام تحقیق و تدوین تحریر میں دوسروں سے مشاورت لینا تنظیم کی کامیابی پر دلالت ہے۔
- تنظیم کی کامیابی اس کے ہر فرد میں دوام و استمرار کی صلاحیت کا ہونا ہے، روز موضوع بدلنا روز اپنا مدعی چینج کرنا دو کشتیوں پہ سوار کی مانند ہے۔
- تنظیم اراکین کے اندر جب اس قسم کا رواج ہو کہ میں فُلاں سے بدرجہا بہتر ہوں تو ممکن ہے کہ اصل نتائج حاصل نہ ہو سکیں
- شخصیت کے اندر عاجزی انکساری نہ ہو تو محض معلومات و درجات کا خزانہ غرور و تکبر کو پیدا کرتا ہے۔
- تحریک کے کامیاب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ جب ہر فرد یہ سوچ سمجھ کر چلے کہ یہ (تحریک میرا ذاتی گھر ہے) کیونکہ کوئی بھی اپنے گھر کا تعین غلط سمت کی طرف نہیں کرتا بلکہ ہر ایک محبوب رکھتا ہے کہ گھر بہتر انداز میں چل سکے۔
- جن موضوعات کو لیں ان کی جانچ پڑتال میں وقت کا خیال رکھتے ہوئے ہی کام لیا جائے۔

- تنظیم کی طرف سے طے شدہ اصول پہ جب عمل پیرہ ہوا جائے تو تنظیم بہتر انداز میں پروان چڑھ سکتی ہے۔
- حوالہ جات کتب معتبرہ سے ہی لئے جائی یں اور احادیث طیبہ کو بعد از غور خوض (اسکے درجات کا خیال رکھتے ہوئے) اپنی تحقیق میں پیش کیا جائے۔
- کسی بھی مقام پہ تنظیم کو اگر آپ کے مشورہ کی ضرورت محسوس ہو تو اپنا مشورہ تنظیم انتظامیہ تک پہنچائیں۔

نوٹ: تنظیم بے لوث ہو کر کام کرنے کی متقاضی ہے دردِ دین سمجھتے ہوئے اس کام کا آغاز ہوا اور ایسے ہی ہم آہنگ حضرات متعلق ہوں۔

دار التحقیقات انٹر نیشنل

فہرست اراکین دار التحقیقات انٹر نیشنل(۲۰۲۰)

۱. مفتی محمد گلفام رضا، اتر پردیش بھارت.

۲. مولانا محمد تفسیر، پیلی بھیتی بھارت.

۳. مولانا عبد المصطفی ازہری، قاہرہ مصر.

۴. مولانا مظہر اقبال، لاھور پاکستان.

۵. مولانا نازش مدنی مرادآبادی، یوپی بھارت.

۶. مولانا جمشید مصطفائی، گجرانوالہ پاکستان.

۷. مولانا مہران عطاری، آزاد کشمیر پاکستان.

۸. حافظ محمد فیض رسول سیالوی، پنجاب، پاکستان.

۹. مولانا محمد اسامہ کراچی پاکستان.

۱۰. مولانا محمد عمیر، کراچی پاکستان.

۱۱. مولانا محمد حاشر القادری، کراچی پاکستان۔

۱۲. مولانا محمد الیاس رضا، کراچی پاکستان.

۱۳. مولانا محمد ندیم رضا، کراچی پاکستان.

۱۴. مولانا محمد ذوہیب، کراچی پاکستان.

۱۵. مولانا محمد ناصر نقشبندی، خضدار بلوچستان.

۱٦. مولانا خلیل احمد فیضانی، جودھپور راجستھان.

۱۷. مولانا ابو عاتکہ محمد عبد اللہ بن غلام حسین، کراچی پاکستان.

۱۸. مولانا محمد عمار مدنی، کراچی پاکستان.

۱۹. مولانا محمد ریحان رضوی، مرادآباد بھارت.

۲۰. مولانا منور علي بن جمال الدي، سندھ پاکستان.

۲۱. مولانا علم الہدی، بھارت.

۲۲. مولانا محمد اویس رضا عطاری، پنجاب پاکستان.

۲۳. مولانا علی محمد دایو، سندھ پاکستان.

۲۴. مولانا محمد توفیق رضا، یوپی بھارت.

۲۵. مفتی محمد غلام رسول ربانی، پنجاب پاکستان.

۲٦. مولانا تصور حسین شاہ، سندھ پاکستان.

۲۷. مولانا محمد علقمہ اشرف قادری کیرلا، بھارت.

۲۸. مفتی محمد اختر قادری، پنجاب پاکستان.

۲۹. مولانا محمد عتیق الرحمن، پنجاب پاکستان.

۳۰. مفتی محمد عادل رضا مصباحی، یوپی، ہند.

۳۱. مولانا محمد حسنین سندھ پاکستان.

۳۲. مولانا کمال حسین نظامی، جھاڑ کنڈ، بھارت.

۳۳. مولانا امجد احسان رضوی پنجاب پاکستان.

۳۴. مولانا محمد سلیم رضوی کراچی پاکستان.

۳۵. مولانا محمد جنید عطاری، سندھ پاکستان.

۳۶. مولانا حافظ راشد علی عطاری، سندھ پاکستان.

۳۷. مولانا سید شاہ ولی اللہ (عبد اللہ شاہ) بلوچستان، پاکستان.

۳۸. مولانا محمد عادل عطاری، پنجاب پاکستان.

۳۹. مولانا اظہر حسین، پنجاب پاکستان.

۴۰. مولانا علی رضا، پنجاب پاکستان.

۴۱. مولانا انس مدنی، پنجاب پاکستان.

۴۲. مولانا ندیم اقبال قادری، پنجاب پاکستان.

۴۳. مولانا جہانگیر بٹ، پنجاب پاکستان.

۴۴. مولانا محمد ریاض القادری رضوی دہلی، بھارت.

۴۵. مولانا محمد منتظر رضا قادری، یوپی بھارت.

۴۶. مولانا محمد ارسلان، کراچی پاکستان.

۴۷. مولانا ہدایت اللہ حنفی، کراچی پاکستان.

۴۸. مولانا ایاز احمد، بلوچستان، پاکستان.

۴۹. مولانا قیصر عباس، کے، پی، کے، پاکستان.

۵۰. مولانا غلام وارث شاہدی عبیدی، بہار، بھارت.

۵۱. مولانا محمد اشرف رضا ہاشمی گجرات بھارت۔

۵۲. مولانا محمد عسجد رضا پورنو بہار، بھارت.

۵۳. مولانا محمد جعفر ہاشمی، گجرات بھارت۔

۵۴. مولانا محمد عمران رضوی ہریانوی، مراد آباد اتر پردیش بھارت۔

۵۵. مولانا محمد طلحہ رضا قادری، کراچی پاکستان۔

۵۶. مولانا سید راحت العاشقین حسنی، سعید پور، ڈھاکہ بنگلہ دیش۔

۵۷. مولانا پروفیسر ڈاکٹر سید محمد رئیس شامی، لاہور پاکستان۔

۵۸. مولانا عامر شعیب مصباحی سنبھل اتر پردیش الہند۔

۵۹. مولانا محمد ہاشم رضا مصباحی مرادآباد، اترپردیش الہند۔

۶۰. مولانا محمد نظام الدین نعیمی مرادآباد اترپردیش الہند۔

۶۱. مولانا محمد عاطف رضوی، سرگودھا پنجاب پاکستان۔

۶۲. مولانا ابو جریر تنویر حمزہ عطاری ہری پور پاکستان۔

حیات امیر المجاہدین پر ایک نظر

- ★ ولادت: ۳ ربیع الاول، ۱۳۸۶ھ/22 جون، 1966ء، بروز بدھ
- ★ حفظِ قرآن کریم کے لیے جہلم کا سفر: ۱۳۹۴ھ/1974ء
- ★ جامعہ رضویہ احسن القرآن، دینہ میں تجوید و قراءت: شوال ۱۳۹۹ھ/ستمبر، 1979ء تا: شعبان، ۱۴۰۰ھ/جون، 1980ء
- ★ درسِ نظامی کے لیے جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں داخلہ: ذوالقعدہ ۱۴۰۱ھ/12 ستمبر، 1981ء، بروز ہفتہ
- ★ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور سے فراغت اور تنظیم المدارس کے تحت شہادۃ العالمیہ کی تکمیل: شعبان، ۱۴۰۸ھ/مارچ، 1988ء
- ★ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں تدریس کا آغاز: ۱۴ شوال، ۱۴۱۰ھ/9 مئی، 1990ء، بروز بدھ
- ★ محکمہ اوقاف، پنجاب میں شمولیت: ۱۴۱۴ھ/اکتوبر، 1993ء
- ★ پہلی گرفتاری (داتا دربار کے باہر سے): صفر ۱۴۲۷ھ/17 مارچ، 2006ء، بروز جمعہ
- ★ مجلس علماءِ نظامیہ پاکستان کی صدارت: ۲۰ رجب ۱۴۲۸ھ/5 اگست، 2007ء، بروز اتوار
- ★ جامعہ نظامیہ رضویہ میں بطور شیخ الحدیث تقرر: ۱۶ شوال ۱۴۲۸ھ/29 اکتوبر 2007ء
- ★ دورۂ ملکِ شام: 2007ء
- ★ حادثہ، جس کے سبب معذور ہوئے: 2009ء
- ★ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور میں آخری سبق: ۹ ربیع الاول، ۱۴۳۶ھ/یکم جنوری، 2015ء، بروز جمعرات
- ★ دوبارہ گرفتاری: ۱۲ ربیع الاول، ۱۴۳۶ھ/4 جنوری، 2015ء، بروز اتوار
- ★ ڈی چوک، اسلام آباد دھرنا بر موقع چہلم غازی ممتاز حسین قادری: 27 مارچ، تا 30 مارچ، 2016ء
- ★ قانونِ ختم نبوت میں ترمیم کے خلاف فیض آباد دھرنا: 5 نومبر، 2017ء تا 27 نومبر، 2017ء۔ آپریشن: 25 نومبر۔
- ★ ہالینڈ کی طرف سے گستاخانہ خاکوں کے مقابلہ کے اعلان پر لاہور تا اسلام آباد لانگ مارچ: اگست، 2018ء
- ★ آسیہ ملعونہ کی بریت کے خلاف دھرنا: 2 نومبر 2018ء
- ★ سہ بارہ گرفتاری: نومبر، 2018ء تا مئی 2019ء
- ★ مینارِ پاکستان میں لبیک یا رسول اللہ کانفرنس: 2 نومبر، 2019ء، بروز ہفتہ
- ★ فرانسیسی سفیر کی ملک بدری اور فرانس سے بائیکاٹ کے لیے مارچ اور دھرنا: 15 نومبر، 2020ء
- ★ وصال: چوتھی شب، ربیع الثانی، ۱۴۴۲ھ/19 نومبر، 2020ء، شب جمعہ
- ★ نمازِ جنازہ و تدفین: ۵ ربیع الثانی، ۱۴۴۲ھ/21 نومبر، 2020ء، بروز ہفتہ



Darut Tahqiqat International
Mangal Pura Sarai Tarin Sambhal 244303
Uttar pradesh India
daruttahqiqatinternational@gmail.com
+918868869786
+923101871226
+201021468409